بعون خلاق انفس و آفاق و حکیم علی الاطلاق و رافع سبع طباق

درین ولا بموجب رغبت طالبین و شائقین کتاب لاجواب فیض انتساب مسمی باسم تاریخی

حدیق تحقیق مشرب سنی

از تصانیف عالیجناب نصفت و عدالت نشان مولوی سید محمد وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ باہتمام مولوی مرزا محمد علی مالک مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

حدّ تحقیق بمشرب سنّی
۱۲۹۴ھ

اس تحریر کا نام تاریخی حدّ تحقیق بمشرب سنّی ہے کہ جو سید وحید الدین خان بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب دانا پور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ۱۲۹۴ سنہ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۱۳۴ فصلوں کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم | خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان برو قرارے گیرد | ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدم میں ہی ہم بہت متحیر ہیں کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھے اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہرحال آدمی جو ظاہر بصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر　زبس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساحلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق　کلام راست تاثیری دہد بس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدائے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس وجہ شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاری و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل اور صاحب دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے خلاف اوسکے مذہب کی جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جداگانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی یافت جُدا جُدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بھی نہین کہہ سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سوا اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا کہسکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے حقیت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی —

الراقم

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا
دانم توئی مسیح زرب آیہ ما
اے ذات احمدی که تعبد ترا احب
موعود رہنما و رسولے براه ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنّی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھہ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلحقُّ احقّ بالاتباع ولو کان خلاف الجمہور اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام توقیر آل کے اہلبیت سے برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او [illegible] تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتی ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنظُر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے صاحبان انصاف اسبات کو مدِّ نظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنّی لوگ ہمکو سوء الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی بس [illegible] گا حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری [illegible] تو مقابلہ [illegible] کر تقابل [illegible] تمام [illegible] کیا

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہی کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ اوسیطرح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین **شعر** دو تا ویکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفاء ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آئندہ ہوگی —

فصل ٦

ایک مورخ خوب لکھتا ہی کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابو بکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہی کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سُنی لوگ بضرورت اثبات حقیت خلافت ابو بکرؓ کی توہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ بہیئت مجموعی تمام تحریرات علمای اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ بغض یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح پر صحیح تسلیم کر لیجائے تو در حقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان اونکا نہین ہے ـ **بیت**

ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابوطالب چچا پیغمبر صاحب کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحۃ محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسولخداؐ کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے کہا من بنته فی بیته یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو تو حضرت ابو بکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجہ کو

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہی غرض کہ شرف دامادی و خسر ہونے سے عقلا بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبرے کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسولؐ کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے تھین مگر یہ امر بھی عیان ہی کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین ساتھ حضرت علیؑ یکے از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے

فصل ٨

سنیان معاویہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور ظروف گیلٹ انگریزی یعنے ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہی کہ ظاہرا یہ سب ظروف چاے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانباسی بنے ہوے ہین سو اسیطرح پر یہ سنیان معاویہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب سجل اور اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور بغض علی سے

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان عادۃ شاہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالے کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو ہماری پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان و ہیئت افلاک وغور حالات جمادات اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ و بندوبست و انتظام عام پایا جاتا ہے کہ جس سے وجود ایک صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالے کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند آدمی مثل حضرت موسی وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین +

بیت - ما بدان رتبهٔ عالی نتوانیم رسید | هان مگر لطف شما پیش نهد گامی چند

اور سلسلہ انبیای بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و بزرگی ورحم عام خداوند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہے اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھکر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ اور نیز کمال ہر یک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اسقدر عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکا فرد مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت علی کے حسب مصرعہ ناسخ کے ہے کہ جسپر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہے ایک مصرعہ تضمین کیا ہے

بیت - گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تھا مجکو ولے | دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہے لو کان الرفض حب علی فانا رافضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رافضی ہین

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سهل بن سعد ان رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح
الله علی یدیه یحب الله ورسوله فلما اصبح الناس غدوا علی رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم وکلهم یرجون ان یعطاه فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا هو یا رسول الله یشتکی
عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
فی عینیه فبرأ حتی کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال یا رسول الله
اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلك حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم
الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق الله فیه فوالله لان یهدی الله بك
رجلا واحدا خیر لك من ان یکون لك حمر النعم متفق علیه وذکر
حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منك فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہی سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی
کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے
اللہ کو و رسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس
جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک
آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ
کہان ہی علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین
درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک
لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھی ہوگئے علی اس طرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی درد پس دیا اوس رسول ﷺ نے اوس علی کو وہ علم پس کہا علی ع
نے اے رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہو جائین وے لوگ
مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسول نے کہ نفوذ کرو اوپر نرمی اپنے یہان تک
کہ پہونچے تو اونکے گھرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر
دے اون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے
بیچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ بسبب
تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سی کہ ہون تجھکو چارپایہاے
سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براء کی کہ کہا آنحضرت
نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر
سنہ ۷ ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث
واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان امیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور
بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحۃ وصی رسول اللہ از روی حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے مقرر ہوے ۔

فصل ۱۱

حضرت علی مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسول خدا کے
ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علی حبہ جنۃ

امام الانس و الجنۃ وصی مصطفیٰ حقا قسیم النار و الجنۃ

یعنے علی ؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس و جن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہین
از روے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہین ۔ اور اگر معاویہ کو
رنج ذاتی سے درگذر کرکے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بدذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم

بیت آن خیو انداخت بر روے علی + افتخار ہر نبیؐ و ہر ولی + اور اس شعر کا قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے سوار تھے تو اوس کافر نے آپکے منھ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ ادای حق خدا کے کاٹنا چاہتے تھے اور جب تو نے ہمارے منھ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر ہم تیرا گلا کاٹتے تو شمول نفسانیت کا بھی ہوتا اور بملاحظہ اس خلوص عمل کے وہ کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل و رتبہ حضرت علیؑ کا ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلۂ ذیل مولانا روم کے بہت حسب حال ہین **اشعار**

از علی آموز اخلاص عمل | تا رہے از مکر شیطان و دغل
تو بتاریکی علے را دیدہ + | زین سبب خیرے برو بگزیدہ

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہی **مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی** وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علیؑ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلے فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلے فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب فرود آئی موضع غدیر خم مین تو آپ نی پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولی ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سی اوس مومن کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے اے خدا جس شخص کے ہم مولے ہین سو علی مولے اوسکا ہی اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھی اوس علیؑ کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سی بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے اسطرح پر کہ تو مولی ہی کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب نی اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ آپ نی یہ حدیث فرمائی بعد اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالانہای شتر سے اور اوسپر چڑھ کرکے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کی نہین ہے اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح صحابیون کو جمع کرکے اور پالان شتر کا ممبر بنا کرکے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کرکے اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکرکے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سوا اسکے ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہی اور شارح مذکور نے جو معنی بنائے ہین اولی اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رائگان ہی اسواسطے کہ اس مولی کے معنی

کچھ ہون مگر بات اسقدر ہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی پس مولی کے معنی جو کچھ سنی لوگ قرار دین تو یہ نسبت بھی علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہوسکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کی سنیون کو کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سنی لوگ مولی بمعنی خاوند کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کی قبول کرنا پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنیون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور ہو جاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو مبارکباد دیکے کہا کہ تو مولی کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضائے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کرکے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سے حضرت رسولخدا کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور ہماری رای یہ ہے کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کی ہے اور شارح مذکور نے اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام ہوگئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصّی کو کسواسطے بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر بمعنی اولے بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست
اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنے
صحابیون کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب
یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیح ہے مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے
دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ
حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
کی تعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر
کی ناحق و ناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت
رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر
بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے
کہ آیت **انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم** کی
اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی
اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ
سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر
نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جوکہ ایران و ہندوستان
وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہین سو تمام خلفاے ثلثہ اور تمام
صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کے
کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوای اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت
ثلثہ کو قبول کرلیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے اس

ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے مین مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین۔

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سے بجاے ہارون بہ نسبت موسیٰ کے ہی مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگے تو حضرت علی کو اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور بچون کے تب حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون واسطے موسیٰ کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کی وہی نسبت ہی جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پہ ہارون بھی بھائی حضرت موسیٰ کے تھے لیکن جسطرح جب کہ حضرت موسیٰ اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑ کر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح پر حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ کر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے مگر جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی پائی جائے سو اوسکی معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبد الحق صاحب یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ

مرے اور آنحضرت نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت
نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی
حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کی خدمت مین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبرگیری
اہل وعیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت
نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیواسطے یہ تشبیہ
بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت
خبرگیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار
ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر
شرح مین اس حدیث کے شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کے دلیل ہو
تو اوپر حصر خلافت علیؑ یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے
مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا
کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ
لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور
ہرچند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہوسکتا ہے
کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجاسکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال آخی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بین صحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال آخیت بین اصحابک
ولم تواخی بینی وبین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجکو کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرادین فقط ہر چند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلا فصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر اسقدر اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے انکار نہین ہوسکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ بنے سو وہ لوگ بجاے حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے ۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے اللہ میرے لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہو تیری با

کہ کہائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کہایا اور چڑیا کو ساتھ اوس رسولؐ کے فقط پتا کہڑکا اور گہوڑا بہڑکا ایک مثل مشہور ہے سو سمجہہ پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبد الحق صاحب نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچہ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکہتے ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی اعمام سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی واقرب واحق ہے ساتھ احسان نبی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکہتے ہین کہ یہ سب تخصیصات اسواسطے ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت مین کچہ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے کہ احب مطلق حضرت رسول سمجہے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچہ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچہ ضرور نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بہ سبب ایک غرض خاص کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ٭ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو اسقدر چڑہائی ہے سو کچہ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سی بہی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عایشة فسالت ای الناس
کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عایشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب ترتھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عایشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب ترتھا تب کہا عایشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکر کے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عایشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب ترتھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عایشہ اور باپ اونکے محبوب ترتھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سواس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آئندہ کیجاویگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے ۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیة ندع ابنائنا وابناءکم دعا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً وفاطمة وحسناً وحسیناً فقال اللہم ہولاء اہل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت ندع ابناءنا وابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح پر ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیرے بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تملوگ چاہیئے کہ ہملوگ بلاوین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنے بیٹون کو اور ہملوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہملوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے آئے اور کچھ بحث کرکے ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسی مسیحؑ کے وی لوگ متفق ہوی اس بات پر کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق بر سر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہؑ اور اپنے داماد علیؑ اور اپنے دو نواسے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ لیکے اون عیسائیون کے پاس جا پہنچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتے ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پڑھ سکے بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سی صراحۃً ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور علی اپنے داماد اور حسن حسینؑ اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہؤلاء کے اشارہ کرکے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کے معنے بنانے مین بھی بہت کوشش کی ہی کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

که جو مشتمل هین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ
اہلبیت بمعنی اہل و عیال کے ہی کہ جس رو سے ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب
موصوف لکھتے ہین کہ کبھو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ و علی
و حسنؑ حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سے روایت
ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے
ہین تب آنحضرت نے ہمکو کہا کہ الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آگئے
اور اونکو آپ نے گلے سے لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسرے ہاتھ سے
پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر
لیلیا اور کہا کہ ای خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نے اس بات کو بہی لکہا ہے
کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک
حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکے یعنے
علی اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین
کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کی بنی ہاشم
اولاد عبد المطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین
اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق
معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہرگاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ
ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی
اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
حائض ہونے مین بہی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

که اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمامتر طاہر و مطہر ہین اور کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہو سکتا ہے پس کسیطرح سے خلفاء ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہو سکتے ہین ۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے عن عائشة قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداة وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاء الفاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا رواه مسلم ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر ایک کملی تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس حسن کو اپنے کملی مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو ازروے پاک کرنے کو روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى و اقمن الصلوة واتین الزکوة واطعن الله ورسوله انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا ترجمہ اور بیٹھی رہو [illegible] اپنے گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمائش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوة کو

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو طاہر بنا وے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیسا کہ اس حدیث مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھہ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کے معنی مختلف بیان کرچکے ہین ۔

فصل ۱۷

عن زر ابن جبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکھے گا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھہ سے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہرا یہی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو بلقب مومن کے کہلاتے ہین ۔

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وہو ولی کل مؤمن رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا روایت کی اسکو ترمذی نی فقط شاہ عبد الحق صاحب نی شرح مین اس حدیث کے اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ کر دینا چندان ضرور نہو اور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے معذور رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سی مگر مین یا علی روایت کی اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سی حضرت علی کو بھیجدیا تاکہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھ کر کے ندا کردین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوای اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل ان سب مراتب کی یہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابوبکرؓ سے نہین ہوسکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون او ہماری طرف سے آدا ے حق نہین کوئی شخص کرسکتا ہی مگر کہ مین یا علی ۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی معنی بنانے مین کچھہ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہوسکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کی یہ نکتہ لگادیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگون مین کچھہ گفتگو نقض اور ابرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا یعنی اوپر عادت عرب کے تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابوبکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابوبکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سے شرف منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے ۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسولؐ سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہی یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر کے ہوگی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی تر تم لوگون کا علی ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ مسترگبن مورخ انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود اسکے سُنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سی حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اسوقت سرسری مین یاد آتی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین ۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطے تسکین
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کرکے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سی نصفی حصہ دار کو
نو اونٹ اور سوم حصہ کی شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کی شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہو گیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سی اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا آدھا
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجای اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سوم والے کو چھ سی کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ اونٹ سے ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ماخذ مشترک کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کرکے تقسیم کردیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کی معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک
کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سی لیکر کے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نی فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کی سات دن کو بارہ
مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کردو دو پر یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک
مہلت دیجاے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگین چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کی ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لہلک
عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سی صاف دلیل حضرت عمر

کی ہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسے ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تہی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکے
نہ مرین ۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ
لا ابا حسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن
یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے ۔ پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نہ رکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود رکھتا ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا ۔ ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی مرتضے
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل مع اللہ
ہوکرکے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرازق فی الارحام
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بہی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خدا شناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے آپکو باقی نہین تہی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسولخدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا و رسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کی تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہے جب تک ڈارھی علی کے مخضب بخون نہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکرکے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی۔ ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کرکے اور متبسم ہوکرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاوے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کراتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسیطرح پر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشفت آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیحؑ کے تھے۔ تتمہ یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سی آپ اسباب
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین دراصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کے جنگ جمل مین آپ سی خود لڑین
اور صرف اسیر اکتفا نکی کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے
کرتے ہو۔ وتتمہ یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین ۔ اشعار

اذا عاش امرء ستین عاماً　　فنصف العمر یمحوہ اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہے تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین گذر جاتی ہے و نصف النصف یمضی لبین یدی　لغفلتہ یمیناً عن شمال اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہے ۔ و ثلث النصف آمال و حرص وشغل بالمکاسب والعیال　اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین ۔ و باقی العمر اسقام و شیبٌ و ھم بارتحال و انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یحب المرء طول العمر جہلاً　وقسمتہ علی ھذا المثال　دوست رکھتا ہے آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے ۔ دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد × من الحسنات والقلب السلیم　وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہے اور نہ قلب سلیم ہے فحمل الزاد اقبح کل شیء × اذا کان الوفود علی الکریم　پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذالجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء وتمنع　تجکو حمد ہے اے صاحب جود اور مجد اور علا کا مبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جسکو چاہیے اور روکتا ہے تو جسکو چاہے الٰہی اجرنی من عذابک اننی × اسیر ذلیل خائف لک اخضع　ای اللہ میرے نجات دے مجکو اپنے عذاب سے اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیرے سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون ۔ الٰہی لان عذبتنی الف حجۃ × فحبل رجائی منک لا یتقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی و مضجع
بار الٰہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میری لیئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذقنی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال ھناک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا۔ دیگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہو ولا بد بعد الموت من ان تعدہ لیوم
ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہی بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاوی تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جائیگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشیء فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہو اللہ۔ فلن یصحب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ پہونچیگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاہلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسولخدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے انیز پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ تکلف نہین ہی۔ دوازدہم ۱۲ یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر مین ہی غرّک عزّک فصار قصار ذلک ذلک فاحش فاحش فعلک فعلک تہدی بہذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیری پس ہوگیا انجام اوس بات کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوی تو ساتھ اس نصیحت کے اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمامتر صنعت تجنیس مین ہی یہ لکھا علے قدری علے قدری یعنی اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سو اگرچہ یہ دو لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الورم این اللحم یعنی کہان ورم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہی الدین و الدنیا کالمشرق و المغرب فاذا قربت الی احدھما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجا

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کو پس راز مین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا راز مین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے راز مین بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے راز مین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چون وچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے ۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی هذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقه جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابی سعید سی کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتاوے اوس مسجد کو درحالت جنب کے سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علی ابن منذر نے پچپن حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیہ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتے ہوے کہ ای میرے خدا مت مار مجھکو یہان تک کہ دکھلاوے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز و نیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن رواہ احمد والترمذی ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۱۷ کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے ۔

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینی سے حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے ایک بو اور کسر سُنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہی کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہی مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام دہی پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت با علی ہوتا تو کیا یہ توجیہہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی ودمک دمی وانت منی وانا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا خون ہی اور تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اور سُنیان زمانہ کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ برحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سُنیان بھی بے تکلف حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہین اور سُنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہو سکتا ہی کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہی جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ عزت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہی اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمامتر راہ راست پر اور بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھہ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جا سکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علیؓ رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب مفرط یقرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبہتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسی کی کہ بغض رکھا اوس سے یہودنی یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماں کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھہ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون باتین جمع ہون ساتھہ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھہ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو جو تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت ساتھہ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سے جابجا وہ مشابہت پائی جاینگے

فصل ۲۸

مشکوة المصابیح باب مناقب علی وعن بریدة قال خطب ابو بکر وعمر فاطمة رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انها صغیرة فخطبها علی فزوجها منه رواه النسائی ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ خواہش کی ابو بکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسول خدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینے ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجاگی ۔

فصل ۲۹

مشکوة المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے

اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کو تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابو بکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سواے روزن دیوار ابو بکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابو بکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکے حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جس وقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ احد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابو بکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ یا علی سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ تھی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تھا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہانے کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی ع کو باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللہم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللہم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما اشکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ــــــــ ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی مجھکو یعنی ہم مر جائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نی اوس علی کو اپنے پانون سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اُسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوسوقت مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیاً لیعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلا دے تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیتؑ وعن عائشۃ قالت کنا ازواج النبی صلے اللہ علیہ و الہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول اللہ فلما رآھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارّھا فبکت بکاء شدیدا فلما رای حزنہا سارّھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم سالتہا عما سارّک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الان فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ۔

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا اونسی کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھیں
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب دیکھا اونکو رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا میری بیٹی تب بٹھایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھہ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین فاطمہ بہت رونا [illegible] پھر جب دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے بار دوم تب لگا
ہنسنے پڑین اوس وقت جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم
نہین ہین کہ راز نبیؐ کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہماری حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسے یہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اوسنے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھے سلف
سے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہوگے
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہوگا اوسی درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کی ہین جو پیچھے جاوینگے
اوس پیمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھہ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؑ کی پائی جائیگی تو وہان پر سنی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویؤذینی ما اذاہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزا دختر ابو جہل سے شادی اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو ناخوش ہوای رسولخدا لیکے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ سے لیکے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تا حیات اپنی بات نکرینگی اور وصیت کی کہ اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ سے ناراضی کی [illegible]

فاطمہ کا تمامتر عیان ہی اور علاوہ اسکے بہی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ
کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوماً فینا خطیباً بماء یدعی خماً بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ
واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان
یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ
الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب
فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب
اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہے زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین
خطبہ پڑھتے ہوے اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہے خم کرکے درمیان مکہ اور مدینہ کے
پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا
کہ بعد حمد و ثنا کے خبردار ہو اے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہے یہ کہ آوے
ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو
آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون
کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہے کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس تم لوگ کلام اللہ
کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسول خدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا
اوسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہے کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون
کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے کے

اور ایک روایت مین ہے کہ کلام اللہ وہ رسّی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت ع سُنّی لوگ اس اہلبیت کے معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سُنت کے ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کے معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہے کہ قرآن اور اہلبیت ع دونون ایک ساتھ ہین یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سے معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جیسا اہلبیت اولاد رسول کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بہی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکے دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوٰة المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللّٰہمّ انی احبّہ فاحبّہ متفق علیہ وعن ابی ہریرة قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفة من النہار حتی اتی خباء فاطمة فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسناً فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہم انی احبّہ فاحبّہ واحبّ من یحبّہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسن ع ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تھے کہتے تھے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوس حسن کو پس دوست رکھ تو اوس حسن ع کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابو ہریرہ سی کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ پہونچے وہ رسول گھر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس رسول نے ایا وہان ہی چھوٹا بچا ایا وہان ہی یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئی یہانتک کہ گلے لگا لیا ایک نے دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ اے میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوسکو پس دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھے اوسکو متفق علیہ فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر سنیون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکھتا تھا سو یہی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو ماری خوشی کے اللہ اکبر اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچھا کہ کیا تم فوت پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی یعنے مینے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہرا سی آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تُف و نفرین ہے ایسی دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ راضی ہون تو قریب اوس روضۂ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کے رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخرکار حضرت عائشہ کا فتوی براہ خلافت و عداوت سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہے سو وہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہہ مین حسنؑ ابن علی دفن ہون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک
وہانسے اوٹھاکر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن
فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھار
تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے
زہر کھلائے گئے اور پارہای دل وجگر آپکے ٹکرے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے
پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نی فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے
ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہی مگر وہ خادم
نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے
کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے
اور آپ نی یہ جواب سنکر کے کچھہ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی
نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے اپنی
نظر اوٹھاکر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نی فرمایا کظمت یعنی
گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس
یعنی معاف کرنی والے آدمیون کے تب آپ نی فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس
غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی
احسان کرنے والون کو تب آپ نی اوس غلام کو آزاد کیا اور چارسو دینار دیا اور یہ تمام آیت
۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے
صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم و فیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا اپنے، تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بیاد خدا دیکے خدا کے ہو گئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۵ مین مذکور ہے کہ امام حسن ؑ نے ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بعد دریافت خبر انتقال حضرت امام حسن ؑ کے معاویہ سجدہ شکر کا بجا لایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۳ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کو تسلیم خلافت معاویہ کی ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسن ؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام ؑ سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسن ؑ کے امام حسین ؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ ؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسن ؑ کو اوس روضۂ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکرۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی طرف اور فرماتے تھے کہ بتحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکے وسیلہ سے بیچ

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس ۳۰ برس ہی روایت کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ ۶ مہینان بعد انتقال حضرت علی منجملہ تیس ۳۰ برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا تھا کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱ھ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام کا بماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کرکے حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس ۳۰ برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے پورا نہین کیا اور دارابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین بیچ بروز عرفہ کے وہ اپنی اوٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہی تھے پس سنا ہمنے اوس رسول کو کہتے ہوی کہ اے لوگو ہمنے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بھٹکو گے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سی یعنی ایک کتاب خدا کی ایک رسی ہے کھینچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور یہ

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے پس خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین اور اہلبیت سے علیؑ اور فاطمہ و حسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہوچکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح مین بھی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اہلسنت کے ہے پس جبکہ اہلبیت سے اہلسنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس جابر سے کہ تحقیق کہ رسول خدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے ۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب بن ربیعۃ ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مغضباً وانا عندہ

فقال ما اغضبک قال یا رسول اللہ مالنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احمر
وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ
ثم قال یا ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسولخدا کے پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسولخدا کے کیا حال ہی درمیان ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہو گیا چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھی وہ شخص تم لوگون کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاوے کہ اون لوگون کو کیا معاملہ کشمکش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲ سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ الاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضّلت اسامۃ علیّ فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک فاثرت حُبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حبّی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنی باپ یعنی حضرت عمر رض سے کہ کسواسطے تفضیل دی تونے اُسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدین وجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حُب رسول خدا کو اوپر حُب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۱ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسولخدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اٰخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوئے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوئے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص چڑہا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا۔ فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہی۔

فصل ۴۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتھا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکرے ٹکرے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکرون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسولخدا کو کہ گویا نتھی
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی انتہی ملخصاً فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ جنکی حیات مین آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت کا اونکے پہونچانیکے لئے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہوکر کے
حضرت رسولخدا سے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت سن اونکا چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس ٢٥ برس کا تھا اور
بہت روز تک زندہ رہکر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوسوقت
مین سن شریف حضرت خدیجہ کا درمیان پینتالیس ٤٥ اور پچاس برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے سب عنقریب
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین مسٹر گبن
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زیادہ از حد قیاس بشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری امکان عام بشری سی خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ اوسنے

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اوسکے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری کا ہے کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد مین بکری ذبح کرکے گوشت اوسکا دوستان اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑہتین سو بڑہین مگر حضرت رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نبایا اور مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہے کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور لکھتا ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ طلحہ اور زبیر رض کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان رض کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسن ع کو باوصف وعدہ سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جنگ جمل مین بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوے اور آخر اوس لڑائی مین جب حضرت عائشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائشہ کو عزت اور آبرو کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسیطرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ

حضرت عائشہ کے ہی اور شک نہین ہی کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جسطرح حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤد اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج دراصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہی وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَصَفِيَّةُ وَحَفْصَةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین ام سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت ام سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶ - مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہر گاہ بعد انتقال حضرت رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان مین موجود تھین تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مر چکی تھین اور اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۳۴

بیت - ہی ضرورت کہ کرون ذکر عدو کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہے اسطرح کہ فن
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان سنہ ۱۴۰ھ او سنہ ۲۰۰ھ کے
بہت مشہور ہوئی اور مثلاً فلاں نے سنا فلاں سے کہ اوسنے سنا فلاں اپنے دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ان الحسنات یذھبن السیئات
[illegible] کرکے [illegible] لوگوں کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
باتوں پر قریب [illegible] دو سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی
طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہیں ہے اور اسیطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابوحنیفہ شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرح معلوم نہیں ہے اور بمجرد انتقال حضرت
رسولؐ کے [illegible] خلافت حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؑ و
[illegible] حضرت [illegible] گئے اور امارت معاویہ پر قائم کرکے نوبت قتل امام حسینؑ
[illegible] زمانہ حکومت بنی امیہ و مروانیوں کے زمانہ حکومت عباسیان
تک ہوا ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائیں سو بہت تھوڑا ہے اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگوں نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہیں روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مارڈالا مگر باوصف ان سب
حالات کے بہت غنیمت ہے کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو کچھ
ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ اونمیں سے ایک حدیث موضوع
حسب ذیل ہے مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن ابن عميرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به رواه الترمذي وتمكن له في البلاد ـ ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور تمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین فقط سو اس حدیث کی موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سے ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشیگری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسنؑ کے تمام مکر و فریب سے معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسے شخص کے حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جوڈس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ای[illegible] [illegible] مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] کر کے [illegible] مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس جوڈس اسقراطی نے [illegible]

سیح کو پکڑوا دیا پس اسیطرح پر معاویہ بھی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عبد اللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو گیا ہی اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یا غی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ جب معاویہ پر زبان بند کی جاوے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک [illegible] سنیونکا ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہو اور مشاجرات یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاوے سو ظاہرا یہی مصلحت سے ہوگا کہ اندھے بغلے کیطرح پر بے دیکھے بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر بعد النبی ابو بکر رض ثم عمر رض ثم عثمان رض ثم علی رض کو ہم لوگ بطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اسقدر جانتے ہین کہ الّذی یوسوس فی صدور النّاس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات ہے اور لقب خال المومنین یعنی ماموں کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگون کا ہوا اور شاید یہی مناسبت ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسے سوتیلے ماموں سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہندہ اگرچہ خال من است　　دوستی دیم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسول　　بر خطش نیز افتخارے نیست
در مقامے کہ شیر مردانند　　از خط و خال اعتبارے نیست

انوری

دوستدار پسر ہندہ نیم اگر نیست　　کہ از دو کس او بہ پیغمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست　　مادر او جگر عم پیغمبر بمکید
او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت　　پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبودہ آن سوای مکر و فریب　　چرا روم پے تاویل بہر دو مذہب
نہ من خطای او و اجتہاد او گویم　　بغاوتے است صریح و جای او بہ شیب

دیگر از مؤلف مذکور

بحب شاہ ولایت کہ حب او مقصود　　ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر قلنا من هم فقال انا وابنای و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول خدا نے

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیے گئے مجھکو چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وے لوگ تب فرمایا اوس رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحابہ کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسن و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر و مقداد ونہم کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابو بکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابو بکرؓ کے نہین ہوے تھے سو تفصیل اونکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گے ۔

فصل ۴۵

مشکوة المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد و فی روایة حذیفة ما حدثکم ابن مسعود فصدقوه و تمسکوا بعهد ابن ام عبد رواه الترمذی

ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سے میرے یعنی ساتھ ابو بکر اور عمرؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہیں ہوسکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل کے نہیں ہوسکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا دوسری بات ہی اور اقتداے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر گے ہی بس اگر لفظ اقتدا کی دلیل حقیقت خلافت ابو بکر و عمر رض کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن یاسر کی ہو سکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنی کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت حضرت ابو بکر کے نہیں ہوے بلکہ بطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے شہید ہوئے اور جب قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا کافر ہے تو معاویہ نے اوسکو جواب مین کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اوسنے عمار کو لڑائی مین بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہون تو حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کی ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ مین ابو سفیان پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینون آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت خلافت حضرت ابو بکر رض کے نہیں تھے۔

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی —

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیقکہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھون کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام تبلائیں اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمین سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے —

فصل ۴۸

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری — ترجمہ

اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھی کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونسے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سی جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر اوبہ خوبی مزاج حضرت عمر کے دلالت کرتا ہی اور ایسے ہی

حدیث مندرجہ فصل ۴۸ کے بہی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اُسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولخدا کے بہ نسبت خود اونکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علےؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولی قبول کر کے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو سیّد یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمر نے بدرخی ساتھ حضرت علےؑ کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنی اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ **بیت**

اے ابر تو مکہ و منا مین برسا
افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۴۹

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰؑ داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش ومہاجرین وصحابہ وعشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بہی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین واخوت یار سول وزوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سلک علی طریقتی فھو الی کے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہے اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہوسکتا ہی بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جاتے ہین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
بدرجہ اعلی داخل ہین **مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ**
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم
تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو راے ہماری بقلم خاص نگار
حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی راے سابق کے متفق ہین -
حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار
نے **امیر منا و امیر منکم** کہکے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علیؓ نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
بنا پایا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونیکے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سی ہم عالم تر ہین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری سنی سالہ کی بلا فصل نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہین ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور دخلہ غیر لوگونکا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اونے کہ سنا مینے حضرت رسول صلعم کو کہتے ہوی کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ آدمیونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علی۱ حضرت امام حسن۲ حضرت امام حسین۳ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر ۔ حضرت امام جعفر صادق ۔ حضرت امام موسیٰ کاظم ۔ حضرت امام علی رضا ۔ حضرت امام جواد تقی ۔ حضرت امام نقی حضرت امام عسکری ۔ حضرت امام مہدی علیہم السلام ۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد النبی الامی الطاہر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین و الاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ہادیا الی سبیل النجاۃ عسکریا مع الغزات مہدیا الی الطریق النقین غیاث المستغیثین صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاے تو پھر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اگر اس حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھ مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور اس حدیث سے خلافت حقیقی حضرت مولیٰ علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوے اور اونکے معاویہ بعد تیس برس خلافت ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تا قیامت مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء ثلثہ کے خطاب کرم اللہ وجہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو اسیطرح پر

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہی اور حدیث مین النظر الی وجہ علیؑ
بمحبۃ عبادۃ واقع ہی یعنے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علیؑ کے محبت سی عبادت ہی پس جسکے چہرہ کو
محبت سی دیکھنا بروایت خود حضرت ابوبکرؓ کے عبادت ہو تو دوہری خلافت کا ہونا ایک
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سنیون کو اس بات سی تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہی کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماء اہلسنت کی واسطے اس بات کی ہوئی کہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاے سو وہ تمام کوشش رائگان ہوئی
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیحؑ کی بہ نشان بادشاہ یہود ان کے ہی تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ پیچ و تاب
کھایا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین اس
حدیث کی آیا ہے ابوبکرؓ لا یلبث الا قلیلا یعنی ابوبکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سی بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکرؓ ان بارہ خلیفون مین
داخل ہوان تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہی یعنی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس حاشیہ کے حاشیہ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہی سو اس راے پہنچی ہم اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابو بکر لا یلبث الا قلیلا ضمیمہ حدیث نتوان شد۔ اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا حسب ذیل ہے ابا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ صرف بذکر بنی مروان اکتفا فرمودند۔ اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہ مین اس حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت مین نزاع اور اختلاف نہ ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مارڈالا اور شاہ صاحب اس توجیہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے

سال قتلش بگفت غمگینے ✦ ✦ سر دین را برید بے دینے

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نا معقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے دوم یہ کہ مراد خلفاے عادل وامراے صالح سے ہی کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام بتلانے سے ایسے سلاطین عادل کے تمامتر عاجز ہین۔ سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور بعد اونکے پانچ اولاد امام حسینؑ شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اولاد امام حسنؑ کی ہین اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ توجیہ [illegible] مگر ظاہر سیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ بعد زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہون۔ چہارم یہ کہ مراد بارہ خلیفون سے یہ ہی کہ دو بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ پتا نہین بتاتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے کہ اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ مین مزید فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہی کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہین۔

فصل ۱۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

قبیلون سے قریش کے بنی ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کیا اسکو ترمذی نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف سے تھا اور مسیلمہ کذاب قبیلہ بنی حنیفہ مین سے تھا اور مثال بنی امیہ کی شارح عبد اللہ ابن زیاد کی دی ہے کہ وہ قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا اور شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہے کہ اوس راوی نے یزید کو کس واسطے شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ باقی بنی امیہ سے بھی اوس کلام قصور نہیں کیا یزید اور عبید اللہ زیاد وقوف ہر گز ہے کہ تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے صراحۃ معاویہ کو کیون نہین یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور شاہ صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسول نے خواب دیکھا تھا کہ بندر منبر پر چڑھتے اوترتے ہین آپ کے کھیل کر رہے ہین اور آپ نے تعبیر اون بندرون کی بنی امیہ سے کی —

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید الخدری قال قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ کوئی ایک نے تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ اُحد کے تو نہین پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیون کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور تا د صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے حضرت پیغمبر علیہ السلام کی حالت ایمان مین پائی اور مرا دین اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف درست ہی مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے اور تعریف مین اصحابؑ کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور واجب ہے۔ اشعار

سلام اونپر جو اونکے اصحاب ہین وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہی اور اہلبیت رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہی شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب ردیۃ نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب صغائر وکبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون گلیم آوردہ انحصار اہلبیت بر انہا فرمودہ باشد تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم ماذون بدخول مسجد بودند و دیگر بسیاری احادیث در شان علی ست وخود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی را حق میگویند

پس با اینهمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و [illegible]
کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره [illegible]
خواهد بود یا نه. و حدیث صفحه ۷۰ یعنی حدیث مندرجه فصل ۳۹ رساله هذا که
حرب یا علی حربی با من است این همه یا سو کرده بحمایت معاویه درآمدن چه معنی
دارد و ظاهر که امیر معاویه از مهاجرین یا انصار یا اصحاب بدر هم نبوده اند که
چندان اهتمام درکار باشد و نه از بهشتیان قطعی اند که تاویل مزید را حاجتی باشد
غایت اینکه از عوام صحابی بوده اند که در سال هشتم از هجرت بشمول ابوسفیان و عکرمه
بن ابی جهل ایمان آورده اند امتداد صحبت هم میسر شده بود و [illegible] اینکه عکرمه
بن ابی جهل بحکم رسول الله علیه السلام بعد فتح که قتل کرده شد [illegible] از اهل
انصاف میخواهیم که اگر این محاربات معاویه روبروی حضرت رسول صلی الله علیه
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار نمیدانیم که چه چیز
[illegible] شان معاویه گفته آید مگر می پرسیم که هر حمایت و محبت را [illegible]
که لوای معاویه را آخر سبب سبیت سفینه نوح را که عبارت از اهلبیت [illegible] گذاشتن

چه مناسب است قطعه

[illegible]	[illegible]
[illegible] رسول	[illegible] رسول

[illegible]

فصل ۱۵

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابه وعن جابر رضی عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم قال لا تمس النار مسلما رآنی او رأی من رآنی رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہے کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر —

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وسألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلہ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما ھم علیہ من اختلافہم فھو عندی علی ھدی والد وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا مینے رب سے اپنے اختلاف سے صحابیون کے بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیقکہ اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی لوگ مختلف ہین پس وہ شخص نزدیک میرے ہدایت پر ہے اور کہا اوس حضرت نے

نے فرمایا رسول خدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے ساتھ اقتدا کرو تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو رزین نے فقط جب یہ حدیث [illegible] حضرت عمر سے ہی تو شاید اسی بنیاد پر ہے پر واضح ہو کہ حضرت عمر کو حضرت علی سے ہوگئین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی خود حضرت عمر رض سے ہے کہ خواستگاری کرنے بعد ام کلثوم دختر حضرت علی کے روایت کیا تھا کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی و سببی و صہری یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل و پیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کے مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل و پیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ صحابی مستثنی اور خارج از بحث ہے پس صاف صاف یہ اشارہ طرف معاویہ کے ہے اور ہرگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہے تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکو [illegible] البتہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولی علی ایک آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جو تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رض سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ ایک سوختہ طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے ۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کرکے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے [illegible] بہشتی از قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہی کہ بس یہی [illegible] ہین چنانچہ خود شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی خصوصیت ساتھ ان دس آدمیون کے نہین ہے کہ بشارت جنت کی تحقیق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابہ کے لئے [illegible]

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرۂ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال ما احد احق بهذا الامر من هولاء النفر الذين توفى رسول الله صلعم وهو عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعد وعبد الرحمن رواه البخاري

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہنے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور پورا قصہ اس قول حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے قریب انتقال اپنے نام ان چھہ شخصون کا بتلا کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جاویگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
عمر نے ان چھ شخصون مین نام حضرت علی کا داخل کیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت
علی محروم ہوکر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے اور [illegible] ہوئی کہ حضرت علی
نے بھی بیعت کرلی پھر بعد اونکے مارے جانے کے [illegible] ہوتا اور یہ کیا مقام حیرت
کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسولؐ نے بحالت رضامندی [illegible] حضرت علی کی [illegible]
کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمرؓ وہ بزرگ [illegible]
ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے مبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو
دیکر کے کہا تھا کہ انت مولی کل مؤمن و مؤمنۃ سو اب حال [illegible] علی کی [illegible]
کہ تصدیق رضامندی حضرت رسولؐ کی نسبت اونکے حضرت عمر کے مشورہ کی [illegible] ہے
اور اگر یہ نام لیتا علی کا سچے دل سے ہوتا جیسا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر رض کو
استخلاف کیا تھا سو اس صورت مین حضرت عمر رض کا استخلاف حضرت علی کا کرنا کیا ضرور
تھا اور اگر حضرت عمر رض بڑے سچے تھے تو بھول جانا اپنے مبارکبادی روز بیعت
خم غدیر کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کرکے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہے اور کیا اس حکم سے حضرت عمر رض کے خون اوس شخص کا
کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہون حلال ہوجاتا۔ اور عبداللہ بن عمر رض
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر رض نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر رض نے
جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو
اوسی بہاؤ سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمر رض
صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنی بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے سلطنت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بتکلف استخلاف یزید اپنی بیٹا کا کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہو کر کے استیصال خاندان نبوی کا کربلا مین بخوبی تمام ہو گیا کہ سواے امام سجاد حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا ہمنے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رض نے کہ ابوبکر رض تب پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے حضرت عائشہ رض کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابوبکر رض کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رض اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رض کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصون کو کیونکر یاد کر سکتی تھین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے —

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عبد الرحمن ابن عوف سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؑ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث مین کلًا وجزءًا اسی ترتیب سی ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہلسنت کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵ اس رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کی ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا بعد سو ڈیڑھ سو برس مان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جس طرح پر کہ ترتیب خلافت کی ہوتی گئی سو اوسی ترتیب سی حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسیٰ و داود

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیح ع کے مقدم ہوگا ہرچند کہ اون انبیا کو حضرت
مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت [illegible]
شخص مقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ
اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فصل ۵۸ کے نسبت حضرت علی
کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علی ع کے ہو اور اسی طرح پر تمام احادیث مین
الفاظ بشان حضرت علی ع کے مقابلہ خلفاء رض کے ایک خاص قسم کے ہین کہ
جس سے تمامتر ممتاز ہونا حضرت علی ع کا خلفاء ثلثہ رض سے ظاہر ہوتا ہے بہرحال
شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے
کہ اس طرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا نام لیکے لفظ فی الجنۃ ہر نام کے تکرار
کیگئی سو کیا منشاء اس قسم تقریر کا ہے

فصل ۵۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن علی رضی اللہ عنہ
قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امینا زاھدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہنے
کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسول خدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابو بکر کو تو پاؤگے تم لوگ اوسکو امین زاہد
امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمر کو تو پاؤ
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا مین ملامت کنندہ

کرنے والے کی اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؑ کو اور ہم نہیں دیکھتے ہیں کہ تم لوگ اس
بات کو کرو گے تو پاؤ گے تم لوگ اسکو ہادی اور مہدی جو لیجاے راہ مستقیم پر
تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں
کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص و تعیین خلافت کی کسی شخص کے حق میں نہیں کی
سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی
درحقیقت باعتقاد اہل سنت از روی اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال
انحراف لوگون کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا
کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤ گے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم
حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابن ابی کعب لم یکن الذین کفروا
من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین
ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن
معمر بن قتادۃ مرسلا وفیہ اقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابو بکرؓ ہے اور شدید تر
انکا امر خدا میں عمرؓ ہے اور صادق تر ان لوگون کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے
اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہے اور قاری تر ان لوگون کا ابی ابن کعب
ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے
پاس پڑھی اور عالم تر ان لوگون کا ساتھ حلال و حرام کے معاذ ابن جبل ہے اور

ہر امت کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ سے بطور مرسل کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علیؓ ہے فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؑ کے حکم نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے کہ قضیۃ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؑ واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے و قوت علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو اپنے کام کا آدمی جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق ولو کان مرا ترکہ الحق وما لہ صدیق رحم اللہ عثمان تستحییہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ رحم کرے اللہ ابوبکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمان رض پر کہ اوس سے شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علی ع پر اے میرے خدا گردش دے حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھہ علی ع کے ہے اور علی ع ساتھ قرآن کے ہے۔

فصل ٦١

بیت ۔ کہے یون جو چاہے کوئی پہیر کر ✤ یہ نسبت علی ع کو نہین غیر سے

اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابوبکر رض کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین کچھ شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر رض ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو برائت حضرت علی کے زاهدا فی الدنیا راغبا الی الاخرۃ انکی شان مین واقع ہے سو یہ بات بہت حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علی ع و فاطمہ ع و امامین علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی اوس طرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین مین جو ذکر حضرت ابوبکر رض کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر رض تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہی کہ حضرت رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سواوس سے اور صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھ کر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین لطرف اونکے تھین اور ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کر کے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوی ورنہ فصل ۶ ۵ مین اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابوعبیدہ کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہیان سرکاری نے بغاوت سرکار کر کے دہلی مین شاہ ابوالظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالظفر کا بخیر نہین تھا اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کر لی اور اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی چل گئی سو اوسیطرح بہت سی احادیث مبالغہ التعریف کے بھی موضوع ہوے چنانچہ شاہ صاحب بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابوبکرؓ کے مقرر ہو کر چند موضوع حدیثین اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین - اول ان اللہ یتجلی للناس عامۃ ولابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص کر کے دوم ما صبّ اللہ فی صدری الا وصببتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابو بکرؓ کے سوم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی الجنۃ قبل شیبۃ ابو بکر یعنی کہ جب رسول خدا مشتاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے کو ابو بکر کے بوسہ دیتے تھے - چہارم ان اللہ لما اشتاق الارواح اختار روح ابی بکر ہے یعنی تحقیق کہ جب خدا نے مشتاق کیا ارواح کو تو اختیار کیا روح ابو بکرؓ کو فقط اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ ہرگاہ حضرت رسول خدا نے برخلاف وصیت غدیر خم بشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵۱ مین اس رسالہ کے ذکر اسپات کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کے نہین کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدری سے حضرت رسول خدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیق کہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابو بکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست خالص تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابو بکرؓ کا اور ایک روایت مین ہے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہو چکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند کیے گئے سوا ے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہؓ کا ہے اور یہ حکم روزن دیوار چھوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہے پس کجا دروازہ او رکجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت مین روزن دیوار ابوبکرؓ کے چھوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ اونکی دیوار مین بھی روزن چھوڑا جاے مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا ۲۵ برس سابق کا فارسی ب ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت و حدیث ثقلین و مثل سفینہ نوح و من کنت مولاہ و غیر ذلک از قسم زوجیت بتول و ہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت با جماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکی آن وقت و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند ما را چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبداللہ بن مسعودؓ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگونکے یعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث تبائید فصل بالا کے ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ۔

فصل ۳۶

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتے اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنے متمن ویقول قائل انا ولا ویابے اللہ والمومنون الا ابا بکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا ولا ترجمہ اور روایت ہی عائشۃ الناصبہ سے کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسولخدا نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اس بات کو کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہی اللہ اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے کہ انا اولی یعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہی فقط مقدمہ خلافت مین ہم حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسولخدا کے از روے وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے کوئی نوشتہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے کرتا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابو بکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کسواسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود اونکے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہی کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابو بکرؓ پدر عائشہ کی نہیں ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے ۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیر ابن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرءۃ فکلمتہ بشئ فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدینی فأتی ابا بکر متفق علیہ

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابو بکرؓ سے کہ آئی حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز میں پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پھر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آویں اور نپاویں تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نپاوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکرؓ کے پاس متفق علیہ فقط اس راوی شاگرد حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابو بکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہیں کہ دوسری بار آنا اور ایسی وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسی امر خفیف کے درمیان میں لاوے کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہی اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح میں

اقرار کرتے ہیں کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہے نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ فقلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی آخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا محبوب تر ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبیؐ مجکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہے کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہوا اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لاکر کے یہ فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکر کے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سی نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنا کر کے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قائم کیا

اور اوسیوقت ابو موسی اشعری نے غل و فساد کیا کہ فریب کیا فریب کیا غرضکہ اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے ۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت لابی ای لناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری ـــ ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابو بکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی ع نے عمر رض ہے اور ڈری ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی ع حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؑ کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ مین نہیں گنے جائین اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے منہ سے کچھ درجہ اپنا نہیں لگاتے بہ نسبت

از مردمک دیدہ بباید آموخت ؛ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیحؑ کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے ۔

فصل ۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابن عمرؓ قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایۃ لابی داؤد قال نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضہ

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ انکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہین فضیلت دیتے تھے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات
حضرت رسولؐ کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اون نبی کے ابوبکرؓ ہین
اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے بمجرد انتقال حضرت
نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین حضرت رسولؐ کے مصروف
تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد
پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت
اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علے
کا مرتبہ گھٹایا جاے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ اہتمام
بلیغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے
اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس
حدیث کی رو سے تو سوا دیہ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس
حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے
صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف
حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمین بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بروایت
حضرت عائشہ کے ابوعبیدہ جراح مذکور ہین بہرحال شاہ عبدالحق صاحب اس
حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے
ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابوبکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سواے دروازۂ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سواے دروازۂ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
ہین حق بر زبان جاری اور سواے اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اونسے اپنی تین آرزوؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرح پر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا ما فیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمناے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین
اور یہ حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولیٰ علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے اگلے خلفاے
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاے اربعہ یعنی چار یار کے ۱۶۱

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؑ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہؓ داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبیؐ کے ہین اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کا جو ہے سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبیؐ کے ہین اور لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہؑ ملا کر کے ہے سو اوس لقب مین حضرت علیؑ شریک حضرت نبیؐ کے ہین پس باوصف ان سب حالات کے جو سُنی لوگ حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آدمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین سو یہ کیسا ایمان ہے

فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ما لاحد عندنا یدٌ الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان لہ عندنا یداً یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قطّ ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو سواے ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیگا روز قیامت کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے اب تک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابو بکرؓ کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خبردار رہو کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہے فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہین ہوسکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھے

فصل ۶۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرؓ قال ابو بکرؓ سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونہی کہ ابو بکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد رائے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ رائے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسولخداؐ کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہوچکا ہی

فصل ۷۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہوچکا ہی کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

آیات قرآن - اور دوسرے اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہونگیں تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا دسی توڑ پیر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے ظاہر حضرت ابو بکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبد اللہ ابن عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہیں جو کہ لطرف معاویہ کے ہوکر کے مالک اشتر جانب حضرت علی سے لڑے تھے -

فصل ۷۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی ھذا حدیث غریب۔ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمیں ابو بکرؓ ہو یہ بات کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابو بکرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ہرگاہ حضرت ابو بکرؓ سن میں زیادہ تر اور نیک خو اور بزرگ تر قبیلہ قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیس برس کے تھے تو امامت نماز کرنا حضرت ابو بکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل خلافت کی نہیں ہو سکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت میں بھی امامت نماز حضرت ابو بکرؓ کی بطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کے خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابو بکرؓ کی بھی کے دلیل تفضیل

افضلیت حضرت ابو بکرؓ کی نہین ہو سکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین قول حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابو بکرؓ کو امر دین مین ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؑ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام مین بطرف عبد اللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲ ے

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابوداود

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسول خدا نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس کہا ہمنے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجائینگے ابو بکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر سکینگے اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسول خدا نے کہ کیا باقی چھوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے کے تب کہا ہمنے کہ برابر اوسکے یعنی آدھا مال ہم لائے اور آدھا مال واسطے اہل و عیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابو بکر کل مال اپنا جو اونکا تھا تب پوچھا رسول خدا نے کہ اے ابو بکرؓ چھوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے تب کہا ابو بکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسول خدا کو تب ہمنے اپنی دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابو بکر پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابوداود

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی اوپر فضل اور بزرگی اون لوگون کے گواہ ہین مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضّہ لونڈی نے اوس جو کو کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والون اپنے حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضّہ لونڈی اور دو صاحبزادگان یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی تھا اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹیکری روٹی کی اوس سائل مسکین کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کر کے فاقہ رہے اور باقی دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک قیدی آیا اور اوسیطرح ہر دو روز پانچون ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکر گذاری قرآن شریف مین بآیت ۸۔ سورۃ الانسان وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَاَسِيرًا کے مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہی کہ حضرت عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرتے

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین ۔

حدیث نمبر ۱ ۔ وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ ابوبکر رض آئے حضرت رسولخدا صلعم کے پاس پس فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے پس اوس دن سے نام حضرت ابوبکر رض کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکر رض بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جاے عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماں کا ہے سو بطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۲ ۔ وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہا الارض ثم ابوبکر رض ثم عمر رض ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر رض سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکر رض اوٹھینگے تب عمر رض تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جائینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بے معنے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علی ع کا ذکر چھوڑ دینا

بہی نہین

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ
ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کی ہوکر کے جنگ صفین مین مقابلہ حضرت علیؑ کے کر لڑتے تھے

حدیث نمبر ۳ — وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل
فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت
انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابا بکر
اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابو داؤد

ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے
پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ
ہوکر کے داخل ہوگی امت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے
ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے
کہ خبردار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو
میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی نہین ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف
ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ از روی اس
حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے
وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہوکر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس
یہ جواب کہ تم اول ہماری امت کے ہو کہ تم داخل ہوگے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمر ذکر عندہ ابو بکر فبکی
وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من لياليه اما ليلته فلما سار مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الى الغار فلما انتهيا
اليه قال والله لا تدخله حتى ادخل قبلك فان كان فيه شيء اصابني دونك
فدخل فكسحه ووجد في جانبه ثقبا فشق ازاره وسدها به وبقي منها اثنان
فالقمهما رجليه ثم قال لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم ادخل فدخل رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم ووضع راسه في حجره ونام فلدغ ابو بكر في رجله
من الجحر ولم يتحرك مخافة ان ينتبه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال ما لك يا
ابا بكر قال لدغت فداك ابي وامي فتفل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته واما يومه فلما قبض
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدي زكوة
فقال لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله
تألف الناس وارفق بهم فقال لي اجبار في الجاهلية وخوار
في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم الدين
اينقص وانا حي رواه رزين

ترجمہ روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک روز
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہے کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسول خدا کے غار تک
پس ہرگاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسولؐ
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین آپ سے پہلے

کہ اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابوبکرؓ اور جھاڑ دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے پائجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئے دو سوراخ پس ڈالدیا ابوبکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ کو کہ اندر آئے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابوبکرؓ کے گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابوبکرؓ اپنے پاؤن مین اوس سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابوبکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابوبکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کو تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابوبکرؓ کہا اوس ابوبکرؓ نے کہ کاٹے گئے ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مائی میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا وہ درد جو حضرت ابوبکرؓ اپنے مین پاتے تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا اور وہی زخم سبب موت ابوبکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابوبکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وے لوگ زکوٰۃ کو ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابوبکرؓ نے مجکو ایا جبار تھے جاہلیت مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہے کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا ہوا دین سو کیا ناقص ہو گا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو زرین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے رفاقت غار کا ایک امر عظیم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ بعد نماری کہلاتے ہین سو اونکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۱۱ سے اس فصل ۲۶ تک جو سولہ حدیثین مناقب خاص حضرت ابو بکرؓ کی ذکر ہوئین سو اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابو بکرؓ کا ساتھ حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب بشان ابو بکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارونؑ و سفینہ نوح و حدیث ثقلین وغیرہ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ٭ اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے تہیہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور جُردلی کو دکھلاتی ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی کے کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین کہا گیا اور اگر یہ کہا جاوے کہ سنی کا اصل مذہب یہ ہی کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ قطعاً اور حضرت عثمانؓ ظناً حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ تا ولید ابن عبد الملک خلفای دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سنی کوئی شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سُنّی پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سُنّی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے ۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علیؑ مرتضیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی　　وصی مصطفیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی
محب مرتضیٰ ہستی ز جام فیض او ستی　　گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی
دلت بر مرتضیٰ مائل شدے از غیر او غافل　　ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی
علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبرؐ　　بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی
علی افضل و ہم اولی الیقین دان از ہمہ اعلےٰ　　کہ او شد بر ہمہ مولیٰ ازین بہتر چہ میخواہی
بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم　　برین سیرے ہمین الم ازین بہتر چہ میخواہی
تو آزادی چہ آسائش شہ گوئی قول بالاثر　　علیؑ باشد بہ بخشایش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۷۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمرؓ کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہی کہ احادیث مندرجہ فصل ۴۱ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علیؑ کا ثابت ہوچکا ہی اور شاہ عبدالحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کے کچھ منافات نہین ہی یعنی کہ علماے اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہرچند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابوبکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہین سو احادیث
متعلق مناقب حضرت ابوبکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی پائی نہین جاتی ہے
پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہے کیونکر ثابت
ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک بیہودہ باطل ہے اسواسطے
کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کے کچھ اسباب
ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونون صاحب
اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے
کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ
البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص
تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؑ دختر
عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم
بھی ہے کہ اسمین حضرت علی ازروی حدیث انا مدینة العلم وعلی بابہا مندرجہ فصل ۲۱
کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت
و روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان
اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہوسکتا ہے پس افضلیت خیالی بنظر
کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جا لوز کا نام ہے اور
کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ
نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دگئی اور ہم
چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم
ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

که کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہی که سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے جیسا که روزهٔ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کردیا سو اگرچه بقول مشہور رمضان نمیکشد تراویح میکشد کے یه التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یه امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا که اسی سبب سے حُفّاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح حرام کرنا متعه کا بھی بلفظ وانا احرمها کے که به نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہی اسواسطے که خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یه معلوم ہوتی ہے که بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کی جو متعه یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا سو وه ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البته ایسے نکاح میعادی کا مسدود ہونا که جسمین کچھ حد چار عورت مثنی و ثلاث و رباع کی بھی نہین ہے بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا تعدلوا فواحدة کے یعنی که اگر خوف کرو که عدل نه کرسکوگے تو ایک جورو کرو و بدلیل آیت خلقناکم ازواجا کے یعنی که خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج کو بھی حرام کردیتے تو بہت خوب ہوتا که درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد جوروؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات ہو جاتی اور نسل امراے مسلمانان کی پست ہمت و تنگ حوصله نہین ہوتی اور حضرت عمرؓ کی خودسری سے یه ایجا بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانه اسکندریه مصر کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانه ہے که اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیه کے عربی مین زبان لاطینی و یونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بھی انکے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے علیحدہ وسرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ وقلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کرنے وصیت زبانی خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے بلکہ حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن وعترت اہلبیت آزروے حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن ودفن مین حضرت رسول کے مصروف تھے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا لیا اور بہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنیکو طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفدا حاکم شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت وماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن وشو مین جدائی کراتے تھے اور سب سی زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا اور بوسہ لیا اور اوس چھہ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تھا سو وہ کاغذ بھی حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کرا دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر افضلیت بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہے مگر بات اسقدر ہے کہ جب حضرت علی نے طوعاً و کرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کیے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین و جہاد و اخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تھی سو فی الحقیقت حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکے وقت کے تا شام و مصر و ایران وغیرہ تک ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت علی نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو راے مسٹر گبن مورخ دہریہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابو عبیدہ بن جرّاح کے حضرت عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی ہاشمی سے حسب تصریح مندرجۂ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ **بیت**

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ✤ کبوتر با کبوتر باز با باز ✤

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
مین ایک روزن لبقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاوے تو اس حال سے
بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہے کہ اگر ہم شیعی
ہوتے تو سخت تیرہ حالات حضرت عمرؓ کے دکھلا کر کے اونکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے
ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہے کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے
ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سوائے اسکے ہم کیا کہسکتے ہین
کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ
حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہین کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہے
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابوالحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے
نہین ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہوتے
علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہے کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی
یعنے پناہ مانگتے تھے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
حال دیکھتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے
اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصروف ہو گئے اور
ابوسفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا
تو حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابوبکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین
اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے
خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہرحال اب چند احادیث بشان
حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ امتہائے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہذا سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدائے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوٰۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجائے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوٰۃ نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی رائے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتہن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عجبت من ھولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا عدوۃ انفسہن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم ایه یا ابن الخطاب والذی نفسی بیده ما لقیك الشیطان سالكا فجا قط الا سلك فجا غیر فجك متفق علیه وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قوله یا رسول الله ما اضحكك

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونسے کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضؓ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی اور اوس رسول کے پاس عورتین تہین قریش کی جو کہ بات کر رہی تہین اوس رسول سے اور زیادہ مانگتی تہین حضرت سے بلند کئے ہوے اپنی آوازون کو پس جبکہ اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمر نے خندان رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سُنا اونھون نے تیری آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے ای دشمنان اپنی ذاتون کی آیا ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خو تر اور سخت تر ہے پس کہا رسول خدا نے ہان زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اب تک مگر یہ کہ چلا گیا شیطان ایک راستے کو تیرا راستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی ذکر زیادہ کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو فقط اس حدیث سی کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمامتر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے

حدیث نمبر ۳

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورایت قصرًا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر بن الخطابؓ فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا زن ابوطلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے ماباپ سے تجھپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجھپر ہم رشک کرتے متفق علیہ

فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ہم سے تو مشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بینما انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذلک وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکہا مین نے آدمیون کو پیش کیئے جاتے ہمارے پاس اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہین اور پیش کیئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص تہی کہ جو زمین تک کہنچی تہی تب لوگون نے پوچہا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اے رسولخدا ص کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچہ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ سنا مین نے رسولخدا ص کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجہکو ایک پیالہ دودہ کا پس پیا ہمنے اوس دودہ کو یہانتک کہ دیکہتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوی میرے ناخنون تک تب عطا کیا ہمنے فاضل دودہ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچہا لوگون نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی بہرحال اس حدیث کے صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہی مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم و علی بابہا و حدیث القرآن مع علیؑ و علی مع القرآن کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلما ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمر ثم اخذہا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا فلم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کے کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمر کے ہی کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابوبکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کی ایک موٹ لیں نہین دیکھا مینے کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آبخور یعنی گھاٹ پر اوس کوئی کے متفق علیہ فقط حدیث نمبر ۳۔ سے اس حدیث نمبر ۶۔ تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا صلعم کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ تو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ قتل عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ سب فسادات نہین ہوسکی

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علے لسان عمر یقول بہ ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے ابوذر سے ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو خدا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضائل خاص حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہوسکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہوسکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے

شعر ناسخ کا کیا خوب ہے بیت

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد　　خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہین دور سمجھتے تھے ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو درست رو تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بعیت لینے کے گھر مین بلایا تو ساتھ اونکے یہ بات بھی کہلا بھیجی کہ ساتھ آپکے کے عمرؓ نہ آوین کہ اون عمرؓ سے ہمکو کراہت ہے سو اسی طرح پر تھا۔ حضرت علیؓ کے وہ ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہرگاہ حدیث من اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولخدا کے مثل ستارون کے ہین کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علیؓ کے ہے تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت

اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ٭ ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللهم اعز الاسلام بابی جہل بن هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاهرا رواه احمد والترمذی ترجمہ یہ اور روایت ہے ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی حضرت عمرؓ نے اور سویرے آئے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوئے تب نماز پڑھی مسجد مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی دل آدمی تھے اور شک نہین ہے کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و

یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ کہا عمر رض نے ابوبکر کو اے بہترین آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابوبکر رض نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو کہتا ہی تو مینے سنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمر رض سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت زیادہ رد وکد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب حضرت عمر رض نے کود کرکے حضرت ابوبکر رض کو خلیفہ بنایا اور بطرف کفن دفن حضرت رسول کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابوبکر رض نے اوسکے عوض مین اپنے بعد خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون قول حضرت ابوبکر رض کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمر رض سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیا و مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمر رض کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کرکے خلافت لے لیگئی تو واسطے نباہ اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ احادیث مناقب شان ابوبکر رض و عمر کے بہت کچھ ترتیب دی گئے ہین مگر خود افعال و اقوال حضرت ابوبکر رض و عمر رض کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سے کچھ فضیلت ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شمہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق اللہ مندرجہ فصل ۱۴ بنسبت حضرت علی ع کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ جرحہائی کی

مگر اس حدیث کی شرح مین شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہین کیا کہ اصل معنی اس حدیث کے کیا ہین یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہین کہ جیسے آفتاب نکلا ہی کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہین ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ نبی کے بھی برابر نہین ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہین ہے اسواسطے کہ خودسری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدة قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بعض مغازیه فلما انصرف جاءت جاریة سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی والا فلا فجعلت تضرب ثم دخل ابو بکر وهی تضرب ثم دخل علی وهی تضرب ثم دخل عثمان وهی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استها ثم قعدت علیها فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر انی کنت جالسا وهی تضرب فدخل ابو بکر وهی تضرب

ثم دخل علی و ھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلمّا دخلت
انت یا عمر القت الدف رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسول خدا بعض جہادون
مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا
کہ اے رسول خدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سی پھیر لاوے
تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسول خدا نے کہ
اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس وف بجانے
لگے وہ عورت پس آپہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ
باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب
پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس
دف پر تب فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھسے اے
عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے
عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس
عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
غریب ہی فقط اس حدیث سی تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؑ و عثمانؓ کے
اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ
باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت رد و کد کی نہین ہے ورنہ یہ نسبت
اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ
بوقت طلب ہونے کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کے جو کہ اوس
بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؓ کی اور بوقت

عورت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہؑ کے گہر سے اگر یہ دو آیتین درست ہون تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے ثابت ہین ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالساً فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى راسه فقال لي اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها قال فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اني لانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسولخدا بیٹھے ہوی تھے کہ سنا ہم لوگون نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکون کے پس اٹھے حضرت رسول پس یکا یک ناگاہ حبشیہ عورت تہی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا اپنی ٹھڈیون کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پر سے حضرت رسول کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ نہوئی تو کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہین بدین غرض کہ دیکھون مین اپنے مرتبہ کو نزدیک اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہوگئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسولخدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہین شیطانون کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

غریب ہے فقط اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بے معنی بات ہے اسواسطے کہ جب حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل اونکا مشروع تھا اور شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہے

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمرؓ قال وافقت ربی فی ثلث قلت یارسول الله لو اتخذنا من مقام ابراهیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی وقلت یارسول الله یدخل علی نساءک البر والفاجر فلو امرتهن ان یحتجبن فنزلت اية الحجاب واجتمع نساء النبی صلی الله علیه واله وسلم فی الغیرة فقلت عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک وفی روایة لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراهیم وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیه ترجمہ روایت ہے انس اور ابن عمرؓ سے کہ تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ کہا ہمنے اے رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے اے رسولخدا آتے ہین تیری عورتون کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرین وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہے کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دے وہ رب واسطے اوس نبی کے جوروئن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین باتون مین بمقام ابراہیم مین اور پردہ مین و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے ۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطاب رضی الله عنه باربع بذکر الاساری یوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالی لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی الله علیه وآله وسلم ان یحتجبن فقالت له زینب وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل الله واذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب وبدعوت النبی صلی الله علیه وآله وسلم اللهم اید الاسلام بعمر وبرایه فی ابی بکر کان اول ناس بایعه رواه احمد

ترجمہ اور روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہا اوسنے کہ تفضیل دی گئی آدمیون پر عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہے اوپر ہم سبھون کے اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ راے اوسکے درباره ابو بکرؓ کے کہ تھے وے عمرؓ اول اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابو بکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط جو تھا امر یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابو بکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین کیجایگی کہ کسطرح پر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہے از روی درجے جنت مین کہا ابو سعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روے درجے کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابو سعید راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابو بکرؓ سے بہی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من حین قبض کان اجد و اجود حتی انتہی من عمر رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی مینے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس اسلم نے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسولؐ نے زیادہ تر کوششی اور نیک تر انتہا سے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزعہ یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وہو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وہو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتہم ولان فارقتہم لتفارقنہم وہم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما تری جزعی فہو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذہبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اوسنے کہ جب زخمی کئے گئے عمرؓ تو بیصبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بیصبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تو نے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکے بعد صحبت ہوئی تجھکو ابوبکرؓ سے پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابوبکر سے تب مفارقت کی اوس ابوبکرؓ نے تجھسے اور وہ جب تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ ذکر کیا تونے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے ہے کہ جو احسان کیا تجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تونے صحبت ابوبکرؓ اور رضامندی کو اوسکے پس یہ بات احسانات سے خدا کے ہے جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کے دیکھتا مین اوس عذاب کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑے مصاحب خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا تھا تانکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد میرے ولیکن خوف یہ ہے کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ میرے پاس سے اور چھوڑ دو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کیجائیگی بہرحال یہ تمام اٹھارہ ۱۸ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرفت احادیث حضرت نبی وابوبکر وعمر کے ثابت معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ مقابلہ حضرت علی سے نہیں ہے [illegible] حُبّ علی اور اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل [illegible] لکھی جاتی ہے ـ

غزل در منقبت حضرت امیر علیہ السلام از مؤلف

حُبّ علی ایمان ماحی عصیان من　　اشک پر او روان باعث غفران من
تا نکہ پیوستہ ام بدامن سرور عالی نژاد　　تا کہ او ہست یاد این سر و سامان من
جود و کرم شان او عفو [illegible] تمان او　　بودے مرا نان او کاش بدامان من
حیدر کرار را صفدر جبار را　　شاہ علم دار را بودے ایمان من
شان علی لافتی آیت او انما　　جملہ مرض را شفا عیسی دوران من
ہادی عرشش برین کیست چو او بزرگین　　حُبّ علی بالیقین حاصل عرفان من
بندہ آزادہ ام راست رو سادہ ام　　داد محب دادہ ام حُبّ علی جان من

فصل ٦

اب احادیث مشترکہ باب مناقب ابی بکر وعمر کے مشکوۃ المصابیح سے مذکور ہوتے ہیں

حدیث نمبر ١

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ اذا اعیی رکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاۃ منہا فاخذہا فادرکہا صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول خدا نے درحالیکہ
ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس
گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئے گئے ہین واسطے سواری کے
اور صرف پیدا کئے گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گای بات کرتی ہے
تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کے اور ابوبکر اور
عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک
مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آ پہونچا ایک بھیڑیا اوپر ایک بکری کے
اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور
چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چھڑاویگا اوس
بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا نہوایگا روز ہے کہ نہین کوئی چرواہا
اوس بکری کا ہوتا ہے سواے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے
پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر اور عمر ایمان لاتے ہین ساتھ
اوسکے درحالیکہ نہ تھے وے سب اوس جگہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق اپنے والے کلام حضرت رسول حق کے
تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہوسکتا ہے —

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل
من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ ان کنت لارجو ان یجعلک اللہ مع
صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کنت
وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابو بکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیقکہ مین کھڑا تھا ایک قوم مین کہ دعا کرتے تھی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکھی ہوے تھی عمر اوپر تخت اپنے واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچھے سی تحقیقکہ رکھا اوسنی کہونی کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجہپر تحقیقکہ ہم ہر آئینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھکو ساتھ دونون ساتھیون تیرے سو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھی رسول اللہ کو کہتے ہوی کہ تھے ہم اور ابوبکر اور عمر اور کیا ہمنے اور ابوبکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابوبکر اور عمر اور باہر نکلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھی اور اس بات مین کیا عذر ہوسکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ بدسلوکی پائی ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ÷ توکہ با دشمنان نظر دارے

اور جیسا کہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائین سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابوبکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے ہمنشینی گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون و موسی کی تھے علیت

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ٭ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اہل الجنۃ لیتراءون اہل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منہم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابو داود والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہے مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۴۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۴

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار سیانہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت ہین سو حضرت ابوبکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اسیطرح کی ہی کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنی کہ حسنؑ اور حسینؑ سرداران نوجوانان اہل بہشت کے ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کجبحثی اس بات کی ہے کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاے سو شاہ عبد الحق صاحب نے بمقتضاے شان تعصب اور سنیت کے اس حدیث مین یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابوبکر اور عمر سردار بوڑھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ سب شباب امام حسن حسینؑ کی خرد برد ہوگئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دو سردار کہول سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری و صحیح مسلم سے باہر ہے اور اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ کے ہی کہ ابوبکر اور عمر دو سرداران اہل جنت کا اولین سے لیکے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ حواریان حضرت مسیحؑ کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات ثمرہ صبر وغیرہ کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہی کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسینؑ کا نہین ہوا اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علیؑ کے منھ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ
سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین نہین سمجھتا ہون کہ کسقدر بقا ہمارا
تم لوگون مین ہے پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی
اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث بعینہ حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہے مگر اوس حدیث
مین ذکر عمار یاسر و عبد اللہ کا بھی ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم
سے باہر ہین اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ وصیت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی
تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہین ہو سکتی تھی
اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدا کی جو بابت عمار یاسر کے ہے بڑھکر کے ہے ۔

حدیث نمبر ۶

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع
احد راسہ غیر ابی بکر وعمر کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تھے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے
تو نہین کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سواے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا کا یہ حال تھا
کہ اونکو دیکھکر کے مسکراتے ابوبکر اور حضرت عمر تبسم کرتے تھے اور اون دونون کو دیکھکر کے
حضرت رسولخدا تبسم کرتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس حدیث کی صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہے
کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بہت مصاحبان خاص سے حضرت رسول کے تھے

حدیث نمبر ۷

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر وعمر احدہما

عن يمينه والآخر عن شماله وهو اخذ بايديهما فقال هكذا نبعث يوم القيامة رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوے مسجد شریف مین اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اونمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور انحضرت ہاتھون کو اون دونون کو پکڑے ہوے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرح سے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود ایسی حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبد الله بن حنطب ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم رای ابابكر وعمر فقال هذان السمع والبصر رواه الترمذي مرسلاً ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ ابن خنطب سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیساکہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہرحال یہ حدیث مقابل حدیث دمك دمي ولحمك لحمي وانت مني وانا منك کے نہین ہوسکتی ہے کہ جسمین بھی حضرت علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابو بکر وعمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ ہین اوسکے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ کلام نہین ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیشک بطور وزراء حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین

بیت

خدا نفس پیغمبرش خوانده است
دگر را فضیلت بکس مانده است

حدیث نمبر ۱

وعن ابی بکرة ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابو بکر فرجحت انت ووزن ابو بکر وعمر فرجح ابو بکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فساءه ذلک فقال خلافة نبوة ثم یوتی اللہ الملک من یشاء رواه الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے یہ بات کہ تحقیق ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا مینے گویا کہ ایک ترازو اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو اور ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر و عمر پس بھاری ہوئے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوئے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد دیگا خدا ملک کو جسکو چاہی روایت کی اسکو ترمذی اور ابوداود نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی اسواسطے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سنیوں کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت ابوبکر کو بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے کہ ابوبکرہ کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہین کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ اس خواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین کیئے گئے اور اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سے پس پہونچے ابوبکر بعد اوسکے فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سے پس پہونچے عمر روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سے کچھ فضیلت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کی اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے علی؏ اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشة قالت بینا راس رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی حجری فی لیلة ضاحیة اذا قلت یا رسول الله هل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر رواه رزین

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود مین تھا ایک چاندنی رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ آیا ہی واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوئے حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد مبالغہ تک بشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو سولہ ۱۶ حدیثین بشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس ۴۶ حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضیلت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہی سو تمامتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سی انتخاب کیے جاتے ہین ۔

اشعار خواجہ حافظ شیراز بشان حضرت علی ع کرم اللہ وجہہ

مقدری کہ ز آثار صنع کرد اظہار
سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہا

بدوستی نبی و ولی اساس نہاد
جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا
نبی رسول و ولی عہد حیدر کرا

امام نبی و النبی علی بود که علی
ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
علی ز بعد محمد ز هرچه هست بهست
اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
که نیست دین هدی را بقول پاک رسول صلعم
امام غیر علی علیه السلام بعد احمد مختار
به سمنان نشین حافظا تولا کن
نجات خویش طلب کن بجان هشت و چهار
حرامزاده و بدفعل و شوم و بی بنیاد
بمدح شاه کجا کی نماید او اقرار
منافقست بمنافق چه میکنی بگذر
زیاده گفتن نامش هزار استغفار

فصل ۲۲

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوة المصابیح باب مناقب عثمان رضؓ کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہے کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہے کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علیؑ کے داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور پکے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہے کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہرچند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود پکے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہے اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مضطجعا فی بیته کاشفا فخذیه او ساقیه فاستاذن ابوبکر فاذن له و هو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو كذ لك فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسوى ثيابه فلما خرج قالت عائشة دخل ابو بكر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عثمان فجلست وسويت ثيابك فقال الا استحيي من رجل تستحيي منه الملائكة وفي رواية قال ان عثمان رجل حيي واني خشيت ان اذنت له على تلك الحالة ان لا يبلغ الي في حاجته رواه مسلم

ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اونہنے کہ تھے رسولخدا لیٹے ہوے اپنے گہر مین لے ہوے اپنی رانون یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابوبکر نے واسطے اندر آنے کے اور اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہے اور بات چیت کرتے رہے ابوبکر اور بعد اسکے اندر آنیکو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس عمر کو اور خود آپ اوسیطرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابوبکر اور نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب پہونچے عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسی آدمی سے کہ حیا رکہتے ہین اوس سے فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیقکہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید نہ پہونچے وہ مجھہ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکرے روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہین ہے کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؑ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان آزردہ سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھین اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ مین بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وقال الترمذی ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع

ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبداللہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت مین عثمان ہے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے اور وہ اسناد منقطع ہے فقط اس حدیث مین کچھ حیا سے عذر نہین ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر ضعیف کر دیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے ہوگا کہ سینون کو بیان فضیلت حضرت عثمان مین کچھ بڑا اہتمام نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۳

وعن عبدالرحمن بن خباب قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسہا

واقتابها في سبيل الله ثم حث على الجيش فقام عثمان فقال على مائتا بعير باحلاسها
واقتابها في سبيل الله ثم حث على الجيش فقام عثمان فقال على ثلث مائة
بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله فانا رايت رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم ينزل على المنبر وهو يقول ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه

رواه الترمذي

ترجمہ اور روایت ہے عبد الرحمن ابن خباب سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دی رہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان پس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے
ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے پھر ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے پس مین نے دیکھا حضرت رسولؐ کو
اوترتے ہوے منبر سے اور فرماتے تھے اس بات کو کہ نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے
ہے جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہے جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہے کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو
دیکرکے اور حضرت علی کو اہل وعیال پر اپنے خلیفہ بناکرکے اس لڑائی مین خود
آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے او
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے
شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کی بہت درست ہے اور یہ ارشاد حضرت رسول کا

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جوابدہی آیندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً
بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آیندہ
پر ایسے شخص سے کیا برا کام ہوسکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے
کہ یہ نیکی سو اونٹ کا بلوازمہ راہ خدا مین دینا کفارہ ہو دوسری برائیون کا۔
ان الحسنات یذہبن السیئات یعنی کہ نیکیان دفع کرتی ہین برائیون کو بیت
سخاوت مس عیب را کیمیاست * سخاوت ہمہ دردہا را دواست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالف دینار فی
کمہ حین جہز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یقلبہا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اونہنے کہ آئے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری
کر رہی تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دینارون کو
گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہی تھے
اون دینارون کو اپنی گود مین اور کہہ رہی تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین -

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان
عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ..

واله وسلم ان عثمان فی حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدی يديه على الاخرى فكانت
يد رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لعثمان خيرا من ايديهم لانفسهم
رواه الترمذی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اوس اُنس سے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کی تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس ببالیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا صلعم نے حضرت عثمان رضہ کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سی دوسرے ہاتھ پر بیعت کی —

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامة ابن حزن القشيری قال شهدت الدار حين اشرف عليهم عثمان فقال
انشدكم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قدم المدينة
وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة فقال من يشتری بئر رومة يجعل دلوه مع
دلاء المسلمين بخير له منها فی الجنة فاشتريتها من صلب مالی وانتم اليوم تمنعونی
ان اشرب منها حتى اشرب من ماء البحر فقالوا اللهم نعم فقال انشدكم
الله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم من يشتری بقعة ال فلان فيزيدها فی المسجد بخير له منها فی
الجنة فاشتريتها من صلب مالی فانتم اليوم تمنعونی ان اصلی فيها ركعتين فقالوا
اللهم نعم قال انشدكم الله والاسلام هل تعلمون انی جهزت جيش العسرة من

مالی قالوا اللهم نعم قال نشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم کان علی ثبیر مکه ومعه ابوبکر وعمر وانا فتحرك الجبل حتی تساقطت
حجارته بالحضیض فرکضه برجله قال اسکن ثبیر فانما علیك نبی وصدیق وشهیدان
قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شهدوا ورب الکعبة انی شهید ثلاثا
رواه الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمه اور روایت ہی ثمامه ابن حزن قشیری سے که کہا اوسنے که حاضر ہوی ہم اوس مکان کو جسوقت که اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کی عثمان نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو که تحقیقکه رسولخدا آئے مدینه کو اور اوس مدینه مین نہین تھا کوئی میٹھا پانی سوائے چاه رومه کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو رومه کے کر دے وه شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدله مین ایک نیکی کے جو که اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے اوس چاه رومه کو خاص مال سے اپنے حالانکه تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات سے که پیون مین اوس چاه رومه سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس کہا اون ہنگامه کرنے والون نے که بار خدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو که مسجد نبوی تنگ تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے که کون شخص مول لیگا جگه کو آل فلان انصار کے اور بڑھاوے اوس جگه کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعوض اوس جگه کے جنت مین که جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو که نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگامیون سے کہ بارخدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا
کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہار ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس
رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہار یہانتک کہ گری پتھر
اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا
کہ قرار پکڑ اے ثبیر کہ تجھپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی
دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون
اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی
اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت
عثمان کے گھر کو محاصرہ کرلیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف
مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت فسیکفیکہم اللہ کے گرا کہ جو پوری
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا بمثل ما
امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین
وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ
پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین کہ وہی لوگ
ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان
مصر کا بسبب [illegible]اتی اور مکر و فریب مروان کے ہوا کہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمرؓ کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین شاہ عبد العزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر صلہ رحم وغیرہ کا کیا ہے سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے ـ

حدیث نمبر

وعن مرة بن كعب قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع فى ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا هو عثمان بن عفان قال فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذى وابن ماجه وقال الترمذى هذا حديث حسن صحيح ترجمہ اور روایت ہے مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سی ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس کہا اوس راوی نے کہ اوٹھ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کردیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی فقط اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر

وعن عائشة ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال انه لعل الله يقمصك قميصا فان

ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی فی الحدیث قصة طویلة ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت عثمان کی بیان کی ہو واسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے کچھ ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کی ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشتاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم فتنة فقال یقتل فیها مظلوما عثمان رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسول خدا نے ایک فتنہ کو پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلة قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قد عهد الی عهدا وانا صابر علیه رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز حاضرہ

گہر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدا نے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ میں صابر ہون
اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبدالله بن موهب قال جاء رجل من اهل مصر يريد حج البيت فرأى قوما
جلوسا فقال من هولاء القوم قالوا هولاء من قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبدالله
بن عمر قال يا ابن عمر انی سائلك عن شئ فحدثنی هل تعلم ان عثمان فر يوم احد قال نعم
قال هل تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان
قال نعم قال الله اكبر قال بن عمر تعال ابين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله
عفا عنه اما تغيبه عن بدر فانه كان تحته رقية بنت رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان
لك اجر رجل من شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان
احد اعز ببطن مكة من عثمان لبعثه فبعث رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
عثمان الى مكة وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده
وقال هذه لعثمان ثم قال بن عمر اذهب بها الان معك رواه البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سی کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد
اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے
تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس
مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر تب کہا

اوس مردنے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے
اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز اُحد کے کہا
اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مردنے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غائب رہے
عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب
کہا اوس مردنے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہے بیعۃ الرضوان
سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مردنے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
آؤ میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیقکہ اللہ نے معاف کیا اوس
عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی
رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تھین اور بیمار تھین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ
تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو
اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے
سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو
پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ
سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات
کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ اُحد کا اسطرح پر
ہے کہ یہ جنگ اُحد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
رسولخدا نے ایک پچھلی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہہ پر نرہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پہر حملہ کیا یہانتک کہ سب صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور حضرت عثمان بہی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سوا ے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن ابو حنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تھا سو ابو دجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اوسی لڑائی مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لا فتنا الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سو اونپر اصل مین کچھ الزام نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹھہرجانا بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والون کا براہ انصاف بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہانتک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت نبی نے فرمایا کہ انا منک و انت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر سنیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و وصی رسول کے پھر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی جیساکہ خلافت لے لیگئی سو اوسی بناہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب دیگئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی گھڑ بھوسیل اور لوٹی پھاٹی حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معافت ہونے قصور صحابیان فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ - سورہ آل عمران پارہ ۴ - لن تنالوا البر کی واسطے اوس معانی کے حسب ذیل ناطق ہے -

انّ الّذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلّھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم

اور ترجمہ اردو اوسکا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا دیا شیطان نے کچھ اونکی گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت [illegible] نے جو ابودجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سربند دیا تھا سو تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ - مین ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارہ پر

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنی کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصابہ کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنی کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ اس ایت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگنے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہوا کہ ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ احد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سہلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا الا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوس بات پر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابي حبيبة انه دخل الدار وعثمان محصور وانه سمع ابا هريرة يستاذن عثمان في الكلام فاذن له فقام فحمد الله واثنى عليه ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول انكم ستلقون بعدي فتنة واختلافا اذ قال اختلافا وفتنة فقال له قائل من الناس فمن لنا يا رسول الله او ما تامرنا به قال عليكم بالامير واصحابه وهو يشير الى عثمان بذلك رواهما البيهقي في شعب الايمان ترجمہ

اور روایت ہے ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوسی گہر مین عثمان کے اور اوسنے سُنا کہ ابوہریرہ اجازت مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب اوٹھ کہڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد وثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے سُنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہمارے بعد ایک فتنہ اور اختلاف مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاؤگے تب لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمامتر ظاہر ہے کہ تمام ان ۱۳ حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بسبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کرکے دروازہ پر سا ٹا جاتا ہے۔

شعر

لی خمسة اُطفی بها حرّ الوباء الحاطمة
المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمة

ترجمہ ہماری واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وبائے سوزندہ کی ہم رفع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفٰے و مرتضٰی و دو پسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمنًا و تبرکًا اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفٰی یا مرتضٰی یا ملجئی آل العبا
انترقبّ من جودکم کاسًا لحسن الخاتمہ

ترجمہ اے مصطفٰے اے مرتضٰی اے جائے پناہ میرے آل عبا امیدوار ہون جود سے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً ٥

انی لعبد مذنب ستغفر اللہ العلی
من شر سوء الخاتمہ من خوف نار لازمہ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کا ہون مین اللہ یعنے خداے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸ ے

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفاے ثلثہ کے مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم

فضربہ برجلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان رواہ
البخاری ۔ ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد
پہاڑ کو اور ابوبکر اور عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبھون کے
پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پاؤن سے اور کہا کہ ثابت رہو اے
اُحد اسواسطے کہ نہین تجہپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی
اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۲ ۔ مناقب عثمان فصل ۱ سے
مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے
لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے
اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جوکہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان
دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول
کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت
رسول کو نہین دیکھا تھا اور سواے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا
چار آدمی کے چڑھنے سی محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ
کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی
سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط
من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابوبکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح له و بشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح له و بشره بالجنة علی بلوی تصیبه
فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فحمد اللہ ثم قال
اللہ المستعان متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ
مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس
آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھول
دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے
جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ
کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری
دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے
خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے
مجھکو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت
کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو
ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان
متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت رای دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حی ابوبکر و عمر
و عثمان رضی اللہ عنہم رواہ الترمذی ـــــ ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اونسے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر
اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہو اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے
روایت ہی کہ جو فصل ۶۷ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین
کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات
رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھی کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد
مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر
نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیطا ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر
قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنا اما الرجل
الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ
الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ
روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین
دکھلایا گیا اسطرح کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوکر تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکالی کرکے اور
لٹکائے گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائے گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ
اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول
مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے
کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خیریت
کی بات ہی کہ بارے اسی حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائے گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل سترہ حدیثین اس فصل ۷۷ و ۷۸ مین علاوہ ۴۶- حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳ حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور اب آیندہ آیات قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جاتا چند امور نکا مناسب معلوم ہوتا ہے

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفاے ثلثہ کے شروع احادیث سے کیا گیا اسواسطے کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سے کچھ اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض لوچ و پچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے نہین ہے -

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳- حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثابت کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہے مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت یعنی کمزور ترین گھرون کا سراینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے ہین کہ اگرچہ سنیان خلافت ابوبکر کی ظاہر مین بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفاء ثلثہ کی خود از روے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثون جو کچھ وجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین افضلیت ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بندوبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے اکثر حدیثین بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ جنکے اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفا ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریب ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی از روی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اوسکے خلافت مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سواے اسکے آیت تطہیر و آیت مباہلہ وعطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی بروز جنگ احد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی وحالت جنب مین ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند ہوکر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن رکھنی کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہوسکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے —

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ اجمیر و چشتیہ وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علی ع کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جوابدیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقیر ہین تو حضرت علی کو جل الٰہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے — ؎

تو بتاریکی علی را دیدۂ ✻ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ ✻

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنرا کہ بدہند بدہند و آنرا کہ نمی دہند ازوی ستانند۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال
نہ درو کیفیتے حاصل نہ حال
پائے استدلالیان چوبین بود
پائے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے
فخر رازی راز دار دین بدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمائش ہر نوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳ تلک الرسل سورۃ النسا آیت ۶۵ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کرین ہم لوگ مگر خدا کو اور نہین شریک ٹھہراوین ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سوائے خدا کے فقط مگر سنی شیعہ کے مولویون نے تعصب کرکے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جسنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعے مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شوہر سنی و شیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کسیطرف سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموافقت یا خود ہاذن و شو کا ہو تو وہ دوسری بات ہی۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی بقر عید کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گویا امیر آدمی کی ہو گئی جمعہ و جماعت سب حسب خواہ آباد نہین ہو سکتی ہے اور تاکید قرأت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرأت کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرأت کے نماز آیا نماز کی درست نہ ہو سو یہ سب زیادتی بسبب تعصب کے ہے ورنہ حضرت بلال کا اسہد بجائے اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وار سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قبر ان دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قرب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قربت روضۂ مبارک کی ممکن نہ ہوتی کہ ایک ہی روضۂ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضۂ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن ع کو تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

سے صاحبان خاص سے تھے سو اوس طرح پر بعد ممات کے بھی ایک ساتھ ان صحابیون کو کچھ سود نہین ہی ہر چند کہ حضرت علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ٭ یقین دان جز علی با کس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابوبکر کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کے سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہے کہ حضرت ابوبکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران و شام و روم و مصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کے کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناء اس بات کے کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی فضیلت خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کے مقابلہ مین کچھ روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رایگان ہوجاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علیؑ کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی یہی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور تما[illegible] مین ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہ مین بحال و قائم ہے اور اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے - **لمولفہ**

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلها — کنون معلوم کردم از فضائل تار ز ملها
ابوبکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند — ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلها
علی مرتضے باشد وصی مصطفے برحق — تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر وسائلها
چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود — کہ او را فاقہ ها میشد ز نان دادن بسائلها
اگرچہ برخطر باشم ز موج بحر عصیان ها — علے کشتی رساند تا بسبکباران ساحلها
خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری — علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلها
چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند — قناعت شد برین توام و بربند محملها
علے چون جان نبی را بود و حبش بُد ایمان — تولائے علی ما را نمودہ نقل محفلها
کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ — کہ تا باشد ترا کافی دع الدنیا و اهلها

فصل ۹

اس فصل مین چند آیات قرآنی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سی ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کی بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا -

آیت ۱

سورۃ الشوری قُل لَّا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القُربی ترجمہ

تو کہہ مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے مین فقط تفسیر بیضاوی و
اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب
موصوف کے اسکے کہ جسپر ہمکو کچھ جائے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار
آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا
نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین ۔

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین
ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان
والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی
مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا
ایھا الناس ھذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنینؑ ہے ۔

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی
نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم
ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات
کہنے سے پہلی خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق
اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے
سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اونکے تب کہا جا اب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدانے اوس سے مشورہ کیا اور بہین نظر

یہ شعر خوب حسب حال ہے ؎

علی راز دار خدا [illegible] او [illegible] واز [illegible] خفی و جلی

آیت [illegible]

سورہ آل عمران پارہ سوم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم و نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین ترجمہ پس کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹوں پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہی کہ جسمین حضرت رسول خدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام ایک ساتھ نصاریٰ کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت دین اسلام [illegible] گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر

خدا نفس پیغمبر شمردہ است ؛ دگر را فضیلت بکس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولی[illegible]ه ورسوله والذین امنوا یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وهم راکعون ۔ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے جو قائم [illegible] زیرا اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوے ہین فقط از روے تفسیر معالم التنزیل [illegible] اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ کے منشاء نزول اس آیت کا یہ ہے [illegible] حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے ۱۹۰

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی کنگولیا
بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت
علی کے کنگولیا سے نکال لی سو اسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر و لکل قوم ہاد ترجمہ تو ڈر سنانے والا ہے
اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان مطلب مین اس آیت کے حضرت
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر و علی الہادی بک یا علی یہتدی
المہتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورہ الحاقہ آیت ۱۲ و تعیہا اذن واعیۃ ترجمہ اور سنتی یعنے
جمع کرے اوسکو سننے والا فقط منشاء نزول اس آیت کا از روے کتاب
عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علیؑ کوئی بات فراموش
نہین کرے سو برکت اس دعا کے لیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے
حضرت علی کو یاد رہتے تھے — **بیت**

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
و یطہرکم تطہیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین
اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھی ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور وہ در آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کرکے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ ہیں اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت - ۹

سورہ مائدہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ان الله لا یهدی القوم الکافرین ترجمہ اے رسول پہونچا جو کچھ اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے تجھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ منشار نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کرکے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بارخدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سُنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔

سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمھم ولائی ؛ واوجب طاعتی فرضاً بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب ہی اطاعت میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما ہارون من موسیٰ اخوہ کذلک انا اخوہ وذاک اسمی

جیساکہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

کذلک اقامنی لھم اماماً ؛ واخبرھم بہ بغدیر خم

اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوس بات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ∴ لجاحد طاعتی ومرید ہضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے ۔

وویلٌ للذی یشقی سفاهاً ∴ یرید عداوتی من غیر جرمی

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے ۔

ایضاً۔ از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

اسبقتکم الی الاسلام طرًّا ∴ غلاماً ما بلغت اوان حلمی

ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے ۔

واوجب لی ولایته علیکم ∴ رسول اللہ یوم غدیر خمّ

اور واجب گروانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ∴ لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیؤمن بهذا ∴ والا فلیمت کمدا لغم

آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے ۔

از مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ ∴ آن علی والی ملکِ نبیؐ
آن وصی مصطفےٰ شیر خدا ∴ آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زو پشت پا
تا نیاید در نگاہ اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روے علیؑ
افتخار ہر نبی و ہر ولی

زین سبب پیغمبر با اجتہاد
نام خود نام علی مولی نہاد

گفت ہر کس را منم مولے و دوست
ابن عم من علی مولاے اوست

کیست مولے آنکہ آزادت کند
بند رقیت ز پایت بر کند

چون بہ آزادی نبوت ہادی است
مومنان را از ہمہ آزادی است

اے گروہ مومنان شادی کنید
ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسول خدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علیؑ کے ہم کچھ اشعار سنا دیں تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنے کہہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے ۔

اشعار حسّان بن ثابت

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ❋ بخم و اسمع بالرسول منادیا
ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو
بانی مولاکم نعم و ولیکم ❋ وقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا
ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور ظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی —

الملک مولانا وانت ولینا ؛ ولا تجدن فی الخلق للامر عاصیا

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہرگز نہین پاویگا خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا —

فقال له قم یا علی فاننی ؛ رضیتک من بعدی اماما وهادیا

پس کہا اوس علی کو رسول صلعم نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام و ہادی

آیت ۱۰

سورۃ الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ترجمہ پوری کرتے ہین نیت اور ڈرتے ہین اوس دن سے کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو **ف** شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب سنیت کی اس مقام تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس کی یہ بات ہی کہ مستر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا آدمی ہے اس آیت کی حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت سے بطرف حضرت علی ع کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہو کے بالکل اس قصہ کو کھا بدے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم الیح کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سے تائید وحمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مستر جارج سیل نے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسن ع و

حسینؑ نواسے محمد کے کسی وقت دونون بیمار ہو کر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنے خدا سے کچھ عہد کرین اور برطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہو جائین اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہین موجود رہنے کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہو کر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبری سے قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کر کے پانچ روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد غروب آفتاب کے رکھی گئین مگر ایک غریب سائل اون سب کی پاس آیا اور تمام وہ روٹیان اوسکو دیڈالین اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی پی کر کے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح روٹیان بنائین مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمد سے کہا کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہین ہے کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول کے ظاہر ہوتے ہین - ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت ہوتا ہی کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینون روزہ برابر رکھتے گئے اور صرف اسی قدر صبر نہین ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ و حسینؑ چھوٹے چھوٹے

اپنے بچون کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر
ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ
اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب
سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہین
رہا اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا
سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود مع اہل و عیال اپنے درلاتے اور کیا یہ بات
ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہی کہ بسبب جوش ایثار
کے پانچون روٹیان یکبارگی اوٹھا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علیؑ کا
چالیس روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین
ایک امر امتحان کا اوس پر چالیس روزون سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس
روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس
روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے
کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی الٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہی
مگر اس تین روزہ مین حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ
رکھکر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ
وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علیؑ کی
کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع
حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا
خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہی ششم یہ کہ
حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنینؑ لڑکے اونکی کیسے تھی کہ حال مین

شریک حضرت علی کے رہے مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے سو بتواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھرتھرائے ہوے گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقۂ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونے مولا کے کل اصحاب وغیرہ اہ . انجام وہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے ۔

بیت

من چہ گویم از علی بو تراب ؞ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام ایسے حضرت فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جن لوگون مین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ ببرکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے ۔

بیت

مردم اندر حسرت فہم درست ؞ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مؤلف این رسالہ

رسول آخرین گو یار و آخر مجھکو دکھاتا ہے ؞ علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا ٹھکانا ہے

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین — خلافت کرنے کو برحق تیرا رتبہ گھٹاتا ہی
خلافت کو نہین گر مان لیتے وہ تو کیا کرتے — کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو — ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے
صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین یہ صاحب ہین — یہ سب باتین علی مین ہین اسے رہمین کیا بہانا ہے
سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین — علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے
علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ — غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے
احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین سے وہ خیبر سے — علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی
رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہر دم — یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت ویطعمون الطعام علی حبہ

سن چہ گویم از علی بوتراب — آفتاب آمد دلیل آفتاب
از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد — بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ جو — کرد صاعے جو دآوردش بسوز
فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم — روزہ دارے را شریک او بہم
داد آن جو فاطمہ را بہر نان — فاطمہ بنمود آن را پنج نان
روز اول وقت افطارش رسید — ناگہ مسکینے علی عہ اور اشنید
دست از نان بر کشید جملہ نان — داد مسکین را و خود با خانمان
جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق — کرد افطار و نہان حالش ز خلق
شب بفاقہ برد جملہ خاندان — روز دوم پیشش آمد پنج نان
آن یتیمے را بداد و اُف نگفت — روز سوم قیدیے را داد و خفت

ذات باری ز امتحان کردن برست
زانکه بودش علم کلّے با علی
لیک بود این امتحان از بہر خلق
تا عیان شد زور شاه فقر و دلق
روز چارم سورة الانسان رسید
مرتضی را شکر خو سیزدان رسید
ہر سہ روزش بود ممکن بگمان
حصه کردے درمیان پنج نان
حصّهٔ دادن بفرزندان و اہل
حصّهٔ دیگر بسایل بود سہل
لیک ایثارش نبودی بر کمال
تا نبودی غفلت از اہل و عیال
این صفت از غلبهٔ توحید بود
کاحتیاج دیگران بر خود فزود
نان ز جو کردن و روزه داشتن
شب بفاقه بردن و برخاستن
روز دوم روز سوم ہمچنین
سیّده را امتحانے بود این
سیّده وان جاریه وان بچّه ہا
مبتلاے روزه ہا و فاقه ہا
خود بشر بودند اینہا یا ملک
کے شنیده مثل شان گوش فلک
ہیچ یک زینہا نکرده راز فاش
سہل بودے گر نبی بشنیدی کاش
این قناعت این رضا و این حیا
کس ندیده جز باین آل عبا
حضرت عیسیٰ چه خوش تعلیم ساخت
ہر شجر را از ثمر باید شناخت
واد آزادی بدادم از ولا
مدح خوان مرتضے گشتم بجا

آیت ۱۱

سوره رعد من عنده علم الکتاب ترجمه وه شخص که اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی که علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی که اسوجه سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیاده تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیت سوره شوریٰ

لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے و کفیٰ شرفاً لآل رسول اللہ و فخراً ختلم التشہد بذکرھم و الصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدۂ فرزدق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدءٍ والکلم بہ مختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے اور یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزدق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتساءلون عمّ یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون

ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین **ف** حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہے

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالھم باللیل و النھار سراً و علانیۃ

ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر **ف** تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقتہ حضرت علی سے کیونکر ہوئی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو
دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی۔

آیت ۱۴

سورہ نحل **وعلامات وبالنجم ہم یہتدون** ترجمہ نشانیان ہین
ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین **ف** جامع الصغیر سیوطی جلد
اول مین یہ حدیث ہے **النجوم امان لاہل السماء واہلبیتی امان لامتی**
یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء امت را بکشف صریح
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزئی واوتاد جزئی واوتاد وابدال ونجبا ونقبا وجمیع اقسام
اولیائے خدا بوے محتاج می باشد وصاحب این منصب عالی را امام گویند وقطب الارشاد
بالاصالۃ نیز خوانند واین منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم عدامم
سابقہ ہرکرا درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت وبعد وجود عنصری
[illegible]

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بہ حسین شہید دشت کربلا پستر بامام زین العابدین پستر بہ محمد باقر و بعد ازان بجعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر بعلی رضا پستر بہ محمد التقی پستر بعلی نقی پستر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب معلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصمُوا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ ساتھ رسّی خدا کے سب کے ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین - ایک قرآن دوسرے اہلبیت ہمارے کہ یہ خدا کی رسی ہین غرض یہانتک جو پندرہ آیتین متعلق حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام آیات قرآن متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہوجایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق اون لوگون کے نہین ہے -

آیت - ۱

سورۃ الفتح محمّد رسولُ اللہِ والّذین معہ اشدّآء علی الکفّار رحماء بینہم تراھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا من اللہ ورضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کرکے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولخدا کے ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہی کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ سخت و شدید ہین اور باخود با مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ و حقیت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎

چہ خوش گفت ہست سعدی در زلیخا ∴ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونیکے اونکی طرف درست نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملایم مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسیطرح پر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہی اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو یہی چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کابل کے ہے کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آ پہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گزی زمین پر رکھ کے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورۃ التوبہ الاتنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اسکو نکالا کافرون نے دوجان سے جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے **ف** یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع و فزع حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد کے [illegible] برابر حضرت رسول [illegible]

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت علی ع کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفاے ثلثہ کے قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفاے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ حدیث نمبر ۱۴ - اور نمبر ۱۵ - فصل ۷۵ - سے اس رسالہ کے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلیٰ کرنے مین مقام ابراہیم کے آیات قرآنی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوئی اور علاوہ اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کو حسب ذیل مذکور ہے - آیت ۱۴۵ - سورۂ آل عمران پارہ ۴

لَن تنالُوا البِرَّ اِنَّ الذین تولّوا یومَ التقی الجمعٰان انما استزلّھُم الشیطٰن بِبَعضِ ما کسبُوا و لَقد عفا اللّٰہ عنھُم اِنَّ اللّٰہ غفورٌ حلیمٌ

یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سوا اونکو ڈگایا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین سواے حضرت علی اور ابودجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے والے کے برابر نہین ہوسکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب ہے

کہ جو حدیث نمبر ۹ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲ سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہوون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر لفظ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دوازدہ امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آیندہ حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سنی اور شیعی کے حتی الوسع راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ جداگانہ حال اون دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پسند

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو صاحب تحقیق بمشرب سُنّی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سُنّی اور شیعی دونون فرقون مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود ہین کہ ہمکو از روے علم اور فہم کے کچھ مناسبت اون لوگون سے نہین ہے بلکہ معنی اس نام صاحب تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور علم ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی مین گذری ہے مگر پریشان خاطر ہو کر چند حالات متقدمین اور متاخرین کے نظر سے گذرے سو اوس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین جو دو امام صاحب نہج سے علم دین اور خدا شناسی مین گوے سبقت لے گئے ہین اور اس بات کا مزہ ہماری دل سے پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام عمر جو کی روٹی پر بسر کی اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھول سکتے ہین کہ حضرت علی کے سامنے جب ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لایا پیش کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوسکا

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است بیت

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن * نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سی یہ مضمون مصرعہ سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے اور شک نہین ہے کہ مضمون اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ یَصْعَدُ اِلَی السَّمَآءِ وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوۃٍ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر خیرات سی ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی طفیل سے ال بھی درست ہو جائین —

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے و دُھنیے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز کندوری ہمارے خاوند اور سیّدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سُنا گیا اور اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ بوعلی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گینی بڑے پیر کا اور اقسام نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا نہین سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی اب تک فاتحہ خلفائے ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح یہ ایک روزہ سوا پہر یا - یا دن بھر کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم مین رسم بدّھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکہ اور پیک و بہشتی واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے و رسم روپیہ باندھنے کی واسطے امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے اولاد خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے کہ ان رسومات سے بھی گرویدگے عام بطرف حضرات اہل بیت اور اولاد اونکی پائی جاتی ہے ـــ

چہارم

یہ کہ سنیون کی طرف سے جو توہین اور تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے سو ظاہر ایسی امر شاید باعث رواج تبرا کا شیعون مین ہوا ہوگا اسواسطے کہ ہمسے چند معزز شیعون نے کہا کہ اونکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھ کرکے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز شیعے نے ہمسے کہا کہ ابوبکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے اپنے خط مین لکھا کہ ہم شیعہ تبرائیون کو ناجی اور اسلام نہین سمجھتے ہین —

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین چند سنیون کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تھا کہ علم حضرت عباس کا نہین نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بحراست صدہا تماشائیان و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سنیون کی بلحاظ نامشروع ہونے کے نہین تھی کہ فعل شیعون کا مشروع یا نامشروع ہو تو اوسمین سنیون کو کیا دخل ہے اور کمال تشرع یہ ہوتا کہ اپنے گھر سے نکل کے اوس علم کا تماشا نہین دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب کے تھی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جاوے مگر بوجہ احتمال جنگ و فساد کے انسداد اس امر لغو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیون سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندوون کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تھا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا عام

کریں تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین —

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گذرے ہین جیسا کہ ائمہ اربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملّا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب سیّد مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملّا شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے اور ملّا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علمائے فریقین کا کر سکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کے ہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جواب مین اونکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتے ہین ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہ رض کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو صحابہ ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا سواے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فدیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان —

ہفتم

اصل مذہب سنی کا جسطرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سی سوا ے
اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین م
ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہی کہ لقب امام جو در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہی سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارزن بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہو سکتی ہے **بیت**

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین   فرق شان ہفتاد و سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو تاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۹ع کے انتقال کیا سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کرا کے بروز فاتحہ چہارم کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات کہتے ہو کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہین تھا کہ جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر وہ چشم پوشی نہین ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلافصل نہین ہے مگر از روی حقیقت کے حضرت علیؑ تمامتر جانشین بلافصل حضرت نبی کے ہین — **بیت**

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ÷ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم ۹

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رض منظور ہے اور یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنے طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رض کے مولیٰ ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رض کے مولیٰ ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہوسکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت باعلی اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست برآیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان ذی وجاہت کے سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لاسکتے ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنّی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین اگرچہ ظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت اولاد اپنے رکھینگے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا جوکہ ایک سُنّی اور لایق آدمی ہین تماستر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برآئی کہ دنیا مین کوئی چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ بترک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

نقل خط مولوی محی الدین صاحب مد

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم بلکہ تادیر اتفاق معائنہ آن شد - ہرچند با تمام نرسید مگر آنچہ کہ دیدم از بدل وجان

پسندیدم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته ورقها بهجو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
در میان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود و بر حقیقت
خلافت خلفاے ثلثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره
مایان را انکاری نیست لیکن ازان رو اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اهلبیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر نامحصی
دبان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیره) اعتقاد خود به نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه رض
ظاهر میکنند و بقول دروغ گوئیم بر روے تو میگوید که همین مسلک علماے و متصوفین
متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سر حلقه طائفه خود را هم ندیده است که
محض بغض مرتضوی حق بر زبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده
خود بمرامی نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است
و این تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت نه بسته و
اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

که اکثرے در اینها صاحب شانہاے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب مرتضوی را آن ابہت و جلال جلوه ظہور یافت که تماشائیان آن مقام و نظارگیان آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد بظہور ہمین مقام بر بعضے صوفیان و خفای مقام شیخین رضی الله عنہ باعث آن گردیده که در تفضیل جناب شیخین رض ترددی بہم رسانیده از عقیده راسخه اہلسنت متزلزل شده اند پس این شہادت مولوی محمد اسمعیل صاحب بی شبهه قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری بذریعه اجماع بمقابله خلافت حقه رتبه ندارد حیرانم که آن ناصبی چه خواہد گفت بحق صاحب غیاث اللغات که سنی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشته که سقیفه بنی ساعده مکانے بود در عرب و در آن برای مشوره ہاے بیہوده و باطله قوم عرب جمع میشدند حالانکه انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیده است و دران کسی را انکارے نیست و چه گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دہلوی خود که در تکمیل الایمان نوشته یعنی از محمد حنیفه کسے پرسیدند که سبب عدم اجماع امت بر خلافت جناب امیر چه بود گفت زاہد بود و زاہد را با دنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را پرواے کسے نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس به تسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ظاہری باجماع دنیا داران قائم گردید رساله مقالة الوضیّة فی النصیحة و الوصیّة تصنیف شاه ولی الله صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابه معصوم نبودند و ممکن که از ایشان چیزے بوجود آمده که اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگشت اما ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لعبدا برای مصلحتے از مصلحت ہای دینی و از مصلحت جز غرض استحفاظ معاویه دیگر نیست حقیقت اینست که ہر کرا محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بی شبهه کافر است بقول حافظ شیراز۔

اشعار حافظ

انراکه دوستی علیؑ نیست کافر است
گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش
امروز زنده ام بولاے تو یا علیؑ
فردا بروح پاک امامان گواه باش
قبر امام هشتم سلطان دین رضاؑ
از جان ببوس و بر در آن بارگاه باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجب رباعی گفته

رباعی

کفانی فضل مولانا علی
وقوع الشک فیه انه الله

ترجمه کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علی کے واقع ہونا شک کا اس بات کی کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری
علی ربه ام ربه الله

ترجمه اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب اوسکے تھے یا کہ خدا تعالی رب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاے قول شافعی نیست رباعی

من مات علی حب آل محمد
فمات [illegible] وایمانه

ترجمه جو شخص که مرا وه اوپر حب آل محمدؐ کے وه مرا وه اهلسنت وجماعت (شعر)

سابق بمقتضاے این قول —

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم ؎ از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

هیچیک توجه بجانب جواب این فرقه دور از صواب نه نمودند حالا بوجه پرسش این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن است معلوم نه که جلد دیگر هم طبع شده یا نه هر دو جلد را مطالعه کردن میخواهم — نمونے کمترین در منقبت جناب امیر علیه السلام براے ملاحظه حسب ذیل از دیوان خود نقل کرده میشود —

غزل

بے تولاے علی دل را صفائی مشکل است
غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است

فتح باب علم احمد زان وصی مصطفےٰ
غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است

آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان
غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است

تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب
چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است

گر نہ عارت از دل و جان والہ حیدر بود
کشفت گرد و بر دلش سر خدائے مشکل است

المدد اے بادشاہ ہل اتے جز فضل تو
رستن دلہا ز بند ماسوائے مشکل است

عمرہا ضائع شدا یدل گہ نکردی با نیاز
بر در آن شاہ مردان جبہہ سائی مشکل است

قوت از شاہ نجف باشد بجان تو یقین
نفس روبہ را ز من زور آزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاءاللہ تعالےٰ حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علی ؑ کے ہوگا۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہماری بزرگ

ہوتے ہین اورجناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اورہمکو ازراہ عنایت ملقب صدر نشین محفل محققین زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از اعوجاج واعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنی خط مین لکھا کہ فی الواقع درمدح کمال تحقیق وانصاف ملازمان زبان بیان لال است چہ مساعی جمیلہ در جمع وبیان احادیث فرمودہ اند وچہا داد انصاف دادہ اند ولائق بفر الیقین اہل اسلام آنست کہ اعتقاد بآن آرند واز اعتساف گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم کتاب العجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکر کے پیشین گوئی واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبر پور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اوراپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہے الحاصل آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم ولیقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند بدولت آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

غرض الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار و اقوال فصحای عرب کے ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالہ حصار تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہی کہ اس کتاب مین بہت جگہہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے -

ششم

جناب سید شہامت علی صاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہی اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب نے بزور علم عربی و فارسی و انگریزی ملاحظہ تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم و فضیلت جناب امیر ہدالیکا ایک نسخہ عام فہم بکمال توضیح وتشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر شائع فرمایا ہے —

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل منصفی سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق و تدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی را بکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد واثق جزاء خیر دہد ما شاء اللہ عجب اعتماد و اخلاص با جناب امیر علیہ السلام دارند و یہ عجیب عنوان باستدلال احادیث و آیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و خوار ساختہ اند بخدای لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محب اہل بیتؑ را غبطہ میشود —

ہشتم جناب سید مہدی حسین صاحب حنا تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ ہمارے ایک عزیز اقارب قریب سے ہین اور جناب موصوف نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلا حجاب بمیدان عدالت در احدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ نی مادۂ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بہیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی

نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط مین نسبت اس رسالہ حد تحقیق کے لکھتی ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اطہار افتاد۔

دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بہاگلپور کہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ محمدہ پیدایش اس شخص کے ہی جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین بدست خاص اپنی لکہا ہی سو اشعار اس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ماء معین
آفرین باد برین عدل و برین علم یقین
حق زہرا تو بدادی و علی را منصب
اجر بادات ز درگاہ خداوند مبین
حد انصاف ہمین ہست کہ از رای تو شد
سنہ خصم عیان شد ہمہ چون و چنین
از ستم پردہ نکند بنور خورشید
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار متین
در کلک تو شد رہبر ہر گمراہی
لیک شرطش بالست و برحم و حقت چنین
حضرت جد تو خورسند و غلامانش شاد
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
اصطلاحات ضروری سبب راحت جان
از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم
کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ
چونکہ تصنیف تو زیبندہ بود چون تلقین
جد و ابای تو فی حق و بحق و با حق
چون شد این است بہ بخت کہ گر چنین

دست دار و بدعا احمد مسکین شب و روز ÷ پنجتن بر تو مددگار و خدا یار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکہکر کے بہیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا
سرایندۂ منقبت برملا
زجام ولاے جناب امیر
گرفتی می صاف خم غدیر
نداری باہل خلاف آشتی
نشان ولا را برآفراشتی
نہ پروای عمر است و نی بکر و زید
شدی اینک آزاد از بند و قید
گل از خار چیدی درین بوستان
کزان شد شگفتہ دل دوستان
رہ صاف گیرند اہل نظر
کہ خذ ما صفا ہست و دع ما کدر
ز آلودگیہا بپرداختے
مس قلب را کیمیا ساختے
ولی کاندران نور حب علی است
درآن ظلمت سایۂ غیر نیست
بنازم بر انصاف آزادگان
کہ ہستند بر آل دلدادگان
کسی گوید اللہ را دل دہد
چرا دست بر دست غیری نہد
چو نامت وحید از بزرگان سید
بتحقیق درین ہم شدی تو وحید
عجب خندہ و قہقہہ شد بزور
چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور
خدایا کدام است ان روز عید
شنید عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سی حسب ذیل لکہا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ تمام عشرہ بہر شب روز ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضی حسین صاحب بھاگلپور

منتکی از آنکہ فضل و کمال متوسد و سادہ حشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران دام مجدکم وزاد اقبالکم و حشمتکم پس از الوف تحیات و صنوف اسلمیہ بصادقت آیات و وفور اشواق و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و توروت پیام کہ ازدیاد محبت دیرینہ در کانون سینہ الفت گنجینہ ہیچو دُر یتیم در صدف افزون و فزون و آتش مودت و محاب باہم اندر مدخنہ فواد مثل فولاد در کورہ حداد مجبول و محقون ہست منقار منطق مقصود وا مینماید و لبہا بترانہ مدعا می کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت اقتران کتاب مستطاب بالغت نصاب ملقب بہ مہد تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان حق را بسرحد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب وکنوز دقائق برداشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزراند کہ بنا بر مراسم قدیمہ و مرابط دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب باصدق و صفا ہدیتہ فرستادہ اند سرفرازیہا و سرور و حبور نامحصور بخشید در اوقات مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در التقاط لآلی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بر داشتم و روزہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش در رفتہ حظی وافر و تہیج خاطر بہم رسانیدم و للہ الحمد علی ذلک و ہو یرشد الی احسن المسالک حقا کہ دُرہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

و چگونه خار و خس شبهات باطله و اوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه و حجج قاطعه برفته اند گلی است از ریاض تحقیق و سنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست مواج و فلکی است ذوات ابراج آفتاب در آب و تاب و علم ساطع برای سالک راه صواب قمری است در صفا و زهره ایست در ضیا ریحانه ایست که استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید و از جواهر احادیث و آیات که در شان ولایت مآب و اهلبیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند که آویزگی گردن عروس دین را شاید و از طوطیای اخبار صداقت آثار و فضائل عترت اطهار مکحله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد و از فولاد باب ادله محکمه مصیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات شیطانی و تخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة و دوستداران آل عبا سر بتسلیم خم کرده اند بارغبت و رضا و اما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند و کتاب عجیب در قالب تحریر در آورده اند شکر الله سعیکم و احسن عیکم ترقب از الطاف مرعیه و اخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر برای این اخلاص مند و دو تا نسخه بجهت عالی جناب فضائل مآب و کمالات انتساب مقدس القاب مولوی سید ضیاء الله صاحب بلتستانی دام ظله العالی ہدیة باقیمة مرحمت فرمایند و از قیمت آن اعلان بخشند و حقائق پناه دقائق اکتناه مولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشته باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتمم البرٹ پریس

بھاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع مذکور طبع سازند و السلام خیر ختام —

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب

پیشنماز بہاگلپور بسم اللہ الرحمن الرحیم الذ کلام ینطق بہ اللسان واطرب بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بہا الاذان وازہر زہر تنتشر فی اردان الاذہان واعلی مرقاۃ یعرج بہا الانسان من حضیض حظوظ النفس البہیمیۃ الی اوج العرفان واحسن ما یترنم بہ العنادل علی رؤس الاغصان واحری ما یعقد علیہ القلب فی الجنان ویجتنی بہ ازہار الجنان ویجنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح والقلم الذی علم الانسان ما لم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات علۃ وجود العالم وواسطۃ خلقۃ آدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری لبقاء فاطمۃ عقمت بمثلہ ام الزمن لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فہو تلو وتبیتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امۃ سید العرب والعجم الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار ورکبوا العار والشنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین المیامین الغر حجج اللہ واحد العدد احدا الی الامام الثانی عشر الغائب عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ رزق الوری وببقائہ تثبت الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومن بہ

كل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لم يرها الخفاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هي المأوى ومن بركات مولينا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجوده
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والبحر الذي ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بجد التحقيق فهي درّة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضيء وكوكب درّي وتحقيقات انيقه وابحاث رشيقة
كيف لا وهو من نتايج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب اقصاها عالي الكعب في العلوم النقلية طويل
الباع في الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النقادة سالك
مسالك اهل الحق والتحقيق محرز قصبات السبق في مضمار التدقيق كلامه
مليح وبيانه فصيح ان اوجز اعجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراب كاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوي السيد وحيد الدين خان بهادر دامت
معاليه وبوركت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظري وجليت بها بصري
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنات
الحور دليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدرر الغرر في البهاء ومعانيها كازهار الورد في الرونق والصفاء
فقلت متعجباً هذا البحر الرائق ونهر فائق حياضه اترعت للشاربين ورياضه تسر الناظرين ـه

ففی کل لفظ منه روض من المنی ⁂ وفی کل سطر منه عقد من الدر

عسی لم یوصف مثل الکتاب فی غایة المتانة والانصاف فی الاطراف
والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصان معانیهما
یترنم الاطیار علی اشجار مبانیها فلا ادری اهی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان لله در فارس هذا المیدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمؤلفه طالعت منها حصة فوجدتها بحرا عمیقا عرضة للمخبر اوراقها تذری باوراق
الذهب سطورها کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت لله الاخ فی الله فما
اذکی رائک الصائب وما اجود ذهنک الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعک النقاد فی دأماء التحقیق علی تلک الجواهر الفرائد
شکر الله سعیک بالجزاء الاوفی وجعل الآخرة خیرا لک من الاولی
ونفع الله بها سائر المسلمین بحق محمد وآله المعصومین صلوات الله
علیهم اجمعین وعلیک باتمام هذا الکتاب فانه تذکرة لاولی الالباب
وعلیکم ایها الاخوان فی الدین ان لا تتخذوه شیئا فریا لانه متاع ثمین
والنظروة لعین الانصاف ولا تجعلوه وراءکم ظهریا لانه بضاعة
غالیة للحفظ قمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
هذا ما تیسر لقریحتی الجامدة وفکری الخامدة مع توزع البال
وتشتت الاحوال فی تقریظ هذا الکتاب ولو لم یبلغ المعشار
من اوصافها ومرایا مصورا وعلا انا الجانی الاواه ضیاء الله اوتی
کتابه بیمناه حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخها
هدایة الطریق باب الانصاف والتحقیق سنه ۱۲۹۴ هجری

ترجمه فارسی تقریظ یعنی ستایش مذکوره بالا لذیذ ترین کلام که زبان بآن
گویا شود و خوش آیند ترین بیان که اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید
و روشن ترین گوهرها که گوشهارا گوشوار باشد و تازه ترین شگوفها که
در آستین های ذهنها گسترده شود و بلند ترین نردبان که انسان بدان از نشیب
خطوط نفس بهیمیه باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که بلبلان بالای سر
شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزے که بستگی قالب دل بدان باشد و
شگوفهای باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان
زیاده شود حمد کسی ست که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پیدا کننده
یادنسیمها و خالق لوح و قلم است آن کسیکه تعلیم انسان کرد بدان چیزیکه نمیدانست
و افضل درودها است بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت
آدم است و بیان کننده شریعت قائمه است که ملت او بازدارنده است سائر
ملت ها را از شیر خوردن سینه بقاء ان کسی هست که مادر زمانه او مثل او دیگرے
نزائیده و نه او را هم شاخیست و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن
که او متصل بزینه او و شوهر دختر او و پدر نسل او و خلیفه بر امت او و سید عرب و عجم
امیر بر تمام امت ها که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی ست
که تقسیم کننده جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست که نبی مختار را اعانت کرد
وقتیکه فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباو
اولاد نجبا او که معصوم و مبارک اند و روشن ترین حجتهای خدای واحد الصمد و تا امام
دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظرها و حاضر در شهرها ست که به برکت
او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق ازو نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیر ابر و ایمان می آرد باو هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر بآفتاب نیست اگر شپره آنرا
ندید و لیکن هر که بمقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام است خدائتعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی ها
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال و این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر رخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست
نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست
گوهروار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج
افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و حسن صفا فطنت
روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آرنده نیهای پیش دستی
در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح است که جائیکه اختصار کرد اعجاز
نمود و جائیکه امر نور را اختراع کرد دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج
عالیه او دایم و رونق ها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصر را از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی و برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و وافی است و لائق است باینکه بر ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازو های حور مرقوم شود دلیلی است واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کنند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزند الفاظ این کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهای گلاب اند در رونق و صفا پس از روی تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گردانند نوشندگانرا و روشنیهای آن مسرور گردانند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو و در هر سطر آن سلکی از درها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشده در غایت متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاؤس ها بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درختهای اصول آن می سرایند پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکهای حسان است یا که یاقوت و مرجان و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم پس یافتم آن را ایک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعاعهای آفتاب است که سطر کرده شود و چه خوب کار کردی ای برادر در راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش برچیده و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهای یکتا خداوند تعالی سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او و صلوة خدا باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی که این کتاب را ایک شئی نو ایجاد قیاس نه کنید چرا که این کتاب ستائیست قیمتی و نظر کنید دران بچشم انصاف و آنرا ورای پشت های خود نیندازید چرا که این بضاعت گران قیمت است و لائق بحفظ است و آخر دعای ما اینست که جمیع سپاس خدا را است که رب العالمین است این است آنچه طبیعت جامد من و فکر افسردهٔ من با وصف تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچه دهم حصه اوصاف و رتبه مقدار آن را نرسید و علو این کتاب همیشه باد منم بنده عاصی و امیدوار رحم ضیار الله که نامه اعمال او بدست راست او باد مرقومه اوسط عشرات ربیع الاول ۱۲۹۵ھ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی برآوردم و ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۵ھ ہجری ـــ

سیزدہم نواب انیس الدولہ بہادر مٹیابرج کلکتہ کہ موصوف الیہ نی اپنی خط مین بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چہاردہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کہ وہ اپنے خط مین یہ بات لکھتی ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سفیان صوفی مشرب کا بھی ذکر مناسب ہی کہ جنہون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا **اول** جناب سید امیر علیشاہ صاحب جاگیردار بودلہ ضلع آگرہ کہ جو ایک بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکی بھائی جناب سید مظفر علیشاہ صاحب بھی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاہ صاحب سجادہ نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل بخصوص بالذکر ہونیکی ہین کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بنظر یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل بستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک خدمت کی توطن و پنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی و فارسی مین نادر روزگار اور مروت و خوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی سیادت کا اُنکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب و نسب کی کون اُنکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ اُنکی جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم ستی اُس آی کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر کی اولاد بھی بہت لائق و شایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر اُنکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سرسالار جنگ بہادر کی بی جی ستی اُنکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سیّد مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راستبازی اُنکی قابل تقلید ہی۔

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتے ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ سنی کہ جو معاویہ شاہی ہوا اور حال یہ ہی کہ ہر گاہ خود حضرت امیر علیہ السلام نے بمجبوری یا کسی طرحپر خلافت کو منظور کرتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھہ کچھہ گفتگو کرنی ضرور نہین ہی اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہی کہ اصل درجہ خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھہ زیادہ تر نہین تھا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیار ا از ان زد پشت پا ⁂ تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہی کہ خلافت دو طور پر ہی ایک خلافت کبری اور دوسری صغری اور اُس سے بڑی خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد انکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت صغری یعنی چھوٹی خلافت ظاہری وہ ہی کہ جو ابوبکر سے تیس برس تک رہی پس اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوے تو سنیون کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھہ حاجت پیچ و تاب کھانیکی نہین ہی مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہی تو جب تک کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوے تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا ہی اور اسیواسطے سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکے اس آفت و عذاب آخرت مین مبتلا ہو گئے موافق اُس مثل انگریزی کے کہ ایک عیب سے دوسرا عیب پیدا ہوتا ہی اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطے بند و بست اور بند چھند اُسکے چند امور قائم کئے گئے ۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ داخل کتب [illegible] یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبیؐ کے ابو بکر ہین اور بعد انکی

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل شیخین کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔

دوم یہ کہ معاویہ بر کفت اللسان ہو یعنی کچھ مت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کافرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہی کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آئندہ خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پہرا سنیونکا ہی

سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود اصحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہی کہ جب کچھ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑھنی والون پر بہرحال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامات از قسم معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت آنکا کیا گھٹ سکتا ہی بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہی کہ ہماری شکرگذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ شیعون کے کچھ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھ حضرت علی کے ثابت کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ افضلیت صحابہ کو کون پوچھتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ سے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہی کہ اولیاء اللہ اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہی اسواسطی کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہی اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہین ہی اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام سی اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی مین یہ بات خوب لکھی ہی کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہی نہ محبت علی کی **بیت**

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ﴿ پس خدا و مصطفےٰ جبریل باشد رافضی

اور تعصب سنیان زمانہ کا اسدرجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علے محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللہم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہین مگر اس بات سی غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑھتی ہین

اللہم صل علے محمد وعلے ال محمد کما صلیت علے ابراہیم وعلے ال ابراہیم انک حمید مجید و بارک وسلم علے محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی ال ابراہیم انک حمید مجید

اور یہ اہتمام تو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہی کہ سنیان زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہی اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلےٰ بکمالہ ﴿ کشف الدجےٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ﴿ صلوا علیہ وآلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہی اعوذ باللہ من ذلک ۵

ہوا یہان سی ظاہر کمال رسول ﴿ کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

شعر حافظ

بدشمنان منشین حافظا تولا کن ؎ نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ حکومت شام و امید حکومت ری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر وہ وقت ملی تو پہر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا و رواج اس مسئلے کا کہ جو بجای اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہی دکہلا دیا جاوی اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین ہی اور حال مین ایک سنّی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پرانی باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو برس کی ہم نئی بات کہانسی پیدا کرسکتی ہین اور نہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب ان سنّی صاحب نی کہا کہ مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور اسکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر آپ کو شک ہی تو ان کتابونسی مقابلہ کرلیجئی اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے روایت کرنی ہمکو کچھ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم مع شرح نووی اور سنن ابو داؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکہا کہ اگرچہ سنی صاحب موصوف کچھ ڈہیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے مگر تمامتر استیصال آنکی تعصب کا ہمسے نہین ہوسکا انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی ای رسول ہدایت نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے۔

فصل ۱۸۳

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوئے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی بعنوان شرح مین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین۔

اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے درد سر اواخر ماہ صفر مین ہو کرکے رات دو رات رہا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول مین تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کرکے دو رات رہا تھا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدای مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہرگاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی کے کیا حد ہو سکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بہی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکھنے پڑھنے کا نہین تھا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد و خیال خود ہر شخص کی ہی

دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ بکری کا یا ایک تختہ تا کہ لکھون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن ابن عوف اُٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابوبکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہی اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا صرف ایک اس بات سی بہی ظاہر ہی کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم کتاب اللہ کی اور شور وغوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۷ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی

قال سمعت عایشۃ وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ الجراح

یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سُنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اُسکو خلیفہ بناتی تب عائشہ نے کہا کہ ابوبکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابوبکر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا تہا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابوبکر کے شانہ بکری کا مانگا تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابوبکر کو از روے نص کے ہی بنادین اور سوای اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمکو خلافت سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابوعبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع حضرت رسول خدا نام حضرت ابوبکر کا زبان پر لاے ہوتے تو حضرت ابوبکر یہ

معذرت وانکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر وابو عبیدہ کا ہی محض براہ سرسری وحق بر زبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر نے تو آخر خلافت مین اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہین کر کے خاص حضرت عمر کو بقاعدہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا ہین گاہ اُن لوگونکی قول وفعل کا یہ حال ہے تو تفضیلت انکی بجائیہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہو سکتی ہی سوم یہ کہ ایام مرض رسول خدا مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر نے انجام دی سواس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہیں ہو سکتی ہی اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون با موسی دیکر کے واسطے خبرگیری اہل وعیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تہی حالانکہ خود سنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر کچھ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بہی کچھ دلیل فضلیت کی نہین ہو سکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ خاص ہی کہ جسمین کچھ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سو اسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تو اس سے حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تہی کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف اسکے بہی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تہا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا عین قرین قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تہا کہ ایک حدیث اسکی فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آئی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے ملتے ہین تو دوسرے چہرونسے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تہا تو انتظار مشورہ حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تہے کیونکر کیا جاتا اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمام تر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی کہ حضرت ابوبکر نے حق علی و عمر و ابوعبیدہ کا اقرار کیا تہا اور نام حضرت علی کا اول لیا تہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال اپنی نام چہہ شخصون کا لیکر کے کہا تہا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان چہہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاوے سو اس مرتبہ بہی نام حضرت علی کا مقدم اور نام عثمان سے بالاتر تہا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل اور صفین سے مطلق فرصت نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچہی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعاء اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کے بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہی کہ حضرت علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علیؑ نے کہا کہ حضرت رسولؐ کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکونمین جمع ہو گیا تہا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی کے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فما رائت اهل المدینة فرحوا بشیء فرحهم به حتی رایت الولائد والصبیان یقولون هذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قد جاء حتی قرأنا سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلها من المفصل رواه البخاری **ترجمہ** روایت ہی براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول اُن لوگون کے جو ہملوگ کے پاس آئے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمیر اور ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول بیس اصحاب نبیؐ کے تب آئی خود نبیؐ پس نہین دیکہا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور
لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آے ہین پس نہین پہونچی تھے
وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسم ربك الاعلے کی صورت کو
مع چند سورتین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس
حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچتے تک حضرت عمر جو بیس صحابیونکے
شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے
برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک
آب و تاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہو کر کے
اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبیؐ مین پرورش
پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدانی حضرت کو اپنے
فرش پر سُلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر
لوگ حضرت علی کو حضرت نبی سمجھین اور بر وقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور
جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور
آخر کار غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے
انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق
توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ و الہ
وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زہرۃ
الدنیا ما شاء و بین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر قال فدیناك

بابائنا وامهاتنا فعجبنا فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن عبد خیرہ اللہ تعالی بین ان یوتیہ وامهاتنا فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہون ہماری باپ اور ماں آپ پر پس ہم لوگون کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈھے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین ایک بندہ کی کہ اُسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تہا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بڈھا کہہ رہا ہی فدا ہون ہملوگون کے باپ اور ماں آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگون کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبۃ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شهید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیها انا فی مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزاین الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها وزاد بعضهم فتقتتلوا فتهلکوا کما هلک من کان قبلکم

[illegible]

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ حوض کوثر ہی اور مین دیکھہ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر ہون اور تحقیق کہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے و لاکن مین خوف رکھتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن راویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے تھے متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے خوب واقف تھی کہ جیسا کہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بمجرد انتقال فرمانے حضرت رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے ٹال ٹول کر کے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا اور بعد اسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی برابر سادات کشی جاری رہی

مر خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً و کرہاً
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت تھی

حدیث تمیمہ وعن عایشة قالت ان من نعم الله علی ان رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان الله جمع بین ریقی وریقه عند
موته دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیده السواك وانا مسندة رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم فرایته ینظر الیه وعرفت انه یحب السواك فقلت آخذه لك
فاشار براسه ان نعم فتناولته فاشتد علیه وقلت الینه فاشار براسه
ان نعم فلینته فامره وبین یدیه رکوة فیها ماء فجعل یدخل یدیه فی الماء فیمسح بهما وجهه یقول
لا اله الا الله ان للموت سکرات ثم نصب یده فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت
الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یده رواه البخاری **ترجمہ** اور روایت ہی
عائشہ سی کہ کہا اُسنی کہ احسانات خدا سی مجھپر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گھر مین اور
میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ و گردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا
درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ
مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی
کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
نی اپنی سرسی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت
رسول نے اپنے سر سے کہ ہان تب ملائم کر دیا ہمنے اُس مسواک کو تب پہیرا
آنحضرت نی اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ
تہا کہ اُسمین پانی تہا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل
کرنے لگے اور منہ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تہی لا اله الا الله ان للموت
سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہر مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی
سکرات تب اُٹہایا آنحضرت نی اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین
داخل کر کہ اختیار کیا ہمنی درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا
آپ کا اور ڈہلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط

حدیث نمبر ۵ وعنها قالت سمعت رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم
یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرة وکان فی شکوٰة الذی قبض اخذته بحة
شدیدة فسمعته یقول مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء
والصالحین فعلمت انه خیر متفق علیه **ترجمہ** روایت ہر اُس عائشہ سی کہ کہا اُس
عائشہ نی کہ سنا مین نی رسول خدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو
درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح
انکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے
ہوے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تو نے ان لوگونپر
از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس
بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۶ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے الله علیه وسلم جعل یتغشاه

الکرب فقالت فاطمة واکرب اباه فقال لها لیس علی ابیك الکرب بعد الیوم فلما
مات قالت یا ابتاه اجاب ربا دعاه یا ابتاه من جنة الفردوس ماواه یا ابتاه الی
جبرئیل ننعاه فلما دفن قالت فاطمة یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی
رسول الله صلی الله علیه واله وسلم التراب رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اُسنے کہ جب بھاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپکو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کہا سختی باپ کی ہے تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہین ہے اوپر تیرے باپ کے کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے اے باپ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنے اے باپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جاۓ ہے اے باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اُسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کیئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اے انس آیا اچھا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت کی اُسکو بخاری نے ۱۲ اس حدیث سے جو تعلق باخود باپ اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہے سو کیا بیان اُسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتے ہین کہ کس قسم کا تعلق اُن لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تھا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بے وجہ نہین تھا بلکہ صاف بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابیان سے خوب معلوم تھا کہ یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہے کہ کسی بیٹا بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہین کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سے حضرت فاطمہ ہمیشہ تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبھو تبسم تک نہین کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بمجرد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابے قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبّت علے مصائب لو انہا   صبّت علے الایام صرن لیالیا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہوجاتے اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنی شرح ملا جامی مین پڑہا تہا تو اسوقت مطلب اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجہا تہا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجہا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کئے گئے تو حقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بہی حسب حال ہی شعر

جو ظلم ہوا اس شاہ پہ ایسا نہین ہوتا ÷ ہونیکو تو ای مجری کیا کیا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم المدینة لعبت الحبشة بحرابہم فرحاً لقدومہ رواہ ابوداؤد وفی روایة الدارمی قال ما رأیت یوماً قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم وما رایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم وفی روایة الترمذی قال انس لما کان الذی دخل فیہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم المدینة اضاء منہا کل شیء فلما کان الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہا اُنہی کہ جب آئی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے ساتھ چھریون اپنی کی از روی خوشی کی باعث آنی اُس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابوداؤد نے اور روایت مین دارمی کے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکھا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہو اور نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسولخدا اور نہین دیکھا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ جب وہ روز تہا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تہی مدینہ کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک تہی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹھایا ہملوگون نے اپنے ہاتہون کو خاک سی درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تہے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تہی

حدیث نمبر ۸ وعن عایشة قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم شیئا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی کہ توریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ یہ

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے قبرہ کے ثابت ہوتا ہی اور یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف وعدۂ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا

حدیث نمبر ۹ عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم یقول و هو صحیح انه لن یقبض نبی حتی یری مقعده من الجنة ثم یخیر قالت عایشة فلما نزل به و راسه علی فخذه غشی علیه ثم افاق فاشخص بصره الی السقف ثم قال اللهم الرفیق الاعلی قلت اذن لا یختارنا و قالت و عرفت انه الحدیث الذی کان یحدثنا به و هو صحیح فی قوله انه لم یقبض نبی قط حتی یری مقعده من الجنة ثم یخیر قالت عایشة فکان آخر کلمة تکلم به النبی صلی الله علیه و آله و سلم متفق علیه

ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتے تھے در حالت صحت کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھائیجای اسکو نسبت گاہ اسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہی اس نبی کو کہا عائشہ نے کہ جب اترے ملک الموت در حالیکہ سر اس رسول کا ہماری ران پر تہا تب بیہوشی ہوئی اس رسول کو پہر افاقہ ہوا اسکو تب متعین کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چہت کیطرف اور اسکی بعد کہا رسول نے اللهم الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا ہمنی رفیق اعلی یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نی کہا کہ ہمنی معلوم کیا اس حدیث کو کہ جو حضرت رسول در حالت صحت اپنے کہتے تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہوا کسی نبی کا ابتک بغیرا سکے کہ دکھلا ئیجائے
نشست گاہ اسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ قول اس نبی صلعم کا اللھم الرفیق الاعلےٰ آخر کلمہ تھا جو بات کی
حضرت رسول نے ساتھ اس کلمہ کے ؛

حدیث نمبر ۱۰ وعنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول فے مرضہ الذی مات فیہ یا عائشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر
وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذلک السم رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ
فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو
اس طعام زہر آلود کے جو کہ کہا تہا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہی
کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اس زہر سے روایت
کی اسکو بخاری نے ۔؛

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدًا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنہم من
یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنہم من یقول
ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب

لهم ذلك الكتاب لاختلافهم ولغطهم وفي رواية سليمان بن ابي مسلم الاحول
قال ابن عباس يوم الخميس ثم بكى حتى بل دمعه الحصى قلت يا ابن عباس وما يوم الخميس
قال اشتد برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجعه فقال ائتوني بكتف اكتب لكم
كتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا ما شانه اهجر
استفهموه فذهبوا يردون عليه فقال دعوني ذروني فالذي انا فيه خير مما
تدعونني اليه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد
بنحو ما كنت اجيزهم وسكت عن الثالثة او قالها فنسيتها قال سفيان
هذا من قول سليمان متفق عليه ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ
کہا اُسنے کہ جب وقت احتضار پہونچا حضرت رسول خدا کو اور گھر مین مرد لوگ تھے کہ اُسمین عمر ابن الخطاب
بھی تھے کہا اُسنے پیغمبر خدا نے کہ آؤ تم لوگ کہ لکھون مین واسطے تم لوگونکے ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اسکے کبھو
پس کہا عمر نے کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اُس رسول خدا کے درد اور ہے تم لوگونکے
پاس قرآن اور کفایت کرتے تھے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے
وہ لوگ جو اُس گھر مین تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی اُنمین سے کہنے لگے
کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تا کہ کچھ لکھین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور
بعض اُنمین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تھی پس جب بڑہایا شور و غل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہمارے
پاس سے کہا عبید اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہی کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو واسطے اُن
لوگون کے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگونکے اور روایت مین

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہانتک کہ
تر کیا اُن کے آنسوون نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہی تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا کہ ایکا کہ لکہدون مین واسطی تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے ابہنات پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہی
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہی آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھکر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرانیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرح پر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہی متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہی کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت
رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بہی وصی اپنا مقرر
کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھی
جہانتک ہو سکتا ہی اُسکا جواب بتاتے ہین اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہی
کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس
صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی
کل ہونے کے قرار دئے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینی
اُس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطے ہم تحقیق طرح سے نہین کہہ سکتے ہین
کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دینے کو اُس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم
طلب کیا تھا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت
خم غدیر سے اور اپنے مبارکبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ
بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہی کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش
حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہی
اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سُنی لوگ کیون نہین
بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین
سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بہی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ بوجہ مزاحمت حضرت
عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے
یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہی کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکہے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجہتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کرکے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بہی اس بات پر روتا ہے اور حدیث مندرجہ فصل ۲۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تہا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تہے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطی کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تہا تو عین قرینہ اس بات کا ہے کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکہنا چاہتے تہی سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تہی ۔

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہے کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تہے سو ہجر و بیماری حضرت رسول کے اسطرحپر بالکل آنکہہ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہے اور قرآن کفایت کرتا ہے صرف براہ بی مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہے اسواسطی کہ یہ بات روز جمعرات کی ہے اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہے اور ہرگاہ قران اور عترت دو تو بات حدیث الثقلین کی ہے جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بہاری چہوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے

عترت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول دونون کو ملا کرکے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔

چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک بات تہی مگر یہ بات ظاہر ہی کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور و غل صحابیونکا برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو ملال ہوا اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہی کہ جو آپ نے فرمایا کہ دور جاؤ تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو۔

پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہی یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ تمام اختیار خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھی جاتی ہی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہی تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو

ششم یہ کہ اصل منشاء اس قسم جرأت اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر و خیبر وغیرہ کی جو کچھ ہوتی گئی سو بمدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تہا اور خصوصاً سرگروہ صحابیان از روی جد و جہد و بذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت اُن سرامد اصحابونکے نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصًا جنگ خیبر و جنگ اُحد مین ہوئی سو اُسکا بھول جانا تمام تر دور از انصاف تھا اور حضرت علی کے مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ظاہر ہی کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھہ کر کے خلیفہ بناتے تو بھی سرآمد صحابیان کے اُس حالت مین بھی مالک کل اُمورات کی رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سلطنتون مین جب وزرا اور امرا کو اقتدار بہت ہوا تو انہون اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ بات بھی اُسی قسم کی دیکھی جاتی ہی کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ اور یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ سے اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان ہوے اور آخر کار قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے تعجب کی ہی کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھہ احادیث مناقب اہلبیت کے ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہی کہ جو ابتک سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزیکا ہی کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکھہ سکتا ہی

ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فورًا حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دہمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاوگی

جب تک کہ بیعت ابوبکر کی نہین کروگے اور حضرتؑ نے جواب دیا کہ اس دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق کیا کرینگے تب حضرت ابوبکر نے بغیر بیعت لیی کے رخصت کیا غرض کہ جا وہ مبارکبادی اور کہانہ بزبردستی بیعت اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر یہ بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب کے تفضیل دین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہوگا۔ بملاحظہ تمام حالات ان خلفاے ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ برسرادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہی کہ بعض ان لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہین ۔

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتی ہین کہ یہ ادعا شیعون کا ہی کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکہا چاہتے تھے خالی از تناقض نہین ہی اسواسطی کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہی کہ کیا شاہ صاحب نی یہ سمجھا ہی کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو سمجھے نہین سمجھیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان ۔ کو بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہی یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس بات کو تناقض قرار دیکر کے کیون مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب توثیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہی اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

تتمہ یہ اینشاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا بر خلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ؛ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہوگا کہ پوچ و لچر تقریرون سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنی والے کا پوچ و لچر اور ذلیل ہو جاتا ہی اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ و لچر کا یہ ہوا کہ ایک شخص معزز سنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۳ او عن انس قال قال ابوبکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن ونزورها کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزورها فلما انتهینا الیها بکت فقال لها ما یبکیك اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معها رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا اُن دونو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے پس اس بات سی بر انگیختہ کیا اس ام ایمن نے اُن دونون کو اوپر رونی کے پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۳۱ وعن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتہا فاختار الآخرۃ فلم یفطن لہا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا وامہاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ہبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہی ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نے طرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ بیٹھے ہوے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرتؐ نے کہ قسم ہے اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے
بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سے اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلام کو کسی شخص نے سواے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو اے رسول خدا
اور راوی کہتا ہے کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر الله والفتح دعا
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاطمة قال نعیت الی نفسی فبکت قال لا تبکی
فانک اول اهلی لاحق بی فضحکت فراها بعض ازواج النبی صلی الله علیه وآله وسلم
فقلن یا فاطمة رایناک بکیت ثم ضحکت قالت انه اخبرنی انه نعیت الیه نفسه
فبکیت فقال لی لا تبکی فانک اول اهلی لاحق بی فضحکت وقال رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم اذا جاء نصر الله والفتح وجاء اهل الیمن ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا
وهم ارق افئدة والایمان یمان والحکمة یمانیة رواه الدارمی

ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر الله والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نے مت رو تو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہی کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہی جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو اسے اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑہ کے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے ہین اور ایمان اہل یمن مین ہی اور حکمت اہل یمن مین ہی روایت کی اُسکو دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کسقدر تعلق باخود با حضرت رسول اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہی کہ بیچ باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر اپنے باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہی کہ حضرت عائشہ اس بات پر روتین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بندوبست ہوا اور جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابوبکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کون شخص طلب و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی یہ بات ہوتی کہ کچھ بندوبست کافی خلیفہ بنانے عبدالرحمن ابن ابوبکر برادر حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آیندہ مین اس بات کا بہی بندوبست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہی مگر کیا کہیے کہ وہ تقدیر نہین تھی ورنہ حضرت
عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث نمبر [illegible] اوعن عایشة انها قالت واراساه فقال رسول الله صلی الله
علیه واله وسلم ذالك لوكان وانا حی فاستغفر لك وادعو لك فقالت عایشة
واثكلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلو كان ذلك لطلبت اخر یومك
معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم بل انا واراساه لقد
هممت واردت ان ارسل الی ابی بكر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی
المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہ کہا اُسنی واراساہ یعنی
اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو
درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور
دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ
میرا ظن و قیاس یہ ہی کہ تو میرا مرنا چاہتا ہی اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز
شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا
واراساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون
ابوبکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرون مین اُسکو
یعنے ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے
لوگ کچھ بات بناوین یا کہ آرزو کرین آرزو کرنیوالے لوگ تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع
کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط
یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہی چند وجہ سے
اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ
نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے ہی
پیغمبر خدا انے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی ور جانشین
اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا اسنے اُس راے و وصیت کو مسترد کر کے
حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون
طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے
کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہی اور حیف اور کمال حیف ہے
اوپر حال شاہ عبد الحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری
کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہی اور خلافت ابو بکر کو بر خلاف وصیت
خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتی ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابو بکر یہ بات بوقت خلیفہ
بنائیجانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ خلافت
حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا
چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز
ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر
تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابو بکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہی اور اگر ایسا ہی تھا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین۔

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہی کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعاء مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹوگی تو اس رووکد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہی کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہی اور ہمنی ابو بکر اور اُسکے بیٹیا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی۔

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہی کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھین مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوی دوسری عورت نہو اور آسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تھی اور اُس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہین ہی بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنانی عبد الرحمن پسر ابوبکر کے بعد
ابوبکر کے بھی ہی غرض اس حدیث کی جھوٹے اور وضعی ہونیمین کچھ
شک نہین ہی اور سنیون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
گیا ہی سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور
ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہی
کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہی کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی
اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح معاویہ بھی تو خال المومنین
بنائے گئے اور اصل یہ ہی کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنے
مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکھنا
کافی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی
رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام حوأب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا تھا
کہ جہان کتی انکو دیکھہ کر کے بھونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
بی پردہ ہوکر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو
معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اللہ مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ
جو چونا اسمین ڈالدیا گیا تھا گر کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہو گیا کہ
جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا تہا اگر
ایسے ہی احتمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
سنیان کے ہی اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہی سو اس لقب
صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہی کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بندوبست سی

دیا گیا ہی کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین انکی تمام و کمال واجب التسلیم ہین۔

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابو بکر اور عبد الرحمن انکی صاحبزادہ کا نہین ہی بلکہ یہ بات بہی لحاظ کرنے کی ہی کہ خلیفہ بنانیمین ابو بکر کے عبارت یہ ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور اسکے بیٹے کو بلا بہیجا باین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہی کہ سوای انکے اور کون شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تہا اور قابل غور کے ہی کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہی۔ عوالہ بخدا

حدیث نمبر ۱۲ وعنها قالت رجع الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وراساه قال بل انا یا عایشة وارأساه قال وما ضرك لو مت قبلی فغسلتك وكفنتك وصلیت علیك ودفنتك قلت لكانی لك والله لو فعلت ذلك لرجعت الی بیتی فعرست فیه ببعض نسائك فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم بدأ فی وجعه الذی مات

رواه الدارمی **ترجمہ** اور روایت ہی عائشہ سی کہا اس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ دردسر تہا ہمکو اور ہم کہہ رہے تہے اوہ دردسر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ مجکو دردسر ہی ای عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچہ ضرر نہین ہی اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑہتے تجہپر اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم سے ملی ہوئے ہین ساتہ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہیر قسم محمدا اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آتا میری گہر کیطرف
اور مصیبت ہوتا تو اس گہر مین ساتہ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا
اور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اسکو دارمی نی فقط
یہ حدیث قصہ درد سر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہے مگر اس حدیث مین وہ
سب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہے کہ اس قرینہ سی بہی فضول و لغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر
وغیرہ مندرجہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمام تر بے محل و بے ربط ہے۔

حدیث نمبر ۲ او عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلا من قریش دخل علی
ابیہ علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم
قال لہ احدثنا عن ابی القاسم صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال لما مرض
رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم اتاہ جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك
تکریما لك وتشریفا لك خاصۃ لك یسألك عما ھو اعلم بہ منك یقول کیف
تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءہ الیوم الثانی
فقال لہ ذلك فرد علیہ النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم کما رد اول یوم
ثم جاءہ الیوم الثالث فقال لہ کما قال اول یوم ورد علیہ کما رد علیہ جاء
معہ ملك یقال لہ اسمعیل علی مائۃ الف ملك فاستاذن علیہ فسألہ
عنہ ثم قال جبرئیل ھذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی آدمی
قبلك ولا یستاذن علی آدمی بعدك فقال ائذن لہ فاذن لہ فسلم علیہ ثم
قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت
وان امرتنی ان اترکہ ترکتہ فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت و
امرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم الی جبرئیل علیہ

عليه السلام فقال جبرئيل يا محمد ان الله قد اشتاق الى القائك فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لملك الموت امض لما امرت فقبض روحه فلما توفى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جاءت التعزية سمعوا صوتا من ناحية البيت السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله وبركاته ان في الله عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل هالك ودركا من كل فائت فبالله فثقوا واياه فارجعوا وانما المصاب من حرم الثواب فقال علي اتدرون من هذا هو الخضر رواه البيهقي في دلائل النبوة

ترجمہ اور روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے اُنکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کرون تجھسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اُس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آئے اُنکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہے مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچھتا ہے وہ خدا تجھسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہے تجھسے کہ وہ خدا پوچھتا ہے تجھسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آئے جبرئیل اُنکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ [illegible] روز کہا تھا تب آئے حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تہا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تہا اور آیا ساتھ اسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تہی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اس فرشتہ کو تب اس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چہوڑ دون اسکو تو مین چہوڑ دون اسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کروگے ای ملک الموت تب اس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اس حکم کو کہ تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گہر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اسکی تحقیق کہ اللہ مین ہی صبر ہر مصیبت
سے اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اس سے امید رکھو اور در حقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہی

کہ جو تو آپ حصہ [illegible] سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا پوچھتی ہو تم لوگ کہ یہہ
کون شخص ہے اور یہ شخص ہے روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین

حدیث نمبر ۱۸ عن عائشۃ قالت ما ترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دینارا ولا درهما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیء رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہا اونسی کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے
کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ
اور نہین وصیت کی بہ نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط ـ
شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہے
سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجاے

حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترك رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درهما ولا عبدا
ولا امۃ ولا شیئاً الا بغلۃ البیضاء ولا سلاحہ وارضاً
جعلها صدقۃ رواہ البخاری **ترجمہ** اور روایت ہے عمر ابن الحارث
برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سے کہا اُسنی کہ نہین چھوڑا رسول خدا نے وقت
اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور
نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ
زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تھا روایت کی اسکو بخاری نے ـ

حدیث نمبر ۲۰ وعن ابی هریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال لا تقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی
فهو صدقۃ متفق علیہ **ترجمہ** اور روایت ہے ابوہریرہ سے

کہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسول خدا نے کہا کہ وارثان میرے باخود نا تقسیم نہین کرینگی ایک دینار تک اسواسطے کہ جو کچھ ہم چھوڑدین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت عامل اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہی متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۴۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ **ترجمہ** اور روایت ہی ابو بکر سے کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہی اسواسطے کہ جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہی۔

حدیث نمبر ۴۲ وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینیہ بہلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم **ترجمہ** اور روایت ہی ابو موسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہی رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندون سی تو قبض روح کرتا ہی نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہی اس نبی کو پیش رو اور سلف واسطی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہی وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے تو عذاب کرتا ہی اس امت پر درحالیکہ نبی اُسکا زندہ رہتی پس ہلاک کرتا ہی اس امت کو اور وہ ہی دیکھ رہا ہی اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہی اُسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اُس امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۴۳ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یرانی ثم لان یرانی احب الیه من اهله وماله معهم رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکے ہاتھ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آ لیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعے مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب ہذا تحقیق مشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء و زبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتاب ہی حاوی مہمات عظمی کی فرید وحید عصر ہی نزد اہل حق باعث فرح و نزد مریض متعصب ایارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین تو سزاوار ہی مردمان بحیران و کم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ

تحقیقات اسکی مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کیسی اعلی چاشنی قند مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہی مثل ثعلبی و حاکم و سیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بیہقی و دارقطنی و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلاذری و شیخ شہاب وردی و محب طبری و یافعی و سنقری و عسکری و طبرانی و دیلمی و سمعانی و احمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم ہی یہی سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض وعناد شناسیان محک امتحان بنی اسرائیل و مومنین اخیار استمرار آ ہی مین شیعہ کو بہ بات مین کوئی مداخلت نہین مگر ہزار شکر کرتا ہون کہ اگر چند ارباب تحقیق اسطرحکی جابجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو ایک کر دیتی اس اطراف مین جسقدر پلہ درجہ کا نصب خروج وغضب باطمطراق ہی ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد ہدایت تازہ عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہر یکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل و سفیہ ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع الٰہیہ پر زبان ثقیل و ناملائم کھولی جہالت کی ترقی اور علم دین کی تنزلی ہی عام وخاص مسلمین مثل یہود و نصاری کے تابع نفس امارہ و ہوای دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی انکو فخر و شکر کرنا تہا وہ نفاق دوست و دشمن ایتلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سرو کار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے اور برکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ۱۲ المذنب سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا امطر العطایا فاشکروہا		وان نزل البلایا فاصبروہا
جب کہ بارش کری عطاہای الٰہی پس شکر کرو اسکا		اور اگر اوتری بلائین پس صبر کرو اسپر
وان کنتم لایدی اللہ مشتاق	بوجہ وقف کی مشتاق پڑھا جائیگا	علی یدہ فاستمسکوہا
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق		علی ہاتھ اس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑو اس ہاتھ کو
علی رحمۃ اللہ علینا		الی یوم القیمۃ فاذکروہا
علی رحمت خدا کی ہی اوپر ہم لوگون کے		روز قیامت تک پس یاد کرو اس رحمت کو
عدو المرتضیٰ فی النار لاریب	بوجہ وقف کی ریب پڑھا جائیگا	عداوتہ لافۃ فاحذروہا
دشمن مرتضی کا ، نخ مین ہے بیشک		عداوت اسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

بوجہ وقف کی آفت پڑھا جائیگا

ولوكان الوصیه بعد خم

اور اگر ہیہ سو وصیت بعد خم غدیر کے

ولکن الرسول شاء تحدیدا

اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا

... عبدہ العاصی لازاد

علی بندہ عاصی اسکا ہر آئینہ آزاد ہہر

بغیر حاجة ان یکتبوها

بغیر حاجت اس بات کی لکہیں وہی لوگ اسکو

فکان اوجب ان یفهموها

پس تہا واجب یہہ کہ سمجہیں وہی لوگ اس حدیث کو

وسوء حالیه فلیغفروها

اور بدحالی حالت کی اسکی پس چاہیئے کہ معاف کریں اس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

علی شافعنا اذ عصینا

علی شفاعت کرنیوالے ہملوگونکی ہیں جب عصیان کرینگے ہملوگ

له فضل علی کل الصحابه

اس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پہ

واعطی ربه سهم لسانی

اور عطا کیا رب نے اس علیکی تیر میرا زبان کو میری

فاعداء علی کانوا مخذولا

پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے

علی شانه حلال مشکل

علی شان اسکی حلال مشکل ہے۔

وامنا علی باب حکمت

اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہیں

به نحن اقتدینا فاهتدینا

ساتھ اس علیکی ہملوگوں نے اقتدا کی تو ہدایت پایا ہملوگوں نے

کفضل الشمس اذ طلعت علینا

مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہووے آفتاب ہملوگوں پہ

وحق ما رمینا اذ رمینا

اور حق ہوا قول ما رمیتا اذ رمیتا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے جبکہ تیر لگایا ہمنی اور یہہ اشارہ ہے طرف آیت ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے

بسهمی من لسانی قد کفینا

ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنی

فحاجتنا به انا قضینا

پس ذریعہ اسکی ہمنی اپنی حاجت کو انجام کیا

لهذا الحکمت حقا لدینا

اسواسطی حکمت از روی حق ہے

مقام کان محمود الازاد	یجب المرتضی بشرای الینا
ایک مقام جو محمود تھا آزاد کی واسطی ہے	جو کہ دوست اہلبیت مرتضی کو ایک خوشخبری ہو بطرف ہمارے

غزل فارسی از مؤلف مذکور

می خم شد پر و جام امروز
بجنت دارم منم باکام امروز
علی را علم با فہمی کہ بود است
بجا مولای خاص و عام امروز
چہ عمر رفتہ است ضائع ہمہ شد
بکن اصلاح نیک انجام امروز
مبادا روز فردا را نیابے
بجہد خود بشو خوشنام امروز
ہزاران نامور را دفن کردند
کہ ہستند در زمین گمنام امروز
امید دید را تا در رسیدم
چہ باشد گر رسے تا بام امروز
تو آزادی بری از فکر فردا
بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مولف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند
ز عشق او مرا تخمیر کردند
درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را
بیابی دیدنش تسخیر کردند
فرستادم درودش آل را ہم
کہ حب آل را توقیر کردند
علی را دوست دارم از دل وجانؑ
نجاتم را ہمین تدبیر کردند
علی اعلے کہ او عیسی صفات است
چہ خوش وصفے مرا تقریر کردند
احادیثے کہ در شان صحابہ
براے کسر او تزویر کردند
سراسر لغو دیدم محض موضوع
چہ در نقص علے تقصیر کردند
علی داماد و ابن عم وصی ہست
اگرچہ سد آن تحریر کردند
کنون آزاد بودن غیر ممکن
کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلهای آینده مین بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ حسب اصول سنیون کی خلافت یزید کی بہت اعلی درجہ کی ہی کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف و اجماع و غلبہ مجتمع ہین استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اسکی باپ نے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت جمعیت و بیعت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہی پس سنیان جو حدیث خلافت دوازده گانہ منہ بحبہ فصل ۵ رسالہ ہذا کو حضرت ابوبکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن عبد الملک تک پہنچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود انکی اصول کی ہی اور یہی وجہ ہی کہ شاہ صاحب نی بہی اس حدیث خلافت دوازده گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازده گانہ کا لکہا ہی کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہی اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہی کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہی اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیون کی ہو جاتا ہے

شعر

محشر مین یہ صدا ہو سدا شور و شین کو ٭ ایسا نہو کہ منکر ہین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہی اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہی اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بی بذر ہی کہ حضرت ابوبکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہی اور ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابوبکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسوجہ سے

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد
ابن خاوندشاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی اور جسنی انواع تاریخ عربی و فارسی
امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیث و بیہقی و اصمعی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
راست راست طور پر سب حال لکھتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیتے ہین تو یہ بات
موافق اس معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ ہی وہ
شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف وغیرہ و مورخین سے
ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سے سنیان راضی ہون
اور ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
ایسا ہی کہ جس سے حال نیک و بد سب فرقے ہونکا تحقیق کیا جا سکتا ہی اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانے حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو
ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھر دین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو
شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاف ظاہر ہی کہ صاحب روضۃ الصفا ہرگز
شیعی نہین تھے اسواسطے کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ
اس امر خلافت کا جانتی ہین کس واسطے اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب
روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہئی کہ تحریرات
تاریخی انکی از روی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہر حال جلد دوم روضۃ الصفا مین
خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا بعبارت انجناب کی حسب ذیل مرقوم

روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام
سقیفہ رہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بناوین

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اونکی
پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الحیثم بن التیہان نی چند بیت پڑہکر کے کہا کہ بہ نظر
اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہہ کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہون و
خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسی شخص کو جو انصار مین سی ہو اور
سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسید ابن حضیر
کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی
تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے
کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے
اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ
معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمة من قریش ولا تکون ہذا
الامر الا فیہم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہو سکتی
اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سنی ہی ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ
عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے
راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت
عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی
اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع
کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ
مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہوگی اور انکو پانی نہین ملیگا مگر آخرکار حضرت ابوبکر نے بنرمی تمام
سی حباب چپکا رہگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اس روز خواص نے
بیعت کی اور روز دوم اسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی اینجانب صاحب روضة الصفا نے تمام یہ قصہ اسطرح پر تفصیلوار بتائید خلافت ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث دفعمی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی ہوں مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمندی و پیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرح پر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرآنی نسبت امیر علیہ السلام بوقت انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت و تائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرح پر کہ قائم ہوئی سو اسمین کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مد نظر تہی اور یہ فکر صرف علمائی اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اس مقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وی لوگ حضرت ابوبکر کو ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول کر لیا سو اُس سی دفع شر بہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی کہ وی لوگ ہرگز حضرت علی ایک ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین رہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی کہ حضرت رسول نے جو بند و بست بہ واسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اپنے خاندا

کی کیا تہا سو وہ بعد وبست بالکل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نے ازروی اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تہی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہی کہ اس عزت کی مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہی اور راقم حروف کو خلافت حضرت ابوبکر سی کچھ ملال نہین ہی اسواسطی کہ یہ خلافت بتجویز فضائل ذاتی کی نہین ہی بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تہی اور کیا شک ہی کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تہا کہ حضرت علی خود خدا یا خود نبی یا شریک نبی کی تہی اور ہم سمجہتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تہا اور اصل حال یہ ہی کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری و دنیاداران کی نہین تہی اور رای مستر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو دین اسلام عرب کا تہوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اور ہمارا خیال یہ ہی کہ ساتہ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمکو بہت اعتقاد ہی مگر ان دونون مردان خدا کے راے کا مستر دنیا سی برکنار تہی اور حال یہ ہی کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین مشورہ خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان و چنین کی خلافت حضرت ابوبکر سے دو روز مین قائم ہوئی مگر لاش رسولخدا کی گہر مین پڑی تہی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تہی کام آئے کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند وبست اپنا کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہی اور ہم یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفا — بروز دوم خلافت کے ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کیے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب ہونیکا استفسار کیا تو حضرت عمر نے کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

قریب تر رسول سی کون شخص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کروگی تب تک تم کو ہم نہین چہوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ ہم اس بات سی کنارہ کرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے

رای اینجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطی بیعت کرنیکی طلب کی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک ہو سکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر بیعت کرنیکے تم نہین جانی پاوگی سبحان اللہ کیا آپ کا اتباع ہی کہ مشورہ ندارد صرف زبردستی اور بجای ماتم پرسی کے یہ دہمکی اور کسقدر یہ دہمکی بیہودہ تہی آنحضرت علی زور بازو مین سو اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز عصر کیواسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام مخالفین ایکبارگی زیر و زبر ہو جاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق باتمام بطور ادای حق شرعی کے کر دیا اور چپکی بیٹہ رہی اور خیال کر لیا کہ ابوبکر سی انجام امور خلافت ظاہریکا بخوبی ہوگا اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شایستہ اس کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا اسواسطی اس جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا — روضۃ الصفا

ابو عبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابو الحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہی مگر ہرگاہ اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حالت پر قبول کیا ہدایت صدق کی مت کرو خداوند تعالی نے جو عزت کہ خاندان نبوت کو دی ہے ویسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خاندان میں جاوی اور قرآن ہمارے گہر میں نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ہای رسول کی ہیں اور اوضاع شریعت و مصالح ملت کو ہم لوگ دوسروں سی بہتر جانتی ہیں اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ اسمین تمکو نقصان ہوگا **رای راقم** یہ فہمایش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین تہی ورنہ نظر استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہے کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بھی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔ بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو یہ احتمال تہا کہ وہ صحابی بہی مخالفت تمسی نہیں کرتے مگر جب تم گہر میں بیٹھہ رہی تو سب لوگونکو تصور ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہیں ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابو بکر کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر میں چہوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجہہ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑتے اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نا منظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہیں کرتے اور اگر تم فی الحال بیعت نہیں کرتے ہو تو تمپر کچہہ تکلیف بیعت کی نہیں ہی۔ **رای راقم** ان سب تقریرات ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہے کہ خلافت میں استحقاق حضرت علی کی کچہہ گفتگو کسی شخص سے بن نہیں پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الماخوجی کے معلوم ہوتا ہے۔ روضۃ الصفا۔ بعضوں نی کہا ہے کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابو بکر کی کی اور بعضونکی رای ہے کہ بعد انتقال سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کی اور بعضونکی نزدیک یہ ہے کہ بعد چہہ مہینے کے بیعت کی۔ **رای انتخاب** درحقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کی جو کہ

انتقال اس سیدہ کا بوجہ جوانی کے ہوا تھا [illegible] ہرگاہ حضرت فاطمہ کو بوجہ قضیہ باغ فدک کی حضرت ابوبکر سے نہایت ملال تھا کہ [illegible] تا حیات [illegible] تکلم حضرت ابوبکر نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازی پر ابوبکر نہ آوین تو [illegible] بات یہ ہی کہ حضرت علی نے تا حیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکر کی نہیں کی اور دیکھنا چاہئے کہ سنی لوگ اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہین جو پیغمبر خدا نے فرمایا الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبها اغضبنی یعنی فاطمہ پارہ گوشت میری ہی [illegible] کہ جسنے غضب دلایا فاطمہ کو سو اسنے غضب دلایا مجھکو مگر سنیون کو جو کچھ تشویش [illegible] علی کی ہی سو خاص بوجہ اس کنجتی کے [illegible] موجب مورد اس حدیث کا حضرت علی کو ٹھہرا دیا کہ غورا بنت ابوجہل سے شادی کیا چاہتی تھے اور جب پیغمبر خدا سے مشورہ چاہا اور حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی تو حضرت علی نے کہا کہ جو امر باعث ناراضی آپکی ہو سو وہ امر ہمکو منظور نہین ہی بہرحال [illegible] صاحبان [illegible] اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکر کے [illegible] ابو سفیان حضرت علی کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص [illegible] قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھر دین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو۔ راے راقم ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت علی کو کچھ رغبت حکومت کی نہین تھی کہ در اصل وہ دوسری کام آدمی تھے۔ روضۃ الصفا حب حضرت ابوبکر و عمر کو [illegible] ابو سفیان کی معلوم ہوی تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا [illegible] ابو سفیان [illegible] ترک مخالفت کیا۔ راے راقم جس اجماع پر کہ سنیون [illegible] اسکا حال یہ ہی کہ بوعدہ حکومت شام کی ابو سفیان کو بلایا۔ روضۃ الصفا [illegible] اور [illegible]

علی کے آگر کے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسرے کے ساتھ سوائے ان صاحب کی بیعت نہیں کر سکتے ہیں اور آخر یہی وجہ جنگ جمل و صفین میں ساتھ حضرت علی کے تھی رائے اقم بریدہ وغیرہ یہ اجلہ صحابہ میں تھے جنھوں نے بیعت ابوبکر میں اختلاف کیا پھر جا بجا ہر گاہ خود حضرت علی نے بیعت حضرت ابوبکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہیں ہے اور مورخان اہل سنت نے جو لکھا ہے کہ حضرت علی نے بوجہ دلشکستگی انتقال فاطمہ اور نیز ہونے مہاجران و انصار کی بیعت ابوبکر کی کر لی سو یہ بات ہمارے نزدیک بھی درست ہے مگر چونکہ ہمکو تقلید حضرت علی کے ہر قول و فعل میں منظور ہے تو ہمکو بھی حضرت ابوبکر کی خلافت میں گو کسی جہت سے ہو کچھ عذر کرنا نہیں پہنچتا ہے کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم جائز نہیں کہتے ہیں

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم — اخر النعمة لما احمیم
طالب دنیا کا ہر اندیشہ کرب و رنج الیم ہے — آخر آسایش کا اسکو آب گرم ہے
انتی منتہی ترحم یا علی — یا علی انت علی خلق عظیم
تجھی تک ہیں میری امید اگرچہ گنہگار ہوں رحم کر تو یا علی — ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی — دال من والی حدیث من کریم
نہیں کوئی مراد میری سوای حب علی کے — دال ہین الی حدیث پر ایک کریم سے

یہ اشارہ ہے طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنی جسکے ہم مولا ہیں سو علی اسکا مولا ہے ای بار خدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھے اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت کرے اس علی سے

حرب حرب الرسول فی الحدیث — کیف من عاداه فی حال سقیم
لڑائی اس علی کی لڑائی ہے رسول کی حدیث میں کس طرح سے یہ شخص جو عداوت کرے اس علی سے حال سقیم میں ہے

اشارہ ہی بطرف حدیث انا مدینۃ العلم [illegible] [illegible]
فرمایا کہ تمکو لازم ہی [illegible] [illegible]

يشفع ذنبي وصي المصطفى   لا [illegible] اذا [illegible] [illegible]
شفاعت کریگے گناہ کو میری وصی مصطفیٰ کے   نہین خوف کرتا ہے [illegible]

ليس في قلبي سوى حب علي   حب حب الرسول يا رحيم
نہین ہے میرے دلمین سوای حب علی کے   حب ہے علی کا حب رسول کا ہی ای رحیم

انت يا آزاد في حب علي   حبه يعطيك جنات النعيم
تو ای آزاد حب علی مین ہے   حب اس علی کا عطا کریگا تجہکو جنات نعیم

اور اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب کا مجہکو پہنچا جو تمامتر آنکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی سو وہ خط اس جگہ بجنسہ نقل ہوتا ہی

یا ایہا النسیم اذا ذرت بابہ   بلغ تحیتی وسلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول محقق الحقائق الاسلامیہ و مدقق الدقائق الحکمیہ محیی الآثار المندرسۃ المنتہی جہدہ الی نہایۃ المعارف الیقینیۃ حق پژوہ و حقیقت شناس و بالحکم و الرای القیاس ذی المجد الاثیل والجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خان صاحب بہادر لازال للعلم بوجودہ [illegible] عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی عرض تحیت و تسلیم باشیوہ تبجیل و تعظیم الوف آرزو با خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام ودیعت گزاردہ خامہ را بعرض مدعا آشنا میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل النصاب جلد تحقیق بشریت کہ از غایت عطوفت و مرحمت باین بندہ ظلوم جہول اہدا و اعطا شدہ ورود آن باعث ہزار گونہ حظوظ و سرور و مفاخرات نامحصور آمدہ و دل و جان و روح را تا بحد [illegible]

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در تشکر این هدیهٔ جمیله
و عطیهٔ جزیله کدام حرف به زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر ازینکه بترانهٔ دعا
سرایان شوم و غیور را وقف این وظیفه کنم ادام الله فیضکم و ابقاکم —

این نسخهٔ شگرف روحانی که حقیقةً نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه
ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیه عذبیه
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ
ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر انچه در تحقیق و تدقیق مسئلهٔ فضیلت حضرات اہلبیت
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی
آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند
حق انیکه این فیصلهٔ ثالثی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبهٔ روی و رعایت نموده
و زنگ شبهات اهل هوا از روی مراة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلے که دیدهٔ حسن قبول بران کشاید و بدان بسے
کراز ان رونق افزاید ذلك الكتاب لا ريب فيه لا يشك فيه الا معاند او سفيه
و پس چشمی باید تا به بیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را
حسابی نیست و با ایشان خطابی نه که زمام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
در حق عم رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم انك لا تهدي من احببت
وارد شده ما امتیان پیروی کی از تصدی این کار بر می آئیم بقول شخصے **بیت**

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی
اینست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع
جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تكفيه الاشارة - برای ذوی البصا

کافی و وافی است اگر در خانه کس است حرفی بس است المدعا وصف وشیمهٔ آزادی که شعرا وحکمت محمود افتاده و بهره ولسان ما آن بصدق عدالت کشیده است اندرین ماقل و دل بوجه احسن و اجمل و مرتبه اتم و اکمل از ذات مهذب الاخلاق انجناب جلوه نمود و نمونه گرفته وصدای احسنت و آفرین برین طرز و شیوه گزین از ملاء اعلی مستحین برخواسته فجزاکم الله خیر الجزاء و ابقاکم بطول العمر و البقاء و ترقب از فیض حقیقی الٰهی که متعطشان کئوس و مشتهیان موائد سعادت خیل خیل از فیض آن مشروب و مرزوق شوند و مذاق روحانی خود را بحلاوت و عذوبت آن خوش کنند اللهم آمین باقی ایام افاداتکم طویل عدد کو ذیل زیاده بجز تمنی شرف مواصلت چه نوشته شود الراقم عطا علی از پور شهر ۱۱ - اگست و شعبان ۱۸۷۳ء و ۱۲۹۰ھ ہجری روز یکشنبہ ۔ ان عرصہ میں جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور بطرح غزل عربی و غزلہائے فارسی مواقف کتاب ہذا مندرجہ ابتدائی صفحہ لغایت کی ہمیں سے براہ عنایت ہماری پاس بھیجا کہ مطلع اون تینوں غزلوں کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
می خم غدیر و جام امروز	بکف دارم منم با کام امروز
علی مولای من تقدیر کردند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سوا قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہیں اور اسکی ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ درمیان فارسی ہم لوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قمر العلا فوق الکواکب لاحا	وازداد ضوءٔ منکم وضاحا
ترجمہ علو کا اوپر ستاروں کے ظاہر ہوا	اور بڑھ گئی روشنی تم سے اور ظاہر ہوا

تلقى البشاشة فى سوابق لطفه
ملتی ہے خوشی بہرہ و بخشش اسکی

واذا تکلم فی مجالس قومه
اور جب بات کرتی ہے وہ شخص مجلسون مین قوم اپنے کے

هذا الذی حاز المحاسن کلها
یہ وہ شخص ہے جو محیط ہوا خوبیون کو تمام اون سب کو

ان الملوک ترالخوابہ بجهم
تحقیق کہ بادشاہون نے شراب خوار کی ساتھ تعریف کرنے والے اوسکے

انت الذی خصصت من رب العلی
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو رب علی سے

وتواضعا وتورعا وکرامة
اور مخصوص کیا گیا تو تواضع و پرہیزگاری اور بزرگی کو

انت الذی صنفت جملة التحقیق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کیے تو نے جملہ تحقیق

یبقیکم الله فی محبة حیدر
باقی رکھے تمکو واسطے محبت حیدر کی

واذلک کما لا یضام بحبکم
اور دیا تو ایک کمال کو کہ نہ خوف دیا جاتی ہی نیک تمہارا

احسن علی نظم وبا فیه
شست کہہ تو جھپر ساتھ ایک نظم اور جو ہر باتے

یبدو اخطابا لبیانا وضاحا
آتا ہے ہوتا ہی نزدیک خطاب شعر روشن کے

فکانه مسك وعنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی نزدیک پھیلتے

یعنی وحید الدین بالایضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی

لکنه ازداد فاق صباحا
لاکن وہ ممدوح آزاد ہی کہ فایق ہوا صبح پر

بسعادة ابدیة وفلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی

وفصاحة وسکینة وصلاحا
اور فصاحت و تسکین و صلاح کو

فی غایة التحقیق والایضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین

بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھ سعادتمندی کی بقدر طول زمانہ اور فصل بہار کے

متشکرا من حضرة فتاحا
جس حال مین کہ شکر گذار ہو حضرت فتاح یعنی خدا یا حضرت علی سے

من حظ سعدك تنعش الارواحا
گو نشہ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی روحو

وا سلو [illegible] سنجر نشد — دمر العلا فوق الکواکب لاحا
[illegible] بلاسے [illegible] بنگ کہ — قمر درجہ علا کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا

شنوا [illegible] نجانہ [illegible] احمال [illegible] وصوف تخلص سنجر ایرانی حال مقیم بمبئی

[illegible] ام امروز — [illegible] نخوردن تم اقدام امروز
صحی [illegible] سند شوی زہرا — علی آن کاسر اصنام امروز
امیر المومنین حیدر کہ باشد — امام خلق خاص و عام امروز
بنائی [illegible] — بنائی شرع استحکام امروز
سوار [illegible] حیدر — نبودی این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین شمائل — بیاد بادہ گلفام امروز
مرا روز سفید از [illegible] — بود در دیدہ ہمچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر [illegible] — ندارد [illegible] بخش آرام امروز
بیاد اش دعائش گاہ بیگہ — چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادم — رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نہ بینم تا بہ فردا — نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر ہوائی وصل جانان — شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق — خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوش آن آزادہ از ادبختے — کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہے سوی سنجر — کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

ترا تا [illegible] گبر کردند — مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی
سراز عشق تو تخمیر کردند
گذشتم از بہشت جاودانی
بہشت من ترا تقدیر کردند
زدم دست توسل در ولایت
کہ نیکان را ہمین تدبیر کردند
رقیبان را نہ زیبد مدح و قدحے
تبرا را ہمہ تزویر کردند
عجب بد فطرت و ناپاک بودند
کہ اندر حب او تقصیر کردند
علے را کلب درگاہ است سنجر
مرا این رتبہ بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی مندرجہ فصل ۴، صفحہ   کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بہتر چہ میخواہی کے چاہیئے سو بنظر رفع عذر انکے یہ شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علے مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفے داری ازین بہتر چہ میخواہی
محب مرتضی ہستی زجام فیض او مستی
بہی ہستی زہی داری ازین بہتر چہ میخواہی
دلت بر مرتضی مائل شدہ از بخیہ و غافل
گذشتی از ہمہ خواری ازین بہتر چہ میخواہی
علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر
نماید او ترا یاری ازین بہتر چہ میخواہی
علی افضل و ہم اولی الیقین ان از ہمہ اعلی
عدوش بالیقین ناری ازین بہتر چہ میخواہی
محب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
ہمین پیش نظر داری ازین بہتر چہ میخواہی
تو آزادی چہ آسانش بگوئی قول لا اشعر
علے باشد بدل داری ازین بہتر چہ میخواہی

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ بڑا تکیہ ہی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر
اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہ پر دوبارہ ضرور ہوا
کہ یہ گمان ان لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب
کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھ انکی
ہین سو کیفیت انکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپسمین اور اپنی
رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اُس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی
تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بیچ کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر
اور بیان حال اُس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت
ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب
الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پہر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز
ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص واحد تھی سو انکی واسطی استعمال صیغہ جمع
اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی
کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑتی تو مارپیٹ
کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی
تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب
ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی
کی نہین سنینگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت
باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی ہمسے ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضۃ الصفا - ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسولخدا کے حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئی ہو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کر کے چوتھے مہینے مین بتاریخ ۲۲ سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا کے مسلمانونکی پاس بھجوادیا اور اپنی بیماری مین اجازت امامت صلوۃ خمسہ کی حضرت عمر کو دی اور سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نے کچھ چون و چرا کیا اور انمین سی طلحہ ابن عبید اللہ نے حضرت ابوبکر کی پاس آکر کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشت [illegible] اور تو جانتا ہے کہ تیری حیات مین باوجود وحدت [illegible] کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور قیامت [illegible] سے یہ سوال کیا جائیگا کہ تو نے کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب ہم وطن اصلی کو پہنچینگے اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ الٰہی [illegible] بہتر تھا اس شخص کو خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ [illegible] خلافت حضرت عمر کے اسطرح پر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سے کام کری تو بہتر ورنہ انجام [illegible] و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ [illegible] گردش کی [illegible]

جب یہ نوشتہ حضرت علی تک پہنچا تو آپ نی فرمایا بایعت ممن فیہا و لو کان عمد یعنی بیعت کی مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہو اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم حضرت ابوبکر کے لکھنے لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد کسیقدر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ و جزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسرےکی خلافت پر راضی نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے محلّا محامد و اوصاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کارگذار و مکی ہین اور سرور اور بادشاہ اور امیر تو ہی اور ہم لوگ نجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت کی نہین ہی اے علی خلافت کو تو سزاوار ہی رأی راقم حضرت ابوبکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر بملاحظہ [illegible] و سختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری نزدیک دراصل شکر گذاری کو بھی تھا کہ حضرت عمر نے جو کچھ کوشش حمایت در بارہ خلافت ابوبکر کے کی تھی سو یہ استخلاف درحقیقت ایک عوض اس احسان کا بھی تھی اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب نہین ہی استرداد خلافت کا تو نہ تھا صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اسواسطی کہ ایک شخص [illegible] کا یہ کہنا کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ معذرت سچی دل سے تھی تو [illegible] کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص خلیفہ کیا جاتا اور حضرت ابوبکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتاب درمیان ستارون کی بنایا سو تعالیا ہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازیکی ہوگا مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابوبکر اگر حضرت علی کو خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کرمان لیا سو اصل وجہ اسکی معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابوبکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت عائشہ کو کہا کہ جب ہم مرجائین تو ہماری نعش روضہ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کریں اسیا گر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خود بخود کھل جای تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ اُس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہوئے رای راقم اگر اس روایت کو بھی صاحب روضۃ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اس بات کا کچھ جواب نہین ہی۔ روضۃ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحبت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع و رائے او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت و کاری کہ یاران انش دران اہمال کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت صحبت رسول قد اختیار کردہ ہر چہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب روضۃ الصفا نے ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سے لکھا ہی مگر راقم نے صرف اسیقدر پر اکتفا کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور ہو اُن تمام ارشادات کو روضۃ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۳۴۴ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اسکی آئندہ کیجاویگی

فصل ۵ * خلافت حضرت عثمان از روضۃ الصفا۔ روضۃ الصفا حضرت عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ ہمسے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نے استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہی

ل ۸۵

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر جو معدوم کردی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت کسی خلافت کی درمیان مین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی روسی استخلاف حضرت نبی کا بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تھا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش کرنا ضرور تھا اور اُنکی فضائل جو کچھ ہون مگر خیال اون فضائل کا نہین کیا جا سکتا تھا روضۃ الصفا حضرت عمر نے چھ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چھ آدمی یہ ہین اول علی دوئم عثمان سوئم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال اُنکی چھ شخصو نمین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر اون چھ شخصو نکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین نہونگی کہ جہان ہاتھ میرا ہاتھ مین علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرح سی بیان شرف ایک ایک شخص کا کیا اور بہ نسبت عبدالرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرۂ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے کہ حضرت فاطمہؑ ساتھ حسنؑ و حسینؑ کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہوکسی و رہی تھی اور انکے رونی پر حضرت فاطمہؑ بھی روتی تھین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اوسکو نصیب کر کہ جو ہماری اولاد کو کھانا دی اور اس عرصہ مین عبدالرحمن ابن عوف کھانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھ کھایا اور دعا جنت برکت نبوی کی عبدالرحمن ابن عوف کو دی اور لوگون نی سبب پوچھا کہ ان چھ شخصو نمین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسواسطی نہین مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بھی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے بلحاظ بی ادبی کی اُن نقصانو نکو ذکر نہین کیا رای راقم حضرت عمر کا نام لینا چھ آدمیو نکا اور انمین سے اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ انکو یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرینگی اور خلافت قریش مین اور صاحب تحفۃ الصفا نی اُن نقصانونکو چھ شخصونکی جو بخیال نی اوسنے
کی نقل کئی سو اگر عمر نی اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکھا ہی اور اُن مین سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نی نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علیؑ فصبیٌّ یعنی علی جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور بہ نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیف الرای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانو مین ہمکو کچھ عذر نہین ہی مگر اسقدر
حضرت علی اُسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تھی اور [illegible]
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حیثیت رسول کی کسی طرح مانع حق خلافت کا
نہین ہوسکتا تھا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ بہ نسبت ان چھ شخصونکی جو کچھ ہوا اسو
کسی نے یہ عذر کم سنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس
برس کا تھا تو حضرت رسول نے ان حضرت علیؓ کو وصی اپنا مقرر کر چکی تھی اور کیا بہ نسبت حضرت [illegible]
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل اور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہین غرض کچھ شک نہین کہ
یہ عذر کم سنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کم سنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگا دیا اور بہ نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرای ہونی کا تھا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خداترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تھے اور
اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پر توصرف باخودہا کی سرگوشیونسی قائم ہوی چنانچہ اسی مقام مین
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کرکے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوری ملکت امورهم   فکیف بهذا والمشیرون غیّب

ترجمہ پس اگر تو بسبب شورہ کی مالک ہوا ہی تو امور کا آپ مالک ہی پس کیسا ہی یہ مشورہ کہ مشورہ کرنیوالی لوگ
غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربی حججت خصیمهم   فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نی حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونپر بسبب قرابت کی تو غیر تیرا دیعنی کہ
میں اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم میں کیا بلاغت ہی کہ حضرت
نی لفظ اولی و اقرب میں اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول
اور زوج بتول ہونے کا سب کچھہ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غیرک کی
تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہیں اور اسمین ایک خودی پای جاتی ہی ذکر نہیں کیا
روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھہ آدمیونکی اسطرح پر تھی کہ حضرت عمر نی
ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کیجیو اور اگر
دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کریں تو تیغ تیز کو ان لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف
تین آدمی متفق ہوں تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجای کہ جسطرف عبد الرحمن ابن عوف
ہوا اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطی کہ عبد الرحمن
داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچا زاد بہای عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے
خلافت عثمان کو ہو گی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بی فکر مت ہو
کر ہمت ان لوگونکی دفع کرنی میں ہم لوگ ہاشمیونکی مخصوص ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت
مسود ابن مخرمہ اپنی بہانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمان کی بھیجا اور یہ بات کہلا بھیجی کہ اگر
تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتی ہو یا نہیں کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کی
کام کرو گی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد مین عبدالرحمن آئی اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اپنی شرط بقدر وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تھی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائی گئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون راقم ۔ ہرگاہ عبدالرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بھائی عبدالرحمن ابن عوف کے تھی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائی کہ جس جانب مین تین شخص ہونگے عبدالرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تھا اور اول نام لینا حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملکداری کے تھا کہ جو مصالح سلطنت مین کچھ زور دریا یعنی مصلحت وقت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ تھا کہ متابعت قرآن اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگائی تھی حالانکہ عقلاً وانصافاً اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تھا اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید تھی کہ ہم مطابق قرآن وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ ضرور تمام تر موافق قرآن وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ کی نہین لگائی سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو رانده درگاه حضرت رسول و ابوبکر اور عمر کا تھا بوقت خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب مین جو بجواب اس الزام کے سلسلہ رحم کا پیش کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف وبیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچھا چاہیئی اور یہ صبر ایکا بی اختیار اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی النائبات صعب
لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتون مین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بہی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینون خلافتون مین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتہہ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا انکی حکمت عملی کا یہ تہا اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار دی جانی مین کیا دریغ ہوتا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر ایسی بہی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین واقعی تو غلظت و درشت خوئی آپکی بہی بکمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوۃ المصابیح مین لکہتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچہہ میل و دریغ یعنی تکدر و ملال نہین تہا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکہا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع بند و بست تشکیک کے خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ کبہی کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اسقدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی ۔ روضۃ الصفا ۔ عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچہا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچہہ اختلاف نہ پڑی تو ساتہہ علی کے بیعت کرو کہ جو سرور یعنی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتہہ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسسو اپنی عنان اخلاص کا دوسری خاندان کے طرف پہیرتے ہو اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو — رای راقم — ہرگاہ یہ حال اسوقت کے مسلمانونکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جا سکتی ہی —

روضۃ الصفا — حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبداللہ ابن عمر نے ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابولولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت عثمان نے لوگونسی رای پوچھی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگئی اور دوسری عبداللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبداللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبداللہ نے بخوف قصاص کے معاویہ کی پاس جاکر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہو کر ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبداللہ ابن عمر اسی زخم سی مری — رای راقم — یہ اپنا اپنا نصیب ہے کہ جنگ صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبداللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہو کر کے مارگئی پس اوپر روایت و حدیث عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرف سی صفین کی لڑائی مین حاضر ہوا اور ان سب حالتونمین حدیث عبداللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ زمانہ حیات پیغمبر خدا کے افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تہے کچھ بعید نہین ہی اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعًا بہت حق اور

واجب تھا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل بہم خلیفہ اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہو سکتی ہی اور قابل لحاظ کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبد اللہ ابن عمر کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کر سکتا ہی غرض اول بسم اللہ غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضب ناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض اور مسہل سب طرحکی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجا سکتی ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تھی سو بوجہ نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسی ایذا پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک مثل انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

تشخیص ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کرکے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخرکار ولید شراب خواری مین مشغول ہوکر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہوکر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے استدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص ایک صحابی عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کرکے ولید ابن عتبہ اپنی ماکی طرف کے سوتیلی بہائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا اور عمرو بن عاص ملول ہوکر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بہی عمال معزول مین سی تھے سازش کرکے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔ یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔ روضۃ الصفا۔ ابوموسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کرکے حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن عامر اپنے خالہ زاد بہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔
یہ عبد الرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت
عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی
تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے
وہ انگوٹھی پہر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پر کچھ الزام نہین دیا جاسکتا ہی۔ روضۃ الصفا
ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے
اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات
و گھونسے مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو
گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے
شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علے سے تھے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے
اسواسطے کہ کوی محب علی کا سزای مارپیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سی حضرت عثمان کے
خلافت مین کمتر محفوظ رہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مارپیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن
قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسون مین سعد کو ساتھ حقارت
کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تھے اور آخر ان لوگونکو حضرت
عثمان نے برطبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس
بہیجے جائین تا کہ حاکم حمص کی خوی درشت سی اپنی رگ گردن کو ان اشراف کوفہ کی نرم کرے
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بے ٹھور و بے ٹھکانے
کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچھ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ اُن احکام کے یہ جلا وطن کرنا اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر گہوماتا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضتہ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمانکو لکہا کہ اگر تجکو حاجت و لایت شام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بہیجدو تب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری ربذہ مین جاکر رہی اور وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابوذر کی نہ کرے مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص صاحب تہذیب ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کیئے جائین واقعی یہ ایک عجیب سزای طبع ایجاد تہی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا تو سمجہین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا۔ روضتہ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا بطرف ربذہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابوذر تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابوذر نے انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سُنا ہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم ہے مگر کچہ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان سے کے تہوڑی دور تک بطور مشایعت کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگا دی۔ راقم اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ دخل نہین تہا اسواسطی کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروان کے اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے مین پہے کیا تکلف تہا کہ اُسکا خون تک حلال تہا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تہا سو حضرت عثمان کی وقت مین وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اُس مردود کا کیا وزن تہا اور حضرت علی کی شان ایسی ارفع و اعلی تہی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لا سکتی تھے اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتی بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم دیا اور حارث پسر حکم کیواسطی دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دوکاندار سی مدینہ مین مقرر کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیگر کے حضرت عثمان کے پاس بہیجا تہا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آوین تو خلافت سے معزول کردی جاینگے سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بہی مدینہ سے نکلوای گئے غرض تمام صحابی ناراض ہوگئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اُس پیر فرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ بلوائیون نے ہجوم کرکے حضرت عثمان کو مار ڈالا اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہوکر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہا کر کے اندر اُس احاطہ کے درلای گئی اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ ایسا شخص جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جاوی سو کیا بنیاد اس بات کی ہوسکتی ہے اور بہ نسبت معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات سمجھتے ہین وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہیئے کہ حضرت علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچہ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی بے شک ناراضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت تہی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچہ کراہت تہی مگر بنظر دیگر حالات کے اُنسے راضی بہی تہی اور ساتہ حضرت عثمان کے یہ حال تہا کہ جو جو صلاح دفع فساد کی حضرت علی دیتے تہے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اُس صلاح کے قسم بہی یاد کرتے تہی سو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان و چنین کہکر کے حضرت عثمانکی رای کو بدلوا دیتا تہا اور تعجب نہین ہے کہ خود مروان کو بہی معزول یا مقتول ہونا حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اُسنے کچہ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بحق محمد ابن ابی بکر کے نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور دیگر تمام صحابیان معزز تا عبدالرحمن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص کے روگردان ہو گئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے کہ انہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین ایک جورتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر پابندی قسم اور سزا ہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین کر سکتی ہی اور بہ نسبت قران موجودہ کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے یہ ہی کہ ترتیب و جمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی الشیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہی کہ اس قرآن موجودہ مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسواسطی کہ یہ بات بداھۃ ظاہر ہے کہ سورتہائی مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہائے مدنی سے کہ جو بعد ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجودہ مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے ہو تہائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران
موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے اسلئے ترتیب نزول سور تہائے قرانی کا نکالنا
بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتے ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان
نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی
آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبد اللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت
عثمان کے جلا دیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سے کہ موجود ہے سو اسمین
کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین
کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے
کہ یہ قران جو کہجور کے پتے وغیرہ پر لکہا ہوا تہا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو
اسی طرح سے یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا
از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی باین ادعا کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے
عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہونچا پہر حضرت رسول تک پہونچا اور قران
موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائی جاتی ہی اور ظاہر
اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس
بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے
فن تاریخ کے مقابلہ کیا جاوے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین صرف
بنی امیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکہنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ
کمبوون کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف
لوگونکو حضرت عثمان سے ملال دلی بہت پہونچا بخلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن
علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تہا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب لوگونکو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تہا کہ جہانتک ہوسکی حدیثین کسر شان علی کی جہوٹی بنائی جائین اور استیصال خاندان نبوت کا کر دیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سر سبز بہی ہوا کہ اسوقت تک اثر اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گہٹانے مین کمربستہ حاضر ہین اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقب اور فضائل حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مارڈالا مگر احمد نسائی نے مرتے مرتے تک بہی کچہ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ بہی کہ کسی طرح پر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف قلوب کی ہو کہ اُسکی افہام اور تفہیم اور ورغلانی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور یہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردود شدگان رسول اور شیخین کے جو از طرف سفیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض ناکامی ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدای یک تن بیگانہ کاشنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بہاگ گئے اور وہ قصور جیسا تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جبیر سفیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معافی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار انکی ثنا مین کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنے مین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین —

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علےؑ علیہ السلام کا لکھا جاتا ہے کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہے کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکے مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقۂ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانۂ حال کو بھی انکار نہین ہے اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوف فارسی ملا کشفی

تا صورت پیوند جہان بود علی بود
تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب
ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہارون ولایت کہ پس از موسی عمران
واللہ کہ علی بود علی بود علی بود
عیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت
این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود
موسی و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمدؐ شد و مقصود علی بود

آن شاه سرافراز که اندر شب معراج   با احمد مختار یکے بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا که بدانی   آن یار که او نفس نبی بود علی بود
چندانکه نظر کردم و دیدم بتحقیق   از هر دو جهان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعه کشای که در قلعۂ خیبر   برکند بیک حمله و بکشود علی بود
آن مرد سرافراز که اندر ره اسلام   تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علیؑ را دیدهٔ   زین سبب غیرے برو بگزیدهٔ

اور ہرچند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتے اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہے کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوم لصدر

لو ان المرتضی ابدی محله   لکان الخلق طرًّا سجدًا له
کاش اگر مرتضی ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنی   تو ہوجاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اُسکو
کفی فی فضل مولانا علی   وقوع الشک فیه انه الله
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے   واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری   علی ربه او ربه الله
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ   کہ علی رب اُسکا ہی یا کہ رب اُسکا اللہ ہی

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

علی حبه جنة	قسیم النار والجنة
علی جو ہیں سو محبت انکی سپر ہی	امام انس اور جن کے ہیں
وصی المصطفی حقا	امام الانس والجنة
وصی مصطفی کے ہیں اور وصی حق کے	وہ تقسیم کرنیوالی دوزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک	شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک
معدن عرفان توئی مخزن الخزان توئی	کاشف قران توئی شاہ سلام علیک
حضرت حق را ودود مالک ملک شہود	قامع گروہ یہود شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبی گفت ترا ای ولی	سرور مردان علی شاہ سلام علیک
با ہمہ انبیا آمدہ در خفا	ظاہرا با مصطفی شاہ سلام علیک
پشت پناہ امم از ہمہ او محترم	[illegible] عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب	در ہزاران جام گیری تا بہ لب
در ہمہ روزے گذاری صد نماز	در بداری صوم با عمرے دراز
یا تو اندر علم دین اعظم شوی	در علوم از شافعی اعلم شوی
یا چو خیل مقتدائے دین شوی	در علوم مالک رہ بین شوی
مہر حیدر گر نباشد در دولت	کے توان گفتن سلیم و مقبلت
ہر کہ در عشق علی نبود درست	رافضی دانم مرا او را از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

ز مشرق تا بمغرب گر امام است	علی و آل او ما را تمام است

شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن
دست دل بر دامن آل عبا باید زدن
نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت
مُهر مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن
دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی
ور نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن
روبروی دوستان مرتضی باید نهاد
مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار
این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن
در دو عالم چهارده معصوم را باید گزید
پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن
پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول
پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن
گر بلائی آید از عشق شهید کربلا
عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن
هر درختی کان ندارد میوهٔ حب علی
اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن
دوستان خاندان را دوست باید داشتن
بعد از ان دم از ولای مرتضی باید زدن
سرخی تست والی سکه نام علیست
بر رخ دنیا و دین چون بادشا باید زدن
بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی
لاف می باید که دانی از کجا باید زدن
بر در شهر ولایت خانه باید گرفت
خیمه در دار السلام اولیا باید زدن
از زبان نعمت الله منقبت باید شنید
بر کف نعلین سید بوسها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود آنچه کرد علی
تو چرا سال و ماه در جد علی
تو زبان فضول کن کوتاه ٭
بود بوبکر با علی همراه
عظمت از حضرت نبی و علیست
در لحاف خلاف خفتن چیست
هر که با مرتضی علی نه نکوست
هر که گو باش من ندارم دوست

گر بد ہست این عقیدہ و مطلب
ہم بدین بد بدار یم یا رب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا
نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار

امام جنّی و انسی علےؑ بود کہ علےؑ
ز کل خلق فزون ہست از صغار و کبار

علے ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست
اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار

کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول
امام غیر علے بعد احمد مختار

ز بعد او حسن ہست و حسین حجت او
مجوے جہل برین کار مومن دیندار

بدشمنان ملنشین حافظا تو لا کن
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است
گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

امروز زندہ ام بولائے تو یا علی
فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی
پس خدا و مصطفےٰ جبرئیل باشد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیان ہی کہ جس سی باہر نکلنا بہت مشکل ہی کہ سنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بملاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفاے

ثلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون خلافتون کو منظور کر لیا اور قریب پچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے تو شیعہ لوگونکو سوای اسکے کچھ چارہ کار باقی نہین ہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دونون طرف بڑے بڑے عالم ہین کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے شیخ بہاؤالدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ و جنجھٹ مین پھنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو ملا مین مرغی حرام اور غالبًا یہ ایک نقل عوام کی بہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقًا اس روپیہ کو کسی مولویصاحب نے اٹھایا تہا سو مولویصاحب نے گھبرا کر کے اُس بڑھیا سی پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے مولویصاحب جو از بس مشتاق دریافت اسکی وجہ کے تھے سو فورًا وہ روپیہ اُس بوڑھیا کے ہاتھ مین دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا اور اُسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھہ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی
اور اب ہم کسی سُنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور ہم نے اس
بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور اصحاب
ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کر کے اُنکے تحت مین کام
کرتے مگر بات تو یہ تہی کہ الائمۃ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی ہم
کہہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھہ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی
بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت
رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم
کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سے
سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین الخلافۃ
بعدی ثلثون سنۃ واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس
ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم
مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھہ ہماری دلمین
ہی یعنی کہ اب خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھہ شرف نہین ہوا اسواسطی
کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی
بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے
منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنین ہم کچھہ فخر نہین سمجھتے ہین
سو اُسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنی مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ
حضرت علی اپنی چچیری بہائی اور داماد حضرت رسولؐ کے تھے اور حدیث مین ہے
کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنی بہائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی صحابی کا بہای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدنیا و الدین یعنی تو میرا بہای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہین ہے اسواسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھیگا مگر مؤمن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تہا اور اسیواسطی ہم حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھہ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عموی ور شوہر فاطمہ بنت رسول وجزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے یہ بات معلوم ہو سکے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین
وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش
علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بہی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہین کہ اسی وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علے کے حسب محاورہ سررشتہ افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر الی وجہ علیؑ لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اُسی مقابلہ کا اُنس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر تائید حضرت علے کے ہے جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القرآن مع علیؑ وعلیؑ مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علے کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرح کی وضعی اور غیر وضعی بہ روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لیجائین تو کیا شک ہے کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے لقب سنیون کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر نظر کیجای اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلة هرون من موسی و لحمك لحمی و دمك دمی و انت منی و انا منك اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے مقابلہ کیا جای تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث افضلیت صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون خلافتون کو قبول کر لیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہین اور ان تینون خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علیکی نہین ہے۔ روضة الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی لوگون نے پھر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون شخصون مین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے بیعت کی اور حضرت علے نے بطرف طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقض پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوارتر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔

رای راقم۔ اسوقت مین بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پراختلال مین لوگون نے خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ سرداران کسان بلوائیان مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اُسوقت مین معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اسوقت مین در خاص مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تھی کہ اس خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ سنہ ہجری مین قبول کیا تھا تا آخر وقت جناب امیر کے جو ۴۰ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر آپکی مکدر کٹی اور شاہ عبدالحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتی ہین کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلافصل کیا ضرور ہے آور حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اسواسطی کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہین بنایا ہی بلکہ یہ بمقتضا اسوقت کے شور و شر کا تھا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کئے گئے ہ

عجب بد فطرت و ناپاک بودند　　کہ در حُبِّ علی تقصیر کردند

اور جس طرح پر کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا اسو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ اُنکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر آشوب تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین کیواسطی مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطای اجتہاد ہی کہ خود حضرت عائشہ اُقتلوا النعثل کہکر کے لوگون کو برانگیختہ کرین اور حضرت عثمان کو کافر کہین اور پھر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھرنے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بمجرد سننے امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جانی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکہ کو چھوڑ کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آئندہ سنیون کو اختیار ہی کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے انکی حدیثین درباره افضلیت اصحاب ثلثہ کے منظور کریں اور طلحے اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اول خلافت مین حضرت علی کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا کہ تمھاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہو جاؤگی تو ہم مشورہ کس سے کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہوکر کے حضرت عائشہ سے جا ملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم کر کے سر اُٹھایا مگر بہر حال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے منافقون سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تهلکوا یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگون سی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

متابعت بمنافق چہ میکنے بگذر
زیادہ گفتن ناہش ہزار استغفار

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو انکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتداسی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی از روی حدیث لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بھے اگر خوب تنگ کر کے پکڑے جائین تو جواب یہی ہوگا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای —

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است　　مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ جسمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ　　با خدا و مصطفےؐ خوش سازگاری کردہ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخر زمان　　حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون اوج بگردون در رسید　　با علے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث و آیت این تالیف تو چون شد دلیل　　در رہ حق و یقین مشغل گذارے کردہ
خوش بگفتی در سفتی خوش بسر بردی روزگار　　در زمین و آسمان خوش یادگاری کردہ

انہ پی تحریر این وستت ببوسد جبرئیل   اندرین چون ملک آن دلدل سوارگی کرده
ورجزای این عمل می آید از غیبت ندا   فادخلی فی جنتی کاین عمده کاری کرده
یا حسن خستہ کہ داری گوشۂ خاطر لطف   میکند از دل دعا منت گذاری کرده
یار بادت آسمان حافظ خدایت جاودان   سونست معصومیان رحمت جوارگی کرده

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علی ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج بکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا بمقام چوکی کمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت و تپاک انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و به نستعین و نصلی علی محمد و آله الطاهرین و اصحابه الاکرمین — **بیت**

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار   نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار - حامی ملت سید ابرار - محب و اثق حیدر کرار - عابد شب زنده دار - مولانا سیدنا البری عن الشین - السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مد ظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علی ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس که فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم - میرسانم - گر قبول افتد زہی عز و شرف × الحمد للہ که درین زمانه پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چراکہ اگر درین دار ناپائدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو و انصاف پسند چند کس نبودند بخدا سوگند که تاریکی جہان و جہانیان ہرگز نمی ماند — لہ **اقمہ**

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم   اگر چو ذات وحید بہشت ناصر معصو

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب (حنهٔ آخرت نیک) تصنیفی جناب والا شنیدم - بهزار جست و جو یافتم - بغور تمام دیدم - و موزونی طبیعت حق طویت بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم - به یقین دانستم که پی تسمیه آخرت نیک شد لراقمه

آخرت نیک شد جناب وحید　　زانکه کردی ته ما ن شاهِ شهید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابوالحسن صاحب حرسهم الله عن الشر و الفتن یکی از رئیسان اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حا تحقیق مشرب سُنی) شنیدم پس مشتاق شدم چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا - معظم فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بره‌گذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه اولاً تا صفحه (۳۷۲) و ثانیاً تا صفحه (۴۰۰) عنایت فرمودند بخدا بس رهین منت شدم - بملاحظه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داده اند و عدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه چنین فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استردادش شدن نمی تواند عند الله ماجور و عند الناس مشکور

لراقمه

زانکه کردی تو وصف اسدالله　　چون نباشد که این همه باعث

جوشش ولای حضرت مولای مشکل‌کشا اسدالله غالب علی کل غالب است شک نیست که آنجناب در صالح المومنین اند و حشر حضور با ائمهٔ هدی علیهم السلام خواهد شد چنانکه تائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

نبی و علی [illegible] دو راضی شدند　　[illegible]

شهرهٔ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکناف عالم عموماً و درین اطراف خصوصاً چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برای معاینه‌اش می‌آیند و بکمال جوشش دلها می‌بلبند بخدا دعا می‌کنند که غفور الرحیم جناب عدالت مآب وحید العصر فرید الدهر ادام الله ظله حق پسند و منصف مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوته اندیشان محفوظ و آنچه که باید از آن محظوظ و محبت ائمه معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا هم جای صدر اعلی نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایها الناس محبت علی جزو ایمان است پیغمبران را هم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد حیدری نیست بندهٔ خدا نیست

چنانکه قول شاعر

بے مرتضے رسولونکی پیغمبری نہیں
وہ بندہ خدا نہیں جو حیدری نہیں

دیگر

ای دل جسے وسیلہ مشکلکشا نہیں
تا حشر اسکی درد کی ہرگز دوا نہیں

الحق ماشاالله درین حد تحقیق آنچه که حق انصاف بود باستدلال معقول براهین قاطع احقاق حق فرموده اند مرا یقین کامل است که ازین کتاب متبرکه بسیاری کسان که در کوچه ضلالت افتاده اند براه راست خواهند آمد — لراقمه

حقا که حق پسندی و حق البیان شدی
ای خضر رهنمای ره گمرهان شدی

لاریب بصلهٔ این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلکشا جناب اسد الله غالب علی کل غالب برهمه غالب و بهر دو جهان سرخرو خواهد داشت آمین رب العالمین لراقمه

وحید عصر فرید دهر شدی آزاد
که روح مرتضوی را تو کردهٔ بس شاد

ما بی بضاعت و ذره بمقدار را چه یارا که بمدح آنجناب لب کشاییم و چه جاے

که خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند است چونکه من هم یکی از بهی خواه بندگان والا هستم و بهر حال شکرگذاری مرا لازم بلکه واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم ۔ برای بقیه اجزا لبس مشتاق ام ۔ مرا یقین است که هر گاه کل طبع خواهد شد ضرور خود حضور مرحمت خواهند فرمود ۔ اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریده خود تصور نموده صرف از امر جه خیریت مزاج سامی بذریعه سرفراز نامه عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانه نخواهد شد بلکه فخر و مباهات خود خواهم پنداشت ختم می کنم این عریضه مختصر را باین دعای آخر که جل شانه با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

الراقم

ندا غیبی اقبال را این رسید — که خلد برین شد مقام وحید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچه قابل ملاحظه جناب نیست الا این سرمایه کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو نبیؐ نے بخشا — کیا وصف کروں تیرے رقم
تمکو تو علیؑ نے سب ہے دیا — کیا حب مہدی باغ ارم

۹۵ ۱۲ھ

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ؛ — تم تو کامل ہو ؛
حق کے طالب ہو — مرحبا غالب ہو ؛

۹۵ ۱۲ھ

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد مؤلف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہیں اور اندر لوا سے محبت حیدری کے زندگی کرتے ہیں

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاه سلام علیک   قاسم نار و جنان شاه سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاه امم   بادشه انس و جان شاه سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کش   داغ نه سرکشان شاه سلام علیک
شافع روز جزا هادی هر دو سرا   چارهٔ بیچارگان شاه سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب   فخر شهان جهان شاه سلام علیک
دافع داغ الم داروی هر درد و غم   مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا   حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک
زینت بزم نبیؐ فخر نبیؐ و ولے   شمع شبستان جان شاه سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما   نام تو ورد زبان شاه سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علے   هستی مرا جان جان شاه سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی   سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
مظهر ذات خدا جلوه دهِ انبیا   فخر شه مرسلان شاه سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان   چون نشوم مدح خوان شاه سلام علیک
بخش ز عشق خدا این اثر مرده را   زندگی جاودان شاه سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوے سید امداد امام اثر مذکور

چون ننالم در غم عشق علےؑ   افتخار هر نبے و هر ولے
الفت حیدر همین اسلام ما   نام پاک شاه زیب کام ما
دردها دارد دل شیدای من   زین سبب این گریهٔ شبهای من
عاشقی پیداست از زارے دل   نیست بیماری چو بیمارے دل

عین ایمان ست عشق مرتضے　　نوربخش دیدهٔ مرد خدا
دشمن مولی است کور و بے بصر　　ہمچو اعمی میرود سوے سقر
دشمنان را نام مولی جان گزا است　　دوستان را نام مولے جانفزا ست
ننگرد حاسد بسوے بوتراب　　شپرہ بیند نہ روے آفتاب
رتبہ حیدر برون از فہم ماست　　رتبہ دان او جناب کبریاست
از اہانت کم نگردد شان او　　سجدہ گاہ اولیا ایوان او
کفر بہتر از چنین دین خراب　　کاندران رکن ست بغض بوتراب
توبہ توہین علی ؑ پرداختی　　رتبۂ شاہ نجف نشناختے
رتبۂ حیدر چہ دانی اے غبی　　تو بسوے معنے صُمٌّ شدی
با عدو مرتضے دارے ولا　　یا ندانی معنے شرم و حیا
تو بفضل مرتضے داری سخن　　مدح حیدر میکند مستر گبن ٭
آن گبن بہ از ہزاران شامیان　　آن گبن بہ از چنین اسلامیان
این شقاوت شیوۂ اسلام نیست　　بر چنین فہم و ذکا باید گریست
ابن ملجم شرم دارد زین گروہ　　پیش بدعنوانی شان پیستوہ
آمدم اکنون بہ مدح بوتراب　　نور او روشن ز نور آفتاب
ہل اتی وارد شدہ در شان او　　خالق کونین مدحت خوان او
زور بازوے جناب مصطفے　　افتخار اولیاؤ انبیا
دوش پاک مصطفے معراج او　　گوہر عرفان زیب تاج او
شیر نر حیدر لقب خیبر کشا ٭　　ضیغم حق شہسوار لافتے
عالم علم نبے و باب علم　　مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا
جانشین حضرت خیر الورے
ذات پاکش مظہر رب جلیل
دین حق را آمدہ روشن دلیل
بعد پیغمبر ہمہ را سرور است
از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخل آل عبا و پنجتن
سرور خیل ائمہ بوالحسن
ہم وصی و ہم انیس مصطفے
زوج پاک حضرت خیر النسا
از تو دارد یا علے کعبہ شرف
یا علے تو دُرّ و کعبہ صدف
بت شکن ہستی بت پندار را
جان و تن دادہ براہ ارتضا
رجعت خورشید از اعجاز تو
از ہمہ بینم جدا انداز تو
تو ہمان نورے کہ بودی در ازل
ایمن از مکر شیاطین و دغل
تو سراپا سر ربانی علے
تو سراسر جان را جانے علے
دشمن تو در دو عالم خوار شد
چون زمدحت بر سر انکار شد
حاسدان گویند ما را رافضے
تا زما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیّہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضتہ الصفا سے منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہین —

نمبر ۱ اَلدُّنیا اَوَّلُھَا عَنَا وَّاٰخِرُھَا فَنَا فی حلالھا حساب وَفی حَرَامِھَا عَذَابٌ من صَحَّ فیھا اٰمِنَ وَمن مَرِضَ فیھا نَدِمَ ومن استغنیٰ فیھا فتن ومن ساعا فاتتہ ومن نظر فیھا الھتہ

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اسکا رنج و تردد ہے اور آخر اسکا فنا ہے حلال کا اسکے حساب ہوگا اور حرام پر اسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی اسمین سو بےفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی ناتندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت سے گویا نادم ہوتا ہی شخص کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آئندہ کا نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز حلال و حرام کی باقی نہین رہتی ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اس دنیا کے سو دنیا اسکی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اسپر وہ دنیا اسکو غافل کردیتی ہے **متن** فَرَضَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الایمَانَ تطهیراً مِنَ الشِّرکِ وَالصَّلوٰۃ تنزیہاً عَنِ الکِبرِ والزَّکوۃ تسبیباً للرِّزقِ والصِّیام ابتلاءً لاخلاص الخلق والحج تقویۃ للدین والجهاد عزاً للاسلام والامر بالمعروف مصلحة للعوام والنهی عن المنکر ردعا للسفهاء والقصاص حقنا للدماء وترک شرب الخمر تحصیناً للعقل وترک الزّناء تحصیناً للنسب وترک اللواطة تکثیراً للنّسل وبقائه

ترجمہ فرض کیا اللہ تعالی نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو بنظر منزّہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بہی روزی پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے یعنے روزہ رکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری کی بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوّت دینے دین کے کہ جس سے مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہون اور انکی آپس کی ملاقات اور

اور اسی ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتونکے بنظر مصلحت عوام کے کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہے اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے منع کرنے کو برے کامونسے واسطے لانے بیوتونکے بطرف ہدایت کے یعنے برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہے اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنیکو بدلے مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مار یجانے بیدل ایک خون کے لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواریکی واسطی حفاظت عقل کے کسواسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ما تخمر بہ العقل یعنی خمر وہ چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم ہوسکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرفسی ہی اور فرض کیا ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اُسکے یعنی لواطت مین جو مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہوسکتی حالانکہ شہوت جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قائم رہے

نمبر ۳ الناس من خوف الذل فی الذل ترجمہ آدمی لوگ بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلا بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطی دفع کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہیی

بیت

ہر کہ نان از عمل خویش خورد
منت حاتم طائی نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعاد و عمل للحساب و قنع بالکفاف و رضی عن اللہ تعالیٰ **ترجمہ** مبارک ہی وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے بازی عود کو لوٹنے اور عمل کرنے کو نیک کام کے اور قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل و اکبر الفقر الحمق و اوحش الوحشۃ العجب و اکرم الحسب حسن الخلق **ترجمہ** سب سی بڑہ کر کے دولتمندی عقل ہے یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑہ کر کے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی ہر کام مین اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عجب یعنی خودپسندی ہی یعنی خودپسند آدمی سبھونکی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین صفت ذاتی حسن خلق ہی۔

نمبر ۶ الغنی فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ **ترجمہ** غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین مسافرت مین ہی۔ **بیت**

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت

نمبر ۷ فوت الحاجۃ اھون من طلبھا الی غیر اھلھا **ترجمہ** فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے اس حاجت کے ایک شخص نااہل سے۔

نمبر ۸ لا مال انفع من العقل و لا وحدۃ اوحش من العجب و لا عقل کالتدبیر و لا کرم کالتقوی و لا قرین کخلق الخلق و لا میراث کالادب و لا فائد کالتوفیق و لا تجارۃ کالعمل الصالح و لا ربح کالثواب و لا ورع

کالوقوف عند الشبهة ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادة کاداء الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عز کالحلم ولا مظاهرة اوثق من مشاورة

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہین ہی یعنے عقل بڑی دولت ہی اور کوئی تنہائی وحشتی تر عجب یعنی خودپسندی سے نہین ہی کہ جس سبب عجب والا آدمی ہمیشہ حالت تنہائی مین اور لوگون سے الگ تہلگ رہتا ہی اور نہین کوئی عقل ہی مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہی مثل تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہی مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی متروکہ ہی مثل ادب و شایستگی کی

ادب تاجیست از لطف الہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوی راہبر ہی مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہی اور اور نہین کوی تجارت ہی مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھ خسارہ نہین ہی اور نہین کوئی نفع ہی مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہی مثل توقف کرجانے کے وقت شبہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہ واقع ہو تو اسکی قبول کرنی سے بھی باز رہی یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہی مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہین کوئی علم ہی مثل تفکر یعنے سوچ وبچار کہ سوچ وبچار سے علم قوی ہوتا ہی اور نہین کوئی عبادت ہی مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہی مثل حیا اور صبر کے اور نہین کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہی مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہی مثل علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہی اور نہین کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہی

شل حاتم کے اور نہین کوی مدد و پشت پناہ ہی مضبوط تر مشورہ سے۔

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ برباد دینا فرصت وقت کا رنج اٹھانا ہے

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود
نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوابہ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص چار چیزونسے جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اس دعا کی اور جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونے سے اس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی۔

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدقاءک ثلثۃ واعداءک ثلثۃ فاما اصدقاءک فصدیقک وصدیق صدیقک وعدو عدوک واما اعداءک فعدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہے کہ دشمن تمہارا اور دشمن تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بھی داخل دوستان علی کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطے بہت کافی ہے اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین ـ

نمبر ۱۳ مودّۃ الاباء قرابۃٌ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودّۃ من المودّۃ الی القرابۃ

ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہے فرزندونسے یعنے باپ دادون کو اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی [illegible] محبت سے یاد کرینگی بیت

تو بجای پدر چہ کردے خیر
کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہے طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت کی ہو یعنی قرابت محتاج محبّت کی ہے مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہے ـ

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا لو سُدَّ علی رجلٍ بابٌ و ترك فیه من این کان یاتیه رزقه یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اُسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیه اَجَلُهٗ یعنے اُسی طرحسی روزی آویگی کہ جسطرحسے موت اُسکی آویگی ـ

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبًا لما عند الله واحسن منه تکبّر الفقراء علی الاغنیاء اتکالًا علی الله ترجمہ کیا خوب ہے تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہے اور اُس سے بھی خوب تر ہے غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حد و د و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہے اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہے کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہے اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر تک کچھ کاوش نہین ہے مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہے اور معاویہ سی اس شخص کو کمال نفرت ہے غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہے اور دیگر اقوال حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بھی اُسمین سے اس جگہ بہ دہ قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو تو انشا اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الآخر

ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب پچھم کے ہے کہ اگر کسی ایک سی اُن دونون مین کے تو نزدیک ہوگا تو تو دور ہوگا دوسریسے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا سعیت الیہ ھرب منک وان ھربت منہ سعی الیک

ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہے کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بھاگی گا تجھسے اور اگر تو بھاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف۔

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل شیخین کے ہمکو دیکھلا دین کہ آنکی پاس کچھ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ بہی تصوف مین اُنسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گہر کے جلانے کو ہاتھہ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکہدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرا دیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچھ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اُسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکھا ہی اور اُسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعددہ مین دکھلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچھ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفك يا الهی من له زاد قليل
مفلسًا بالصدق یاتی عند بابك یا جليل

لی تو ساتھ لطف اپنے کے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تھوڑا
جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتا ہی ساتھ صدق کی تیری در پر اے جلیل

ذنب ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اسکا گناہ ایک بڑا گناہ ہی پس معاف کر تو اس بڑی گناہ کو
انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل
تحقیق وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہی

من عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
اور اس شخص سے عصیان ہی و نسیان اور سہو بعد سہو کے
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل
اور تیری طرف سے احسان ہی اور فضل ہی بعد بخشش عمدہ کے

بال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد
پہونچی ای میرے رب گناہ میرے مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے ہین
فاعف عنی کل ذنب فی صفح الصفح الجمیل
پس معاف کر تو میری طرف کا کل گناہ اور معاف کر تو خوب معافی کر کے

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما
کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا ای رب حق میں میرے جیسا کہ
قلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل
کہا تو نے کہ کہا ہم نے کہ ای آگ ہو جا ٹھنڈی حق میں خلیل کے

عافنی من کل داءٍ واقض عنی حاجتی
عافیت دے تو مجکو ہر بیماری سے اور بر لا تو حاجت میری
ان لی قلبا سقیما انت تشفی العلیل
تحقیق کہ مجکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہی بیمار کو

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
تو شفا دینی والا ہی تو کافی ہی مہمات امور مین
انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل
تو رب میرا تو کافی مجکو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی

رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم
ای رب میرے بخش تو مجکو خزانہ فضل کو کہ تو
واعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل
پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل مین ہی اور ہدایت
کر تو مجکو بہتر تری ہدایت سے

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
کیسا حال میرا ہی ای اللہ میری کہ نہین ہی مجکو نیکی عمل کی
سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل
اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادتون میری کا تہوڑا ہی

ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف
بخش تو مجکو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجکو جس
چیز سے کہ مین ڈرتا ہون
ربنا اذ انت قاض والمنادی جبرئیل
ای رب ہمارے جس وقت کہ تو قاضی ہی اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہی

این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح
کہان ہین موسی کہان ہین عیسی کہان ہین یحیی کہان ہین نوح
انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل
تو ای صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

[illegible]

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہر چند اشعار حضرت علی علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق باخدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ فارحم عبیدک الیک ملجاہ

ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اُسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے
پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھ تک جای پناہ اُسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجئی مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بھی غلام اُسکی ہین غرضکہ اسی طرح علی کو [illegible] معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور اُن صاحب سی پوچھا جاسکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اُس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اُسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اُس حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اُسکا علی بھی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تھی کہ جو علی بھی اُنکے غلام ہوتے

یا ذا المعالی علیک معتمدی
ای صاحب مدارج عالیہ کا میرا اعتماد تجھپر ہی
طوبی لمن کنت انت مولاہ
مبارک ہی وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے

طوبی لمن کان با۔ مّا ارقا
مبارک ہی واسطی اُس شخص کی کہ ہو وہ نادم و بیدار
یشکو الی ذی الجلال بلواہ
جو کہ کہتا ہی یا گلہ کری طرف ذوالجلال کی اپنی مصیبت کو

ما بہ علۃ ولا سقم
اور نہ ہوی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری
اکثر من حبہ لمولاہ
زیادہ ہی حب سے اسکی واسطے مولا اپنی کے

اذا خلا فی الظلام مبتہلا
جب اکیلا ہو وہ اندھیرے مین گریہ و زاری و التجا عاجزی کرتا ہوا [illegible] سب کچھ چھوڑ کر کے
اجابہ اللہ ثم لبّاہ
قبول کرتا ہے اوسکو خدا اور لبیک کہتا ہے اُسکو

سألت عبدی وانت فی کنفی
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میری نگاہ مین ہے
وکل ما قلت قد سمعناہ
اور تمام جو کہ تو نی کہا تحقیق کہ سنا مین نی اُسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتک تشتاقہ ملائکتی
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری
فذنبک الآن قد غفرناہ
پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سے ہے

فی جنۃ الخلد ما تمنّاہ
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو
طوباہ طوباہ ثم طوباہ
خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کیطرف سی بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمۃ ولا رہب
سوال کر تو مجھسی بے دباؤ و بیدہشت کی
ولا تخف اننی انا اللہ
اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کی طرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سے کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرضٌ علے الناس ان یتوبوا	لکن ترك الذنوب اوجبٌ
فرض و واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا	لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے
والدھر فی صرفہ عجیبٌ	وغفلۃ الناس فیہ اعجب
اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی	مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے
والصّبرُ فی النائبات صعبٌ	لکن فوت الثواب اصعب
اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے	مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہی یعنی صبر مین ایک مصیبت ہے جو ثواب ہے سو بطرا اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر چیز ہے
وکل ما یرتجی قریب	والموت من کل ذالك اقرب
اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی	مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سے بہی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینۃ العلم و علیٌ بابہا و انا دار الحکمۃ و علی بابہا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بہی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطے فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع افتخار ہر نبی و ہر ولی ؛ آئندہ حضرت عمر بہی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین کے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجرا ے دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تھی اور عقل انکی ملک گیری ور ملکداری مین بہت درست تھی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تھے اور وضع خوراک و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تھی اور عبادت صوم و صلوۃ کی طرف بھی بہت سرگرم تھی اور انکو حرارت ایمانی بہت تھی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خداتعالی نی خاص کرکے

حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا **بیت**

ہر کسی را بہر کاری ساختند
میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر سی کہ جو مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیاربکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸ —

وفی هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی الله عنه علی ما اورده الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوحی الیه و راسه فی حجر علی رضی الله عنه ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انه کان فی طاعتك وطاعة رسولك فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرایتها غربت ثم رایتها طلعت بعد ما غربت ووقعت علی الجبل والارض وذلك فی الصهباء فی خیبر وهذا حدیث

ثابت الرّوایۃ عن ثقاۃ وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغ لمن سبیلہ العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانہ من علامات النّبوۃ کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات حدیث رد الشمس فی قصۃ علی موضوع بلاشک

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی اور سر اُنکا گود مین حضرت علی کے تہا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا غروب آفتاب کے پس پوچہا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تونی ای علی کہا اُس علے نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علے طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پہیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس اسمار نے کہ دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو طلوع ہوتی ہوئے بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے یعنے روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے اور یہ حدیث ثابت المروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہی اُس شخص کو کہ جسکا علم ہی خلاف ورزی کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزے نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلاشک — **فایدہ** — اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیون مین سے ہین اور رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا توریت مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ۸ ھجری سے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ فقال اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض بی وانہ یخیّل الیّ انی لوشیت لنلت افق السماء حتی صعدت البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراك قال علی ارانی کان الحجب قد ارتفعتُ وتخیّل الیّ انی لوشیت لنلت افق السماء فقال رسول اللہ طوبی لك تعمل للحق وطوبی لی احمل للحق او کما قال انتہی قال فصعدت البیت وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم وتنحی رسول اللہ فقال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باوتاد حديد الى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايه عالجه جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت ازاوله وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذف فقذفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه الطبرانى وقال اخرجه احمد ورواه الزرندى والصالحانى ثمّ ان عليًّا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب تاديا وشفقة على النبى صلى الله عليه وسلم ولما وقع على الارض تبسم فسأله النبى صلى الله عليه وسلم عن تبسمه قال لانى القيت نفسى من هذا المكان الرفيع وما اصابنى الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدًا من الشعراء اشار الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

قيل لى قل فى على مدحة   ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فى مدح امرئ   ضل ذو اللب الى ان عبدهٗ
والنبى المصطفى قال لنا   ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهرى يده   فاحس القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه   فى محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچے ہم لوگ کعبہ کو تب کہا مجکو رسول خدا نے کہ تو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین انکو پس دیکہا اُس نبی نے ایک ضعف مجھ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین اور اوترے وہ نبی مجھ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا رسول خدا نے کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علے نے کہ چڑہی ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُسکے بتون کا تہا اور جُھکی رسول خدا اور کہا مجکو کہ پھینک تو اُنکی بُت کلان تر کو اور تہا وہ بُت میخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ میخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسول خدا نے ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بُت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بُت کے پاس تب کہا مجکو رسول خدا نے کہ پھینک دی تو اُس بت کو پس پھینک دیا ہمنے اُس بت کو تب ٹوٹ گیا وہ بُت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت ہے یہ کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو ترمذی اور صالحانی نے تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوتر نے کا پس گرا دیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی مہری سی بنظر ادب او شفقت کرنے اوپر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا سنکے پس پوچھا اُس علی سے رسولخدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرا دیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہونچی مجکو کچھ چوٹ تب کہا رسول خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اتارا تجکو جبرئیل نے

اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح پر قلمبند کیا ہی

ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ کہہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔

ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک بہکا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔

ترجمہ شعر سوم اور نبیؐ مصطفے نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ

ترجمہ شعر چہارم رکھا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ لپس تمیز کیا دل نے کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔

ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکھا تھا اپنا ہاتھ

تمسک تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹ ۔

وتخلف عن بیعته علی وبنو هاشم والزبیر بن العوام وخالد بن سعید بن العاص وسعد بن عبادة الانصاری ثم ان الجمیع بایعوا بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عبادة فانه لم یبایع احدا الی ان مات وبیعتهم بعد ستة اشهر من موت فاطمة علی القول الصحیح وقیل غیر ذلك

ترجمہ اور خلاف ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین —

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۲۴۱ —

فلما كتب ختم الصحيفة واخرجها الى الناس وامرهم ان يبايعوا لمن في الصحيفة حتى مرت بعلي فقال بايعت لمن فيها وان كان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی ہمنی اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر۔ **فائدہ** — اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنّی ہی —

نمبر ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۷۵ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرۂ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براء ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا اور اسی طرح سے ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین مع اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اُنکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا مین حضرت فاطمہ راہ مین اُنسے ملین اُنھون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہوجاؤ

رای راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے نکالدینے کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکے جانا واسطے جلانے گھر فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال اسوقت تو ناگفتہ بہ ہی مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ بڑی عزت نہین ہی اسواسطے بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سی ہی اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۳۹۹ –

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت عبدالرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لیے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے

نمبر ۳ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو صفحہ ۴۳۹

اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرفسے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت علی کے سامنے حاضر ہوے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اُس اقرارنامہ کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرار نامہ ہی کہ جسپر فیصلہ کیا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین۔ اخنف نے کہا کہ لفظ امیرالمومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جاے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بہای امیرالمومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علی رض نے کہا اللہ اکبر آجکی روز متشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہی خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرفسی اقرارنامہ لکھنے بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھ دیجی اُسوقت پیغمبر خدا نی مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون اپنی

ارشاد کیا کہ مجکو دکھلاؤ میں نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھسے فرمایا کہ تجکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہ مانیگا عمرؓ نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا دشمن نہین ہوا عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اب سے مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آونگا حضرت علی رض نے فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا ہون تیری صورت پراگندہ رت سے اپنی مجلس مین پاک رکھون تجبی ایسے کو نہ بیٹھنے دون ۔ راقم ۔ یہ معاملہ جنگ صفین کا ہے جو کہ معاویہ سے پیش تھا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب معاویہ نے مشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا او حضرت امیر کیطرف سے ابو موسی اشعری اور معاویہ مردود کیطرف سے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور عمر ابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہے مگر اس جگہ نقل کرنے سے اس قصہ کے غرض یہ ہے کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تھا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور دیکھا جاتا ہے کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے جنگ صفین مین مباہلہ بھی حسب سنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے۔

فصل ٩٠

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہے کہ یہ کیا اصطلاح ہے اور کیا بنیاد اس بات کی ہے واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے مین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہوئے سے کہ داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ بنیاد صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہوسکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور بنیاد اسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ عبدالقادر صاحب نی خوب رد سنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ وغیرہا ازواج کے اٹھا ڈالا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو حضرت پیغمبر خدا نی اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللہم ہولاء اہل بیتی یعنے ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۵ مین اس کتاب کے اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہی اور یہ بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاتے ہین
آیت دوم سورۂ آل عمران آیت ۴۷ حسب ذیل ہے فمن حاجّک فیہ من بعد
ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ
اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو
آگئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آؤ تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم
لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ
خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین
لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ مین سعد ابن ابی وقاص
سی حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا نی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھ اپنی لیکر کے
مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللھم ھولاء اھل بیتی
یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونے مین
کچھ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملاکر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس
مقام مین ایک عذر سنیون کیطرف سے پیش ہو سکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
عایشہ اور ابو بکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی
ہاجبیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور
حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُس وقت
درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسن حسین پر یہ بلا ڈالدیتی
بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی

شعر

خدا نفس پیغمبرش خوانده است ۔۔ دگر را فضیلت بکس مانده است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی
کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلیمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب
سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھاپی
گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہی کہ ۷۸۴ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی
اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چھاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی
تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑھ ڈیڑھ سطرون مین ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی
کہ ہر بحث مین دو دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف ذاتی کا کچھ نہین کیا ہی اور احادیث
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ
راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب
غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا
چار چار یا پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقۂ عام یعنی اہلسنت اور طریقۂ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بھی لکھا ہی واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا
یعنی خداے تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جھوٹھا اور فریب کا دیتی ہین سو اسواسطی ہماری غرض بخدمت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب غایت المرام سی جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر پر شک ہو سو اس کتاب غایت المرام کو دیکھ کرکے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر لین مگر خود ہمکو کچھ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی تہا جو سنہ ۱۵۰۱ عیسوی مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل زمانہ نادرشاہ کے ختم ہوگیا تہا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے —

نمبر ۱ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ سلسلۂ روایت اُسکا ابوہریرۃ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا قال آدم یا رب ہل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ہؤلاء الخمسۃ الذی اراہم فی ہیئتی وصورتی قال ہؤلاء خمسۃ من ولدک لولاہم ماخلقتک ہؤلاء خمسۃ شققت لہم خمسۃ اسماء من اسمائی لولاہم ماخلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وہذا محمد وانا العالی وہذا علی وانا فاطر وہذہ فاطمۃ وانا الاحسان وہذا الحسن وانا المحسن وہذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احدہم

الا ادخلته ناری ولا ابالی یا آدم هولاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لك الیّ حاجة فبهولاء توسل فقال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلك فمن کان الی الله حاجة فلیسئل منّا اهل البیت

ترجمہ کہا اُس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اُس رسول خدا نی کہ جب پیدا کیا خدائیتعالی نے ابو البشر آدم کو اور پہونکا اُسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچھا اُس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکھتا ہون مین اپنی صورت و شکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مینے واسطے اُنکی پانچ نامون کو اپنی نامون مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوی شخص آویگا میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اُسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور ساانکی ذریعہ سی نجات دونگا مین اُن آدمیون کو اور اُنکی وجہ سے ہلاک کرونگا اُن آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھہ اُن لوگونکی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھہ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلۂ روایت ابن عباس تک ہی—

قال سمعت رسول الله يقول لعلى خلقت انا وانت من نور الله تعالے

ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہین اور تو نور سے خدا کے—

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان الله تعالی خلق ملائكة من نور وجه علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے چہرۂ علے ابن ابی طالب کے—

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہی—

قال سمعت ابابکر بن ابی قحافة يقول سمعت رسول الله يقول ان الله تعالی خلق من نور وجه علی ابن ابی طالب ملائكة يسبحون ويقدسون ويكتبون ذلك لمحبيه ومحبی ولده

ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اس عمل کو واسطے محبان اس علی کے اور محبان اولاد اس علی کے ۔

تتمہ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہے قال سمعت رسول الله یقول خلقت انا وعلی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح الله ونقدسه من قبل ان یخلق الله عز وجل ادم باربعة عشر الف سنة فلما خلق الله ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد الله وجعل النصف فی صلب عمی ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الآخر واشتق الله تعالی من اسمائه اسمًا فالله عز وجل المحمود وانا محمد والله الاعلی واخی علیؑ والله فاطر وابنتی فاطمة وانه حسن وابنای الحسن والحسین وکان اسمی فی الرسالة والنبوة وکان اسمه فی الخلافة والشجاعة فانا رسول الله وعلیؑ سیف الله

ترجمہ کہا اس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئے گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اسکی قبل اسکی کہ پیدا کرے اللہ آدم کو چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اس اللہ نے ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا کئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی ناموں مین سے ایک ایک نام پس خدای عز وجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بھائی میرا علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ۔ اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت کی مذکور ہین بخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پہ اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ مین ایک قصیدۂ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بقید سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے طبعزاد جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہملو بہت پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سنی سے جیسا کہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف اس کتاب کا نکلتا ہی سو اسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علی صاحب کے سنہ ۱۲۹۶ ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہی اور امید ہی کہ انشا اللہ تعالے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے۔

قصیدۂ تاریخی مذکور الصدر

[illegible]   با اوصاف علم و عمل مشتہر
[illegible]   محب ائمہ بصدق یقین

بعالم عقائد فضیلت مآب
وجودش بعالم ہدایت نصاب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست
بخار آلم جان اعدا بخست
بتشحید تحقیق تیغے کشید
جراحت بجانہای اعدا رسید
نگارید مجنون سنش منجلے تیزی ۱۲
زہی ذوالفقار علی ولے

اور اس عرصہ مین جناب سید محمد حسن صاحب متخلص ندرت نے بہی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید سنہ ۱۲۹۵ ہجری کے بہاگلپور سے ہماری پاس بہیجا کہ وہ قطعات بہی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعہ اول تاریخ فارسی

وحید عصر مولوی وحید الدین
جناب شامخ الآداب با فرخ الالقاب
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول
مقر فضل بلند ۱۲ و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاب
زبس کہ منصف دل سوز حامی دین است
نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او
ہمہ بموقع و برجا برا اولی الالباب
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است
ممیز حق و باطل کتاب باد خطاب ۱۲۹۵ھ

قصیدہ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات
وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی وحید الدین
خدا ہمیشہ رکہی اُنکی ذات بابرکات
مدام آنکی عنایت ہی میری شامل حال
کتاب بہیجی ہی منجملہ اپنی تصنیفات
ادا ہی شکر عنایت تو ہو نہین سکتا
مگر ہی عرض مری اُسکی بعد تسلیمات
کتاب آپکی میری نظر سی سب گذری
مین بہرہ مند ہوا دیکہ اُسکی مندرجات
یہی کتاب ہی فی الواقعی حد تحقیق
کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نی فریقین کی جو کی تفسیر ۔ مورخون نی سیر مین لکھی ہین جو حالات
وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف ۔ ہوئی ہین جلسی عیان اہل بیت کی درجات
بمقتضای عدالت بہ ہمین علم و کمال ۔ کیا ہی اُنکی حقیقت کا آپ نی اثبات
خدای عادل و منصف سی ہی یہی امید ۔ بر آئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
ہوئی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ ۔ تو آ کے ہاتف غیبی نے یہ سنائی بات
کہ اُس وحید نی تنبیہ گمرہونکے لئے ۔ لکھی کتاب بلا ریب یہ سبیل نجات
۱۲۹۵ھ

قطعہ سیوم فارسی

خد تحقیق چون بحد رسید ۔ از بیان شد مولفش خاموش
چون بجستیم سال خاتمہ اش ۔ ختم گردید واہ گفت سروش
۱۲۹۵

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بھاگلپور کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب خد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی۔

قصیدہ

خد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش ۔ لشکر خصم بر آورد ز ہر سمت خروش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد ۔ خد تحقیق ندا کرد ز حق گوش بگوش
پردہ برداشت ز رخ یار و بگفتا ای عقل ۔ رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال ۔ خد تحقیق بہ بین و ز دگر چشم بپوش
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ہست اجماع ۔ ظن چنین ہست و قیاس ہست خرد رفت ز ہوش
جعل کردند و نمودند بسی وضع حدیث ۔ ظلم کردند بحدیکہ فلک شد مدہوش

برخلاف نبی و رحمت اولاد حسینؑ نام اسلام و ولی غاشیه کفر بدوش
عیب خود پرده نمودند بتاویل حدیث هر که حق گفت بخشم آمده گفتند خموش
دین خود کرده مبدل بهوای دنیا دیگران را صله دادند که این جرعه بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد ظلم ها رفت که کونین برآورد خروش
خون ببارید فلک در ستم آل نبیؐ سر نهادند بزانو همگی خیل پری وش
چار و چهار ست که هستیم نبیؐ را است حیف بر دعوی این سلسله دین فروش
ختم کردند بخود شیوهٔ گستاخی را بهر توهین علی روز و شب هستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار وحید چونکه آزاد شده او حسب حی سروش
یارب این گوهر یکتای تخلص آزاد غرق وحدت شود و کسوت خادمی پوش

فصل ۹۱

بیانمین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے تشریح مین مذہب تفضیلیا تشیخین معایہ شاہی کے

شعر

ہائے جاتی رہی وہ زیبائے خاک مین مل گئی وہ رعنائے

فصل بالاسی جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب آنکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بہی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہی سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بہی از دواج حضرت علی کا ساتھ
حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب
ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا جا ہی تو علین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا
اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۷، ۲ مین اس کتاب جا تحقیق کے ایک حدیث عبداللہ
ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبداللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت
علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تہین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بہی ہمکو ہوتی
تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو
ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ
بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے
علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بہی ایک
منشا حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبداللہ ابن عمر کی
نمایان ہی کہ جن باتونمین کہ حضرت عمر خود باپ انکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست
کہا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور
حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرحپر
مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی
شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی
اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو
سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچی کہ ہر ایک انکا امیدوار عطای
علم کا تہا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے
کہا کہ اُسکی آنکہین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بہیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا نی آنکھونمین علے کے اور اچھی ہو گئے علی جلیسے کہ نہ تہا اُنکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرحپر سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کرکے اور اُنکی آنکھون مین تھوک لگا کرکے اُنکو علم عطا کرنا صیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے ظاہر کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تہا مگر آنحضرت نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم وعلی بابہا مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنی نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تہا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چنین چیز کہ نا یار لوگون کا خوب سمجہا جاتا ہی اور حدیث فصل ۲۳ مین ہی کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بہی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور خود حضرت نبیؐ کے جائز تہا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علی کے اور یہ نسبت حضرت ابو بکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکہنے کی ہوئی اور یہ نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بہی نچہوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہی کہ حضرت عباس شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسے ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۲۴ سے ظاہر کہ حضرت عائشہ کو باقرار خود آنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تہا اور جنگ اُحد سے سب صحابیون کا بہاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ قوی خار کہانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکہلائیگئی کہ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تماستر الگ تہلگ تہے اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بہی اس بات سی اطلاع تہی اسواسطی کہ یہ حدیث فصل ۸۵ مین ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی اور نہین دیکہتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پر اور حضرت علی نے دوش مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتون کو توڑا تھا بہر حال عزت
و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تا حیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم
رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے
چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے تعمیل
وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے حسبکو کتاب اللہ کہکر کے ٹال دیا
اور یہ ٹال دینا اُنکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے
خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور
بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین
مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادی گئے اور
دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمة من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب
آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ و لچر تھی اسواسطی کہ حضرت علی
بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو
کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذار ان کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی
سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ یہ بات اگر سچے
دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بناتا کیا مشکل تھا اور
حضرت عمر نے جو نام چھ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تھا سو اصل بندوبست
اُسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علی کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی
موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار دئی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو
حضرت علی خلیفہ قرار پائی تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اُسوقت کے تھے مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

[illegible] سنی کہ عثمان قتل ہوی اور علی خلیفہ ہوئے تو نام علی کا سنکر کے کہا کہ اب مدینہ مین ہمکو رہنا مناسب نہین ہی اور وہین سے مکہ کو چلی گئین اور حضرت ام سلمہ کو لکہا کہ تم بہی ہماری ساتہ ہوکر کے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تہا تو مخالفت ہم کرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ جمل مین بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا سو اُسکا انجام یہ ہوا کہ اُسی فساد معاویہ نے تمام باقی عمر حضرت علی کی ضد رکہی اور ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اُس حدیث بنانے کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اُسی حجرۂ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اُس ذریعہ سے [illegible] حضرت ابوبکر و حضرت عمر بہی مدفون ہوے اور حضرت امام حسن نے جو وصیت کی تہی کہ انکی لاش قریب روضۂ مبارک تک پہونچائی جای اور اگر ممکن ہو تو وہین پر دفن کیجای سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضۂ مبارک کے رکہی گئی تو اُس لاش پر خوب بارش تیرونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اُس لاش کو اُس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا سو یہ کیا بیرحمی ہی ساتہ آل نبیؐ کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اُسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کرکے کہا کہ اتبشر بفوت ابن الفاطمۃ یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شماتة ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکبیر خوشی کی از روی شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اُسکو معاویہ اور یزید نے خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی تہین مگر ساتہ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرح کی خصومت تہی اور ایک بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر اُنکی باپ ایک نیک اور بزرگ صفات آدمی تہی سو اُسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور اُسی طرح سے کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے جہوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علماے اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے تمام تر بے کنار ہین اور اُن علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب خلافت کی بو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہو گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام ہوا کہ واسطے ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہو گیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو بہی قبول کر لین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے واقع ہین سو اُنکی معنی بنانی مین کوشش کیجای اور اسی وجہ سے وصیت خم غدیر مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گیی اور یہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطور ایک بادشاہ بازی شطرنج کے زچ مین کر کے کہا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زچ ہو جاتا ہی تو دوسرے طرف کا مُہرہ اُٹھا لیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین جتنی بنای گئے اور تمام دشمنان علی کی تاویل خطای اجتہادی سے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے واسطی ایک مُہرہ اٹھا لینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھا لینگی اور اُسکو چھوڑینگے کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُستی لعنت بر سر منبر حضرت علی پہ جاری کر دای چنانچہ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۴۷۴ اور ۴۷۵ حسب ذیل کے مذکور ہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور درمیان خلافت معاویہ کے اشراف لوگونمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین ایک شخص اہل شام کا بہی اُس محل مین آیا اور اُستی خطبہ پڑہ کر کے خطبہ مین علی ابن ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جہکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کریگی اگر آپکی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ اُنہون نی اس جہان سے رحلت کی اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو اُنکی لعنت کرنے سی کیا حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔ معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو خدا کی کہ تو بہی منبر پر چڑہکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بخوشی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکھئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ اے معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمائی۔ احنف نے یہ کہا کہ حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہو حبیب اوپر رسول اُسکی کے اے لوگو مجکو معاویہ نے یہ کہا ہی کہ لعنت کرو علی پر سنو علی ابن ابیطالب رضؓ اور معاویہ دونون جھگڑے اور آپسمین لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا۔ اب مین کہتا ہون۔ اے خداوند لعنت کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر جو ان دونومین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور اے خدا بہت لعنت کر اسپر۔ آمین کہو اے سامعین۔ یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون گرچہ مارا ہی کیون نجاؤن اسمجھسے اور کچھ پھر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے سمجھین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون تو بوجہ بہای قبول کر لینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائی حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے مین ہمکو کیا تکلف ہو سکتا ہی کہ جو دس اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الہی مین سے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگومین سمجہا جاسکتا ہی اور مصائب اہلبیت کے کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک وپیاس پر بوجہ

سوا خنذه یزید پسر معاویه کے کاٹا گیا اور لاش بی سر اُنکی گھوڑونکی سمون سے روندی گئی اور سر اُنکا بطور نشان فتح کے نیزه پر چڑہا کر کے یزید کے پاس روانه کیا گیا اور تمام سادات واقعه کربلا کے بچه شیرخواره تک سوای ایک امام چہارم زین العابدین کے مارے گئے انّا لله وانّا الیه راجعون۔ اور بعد اسکی سلطنت بنی امیه اور عباسیه تک تو سادات بنی فاطمه عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہے که اُسپر فرشتون نے بہی گریه کیا مگر علمای اہلسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہے که اگر چاہین تو به نسبت یزید کے بہی مسئله خطای اجتہادی کا جاری کرین که ہرگاه معاویه صحابی تھے تو یزید بہی بطور ایک تابعی کے اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم کے ایک شخص واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پاسکتا ہے

غزل از مؤلف

جسکو غم امام نہین
پیر بہی ہو تو اُس سے کام نہین
بھیجو تم آل پر درود و سلام
اسکی خوبی مین کچھ کلام نہین
اہلبیت نبی په جو گذرا
وه تو موجود ہے تمام نہین
دشمنون کا مقام ہے دوزخ
غیر دوزخ اُنہین مقام نہین
وه حدیثین جو جعل و باطل ہین
پیش عالم کچھ اُنکا دام نہین
یاد خم غدیر مین مجھکو
آرزوی شراب و جام نہین
کربلا کو مجھے بلا لو تم
اس سے بہتر کوئی پیام نہین
خاک در ہوتے ہم کہین یارب
اور کچھ مقصد و مرام نہین
مولا تیرے حسین ہین آزاد
تو کسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول
کے نہین تھے اور لوٹ مار پر اُنکی اوقات تھی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے
جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف
ہوگئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور
ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہانتک کہ بعد انتقال
حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل و
شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنے کو کھڑی ہونگے
اور پانی اُنکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اُسکی بیٹے کو
وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین
بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت
ابوبکر جو قریشیونمین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے اُنکو اپنے
کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ری پبلک ملک
فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرح کی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے
علاقہ جات مفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو
غاصب حقیت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت
علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبیدہ
ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت
حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ بلکہ بیس ۲۰ برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ضمن اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

انہیں کی یہ سا گلستان ہے
مری عقل اس جا پہ حیران ہے

اگر ہے وصیت خلافت ہے کیا
وگر ہے خلافت وصیت ہے کیا

وصیت کو مانو خلافت نہین
خلافت کو مانو وصیت نہین

اور اسکا نتیجہ تھا کہ دونو ہین خوب
ہر اک ایک مصرف کا ہی بے عیوب

وصیت کا حاصل امامت کو مان
امامت سے انجام خیر اپنا جان

خلافت سے اسلام ظاہر ہوا
امامت سے ایمان ظاہر ہوا

حکومت خلافت کی تھی تیس سال
حکومت امامت کی ہے بیزوال

حرارت ہو ایمان کی اک طرف
حلاوت ہو ایمان کی اک طرف

معاویہ بدذات سے فرق رہ
علی کی محبت مین تو غرق رہ

نہین ہے اسکا کوی جز علے
کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی

ہوئی جو نبوت نبے پر تمام
ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام

جہان فیض سے انکی ہے کامیاب
نبی آفتاب و علے ماہتاب ہے

علے دین و دنیا کا سردار ہے
کہ مختار کے گھر کا مختار ہی

دیار امامت کے گلشن کا گل
بہار ولایت کا باغ سنبل ہے

علے راز دار خدا و نبے
خبر دار سر خفی و جلے

علے بندۂ خاص درگاہ حق
علے سالک رہرو راہ حق

علے ولی ابن عم رسول
لقب شاہ مردان زوج بتول

کہے یون جو چاہی کوئی بیر سے
یہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است
دگر را فضیلت بہ کس مانده است
یہان بات کی اب سمائے نہین
نبی اور علے مین جدا سے نہین
نبی و علے ہر دو نسبت بہم
دو تا و یکے چون زبان قلم
علے کا عدو دوزخی دوزخے
علے کا محب سب جنتے جنتے
نبی اور علے فاطمہ اور حسن
حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی انپہ دونیک کی خوبی تمام
انہون پر درود اور انہین پر سلام
علے سے لگا تا بہ مہدی دین
یہ ہین ایک نور خدای برین
انہون سے ہی قائم امامت کا گھر
کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین
حساب عمل سے یہ بیباک ہین
ہوا ایان سے ظاہر کمال رسول
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول
خدایا بحق سنے فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ
اگر دعوتم رد کنے ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سو ہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کس طرح پر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی۔

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲- آیت ۱۱۸ واذ ابتلے ابراھیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراھیم کو اسکی رب نے کئی باتون مین پھر اسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ھود ۱۱- آیت ۲۰ افمن کان علے بینة من ربه ویتلوہ شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -

نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵- آیت ۷۹ فانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونون شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی -

نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷- آیت ۷۳ یوم ندعو کل اناس بامامھم
ترجمہ جسدن ہم بلائینگے ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے **نمبر ۵** سورۃ القران
۲۵- آیت ۷۴ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما **ترجمہ** اور وہ جو کہتے ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب یعنی دہیان سے سونین -

نمبر ۱ سورہ یٰسین ۳۶- آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واثارھم
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین **ترجمہ** شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتے ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہی
اور ہر چیز گن لی ہی ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد

نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶- آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسی کی ہی راہ ڈالتی اور مہر ــ ر ای راقم ــ
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۱۸ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسرے

آیت ۷۳ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جاینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھ فرق بہی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل وجان اور اپنے اعمال وافعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چہوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبھو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

لمولفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند   قناعت شد برین توام و بر بندید محملہا

اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت [illegible]

شعر

پیشوائی باید جستن ز اولاد رسول   پس قدم مردانہ در راہ خدا باید زدن

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور بیا دلقب

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۵ مین اِس کتاب حدیقہ تحقیق کے ہوا ہی او شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شرط حکومت ظاہری کی لگا کر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اُس روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز بھی ان دوازدہ امام کو منظور کر کے کہتے ہین

شعر

بدشمنان منشین حافظا تولا کن — نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی **حدیث** کتاب ابن المؤید الموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید ابو السادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھے اوپر زانو اُس نبیؐ کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منہ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم رہنے والا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف۔ یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسواسطے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملاکر کے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی۔ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھویّا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو امامون کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آئندہ کیجائیگی۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین۔
تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپۂ مصر صفحہ ۲۸۶

علی واولادہ اولھم علی ابن ابی طالب وقد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول اُن دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اُسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تینتیس ۲۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھ مہینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری مین ہوی آپ چچازاد بھائی پیغمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجری مین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر بشہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد مین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی
دران حالیکہ نا بالغ تھا لڑکا

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ رض ماں کی طرف سے بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادکی طرف سے بھی اور طلحہ بن عبداللہ نے اولا جناب امیرالمومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرف سے عامل وحاکم مقرر کر کے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الآخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خریبہ اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجری مین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۱۰ روز تک

اور شام کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار شہید ہوئی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن دراز ریش سینۂ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم روایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپ نے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر مجھے شان نزول اسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئی کہ میرے رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کی اس قول کی ایک مردنی پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور اُنکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط

اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمناً و تبرکاً نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱	الناس من جهة التمثال اكفاء		ابوهم آدم والام حوّاء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ اُن لوگون کے آدم ہین اور مان اُنکی حوّا ہین

ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سو اس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی وگرنہ ازروی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرح سی دوسرے صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین سہ

نمبر ۲ وانما امہات الناس اوعیۃ   مستودعات وللاحساب آباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین۔

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرف سے ہوتا ہی اور حسب تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی۔

نمبر ۳ فان یکن لہم من اصلہم شرف   یفاخرون بہ فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو اُنکی اپنی اصل کیطرف سی کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی۔

نمبر ۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب   فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پس تحقیق کہ نسبت ہملوگون کی طرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی۔

نمبر ۵ لا فضل الا لاہل العلم انہم   علی الہدی لمن استہدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا، اوپر ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی آسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھہ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین ۔

نمبر۶ وقیمة المرء ماقد کان یحسنه — والجاهلون لاهل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو ۔ درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

نمبر۷ فقم بعلم ولا تبغ له بدلا — فالناس موتی واهل العلم احیاء

پس اُٹھہ تو ساتھہ علم کے اور نہ ڈہونڈہ تو واسطی اُسکے کوی عوض ۔ کسواسطی کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر۱ تغیرت المودة والاخاء — وقل الصدق وانقطع الرجاء

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت ۔ اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کی معلوم ہوتی ہی

نمبر۲ واسلمنی الزمان الی صدیق — کثیر العذر لیس له دعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھہ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھہ اُس عذر کی رعایت **ف** غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے ۔

نمبر۳ سیغنی الذی اغناہ عنی — فلا فقر یدوم ولا ثراء

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھسی ۔ اسواسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت ۔

نمبر۴ ولیس بدائم ابدا نعیمٌ　　کذاک البؤس لیس لہ بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ہ اور اسیطرح سی سخت حاجت مندے کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودۃ للہ یصفو　　ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو للہ ہوتی ہی صاف رہتی ہی ہ اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت و محبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عہدا من حمیمٍ　　ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ہ پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی انگاہداشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحۃ فلہا دواء　　وسوء الخلق لیس لہ دواء

اور کل زخم پس ہی واسطی اُسکے دوا ہ اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفیت لہ وفیٌ　　ولکن لا یدوم لہ الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین ہ اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودۃ ما رأونی　　ویبقی الود ما بقی اللقاء

ہمیشہ رکھتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہین وی لوگ مجکو ہ اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چار چشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنیت عنہم　　واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم بی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ہ اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہی کوی بلا۔

نمبر ۱۱ وان غیبت عن احد قلانی   وعاقبنی بما فیہ اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی ووافی ہی۔

نمبر ۱۲ اذا ما راس اہل البیت ولّی   بدا لہم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

نمبر ۱ محمد النبی اخی وصہری   وحمزة سید الشہداء عمی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سسر امیرا ہی اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویمسی   یطیر مع الملائکۃ ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی   مشوبٌ لحمہا بدمی ولحمی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ہی اور ملا ہوا ہی گوشت اُسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منہا   فمن منکم لہ سہم کسہمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طراً   غلاما ما بلغت اوان حلمی

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین ازروی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر٦ واوجب لی ولایته علیکم   رسول الله یوم غدیر خم
اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگونکے
رسول اللہ نی بروز خم غدیر کے

نمبر٧ واوصانی النبی علی اختیاد   لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطی نبی ؐ نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر٨ الا من شاء فلیؤمن بهذا   والا فلیمت کمد الغم
خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر٩ انا البطل الذی لم تنکروہ   لیوم کریهة ولیوم سلم
مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے

شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از تصنیف حافظ ابوعبداللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ١٢١ فویل ثم ویل ثم ویل   لمن یلقی الالہ غدا بظلمی
پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اُس شخص کے جو ملاقات کریگا خدا تعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

وروی الامام ابوالحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعه بسندہ الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربی قالوا یا رسول من ہؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتہم قال علیؑ و فاطمة و ابناہما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اُترا قول اُس خدائے تعالی کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اُس قران پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورۂ بالا

نمبر ۱ ہم العروة الوثقی لمعتصم بہا
مناقبہم جاءت بوحی وانزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر ۲ مناقب فی شوری و سورة ہل اتی
و فی سورة الاحزاب یعرفہا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوری مین اور سورۂ ہل اتی مین اور سورة الاحزاب مین کہ جانتا ہے اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر ۳ وہم ال بیت المصطفی فودادہم
علی الناس مفروض بحلم و اجمال

اور وہی لوگ اہلبیت مصطفی کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے فرض کی گئی ہے ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیزون کے ❁

ایضاً از شاعر دیگر

هم القوم من اصفاهم الود مخلصا　　تمسك في اخراه بالسبب الاقوى

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوئی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہوکر تو تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمين مناقبا　　محاسنها تحكى وآياتها تروى

وہی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے تو خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتهم فرض وحبهم هدى　　وطاعتهم ورع وودهم تقوى

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیزگاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی ۔ اب سنیان بتفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کس واسطی مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے اب آپکو کیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی باقی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُسکی دسترخوان کا اچھا کہانا ملیگا پس برای خدا انصاف کرکی روح رسول کو راضی کیجیے

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثاني الحسن بن علي بن ابي طالب و يكنى ابا محمد و يلقب بالتقي والسيد امه فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولد بالمدينة في منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة وستة اشهر و توفي بالمدينة لخمس ليال خلون من ربيع الاول سنة خمسين وقيل سنة تسع واربعين وكان عمره سبعا واربعين سنة ودفن بالبقيع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابومحمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور ماں اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریہ مین اور خلیفہ رہی چھہ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ سنہ ہجریہ مین اور بعضوں نے کہا ۴۹ سنہ ہجریہ مین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور دارابجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو بُرا نہ کہا کرو اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو یا و میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھہ درہم آنکے پاس بھجوائے اور خراج دارابجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطائی اجتہادی کو غور کیجیےگا کیا یہ خطائے اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابونعیم کے پچیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعدہ عهدہ واولادهم بل یکون الامر شوری بین المسلمین **ترجمہ** اور نهین حق ہی معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شورے کے۔

ف معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ حرج ہائی نهین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفر لی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوی بات بن نهین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرحکا خواب مطلقاً قابل دلیل کے نهین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن مخاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مرگیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل ہوکر کے اسطرح بے تکلف مغفرت اُسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سُنّی کا خواب ہی اور آیا حقیقت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین سو اسطے کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا مطلقًا قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی **شعر**

ندانم کجا دیده ام در کتاب   که ابلیس را دید شخصے بخواب

دویم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصار الافحام جواب منتہی الکلام و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر کہ علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اُسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سُنیان زمانہ کسی طرحسی تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفای ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوئی شخص ان خلفای ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند وبست نہین کیا اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھونکا بہ نسبت اہلبیت کی ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جد وجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین تو سوای اسکے کیا بات کہی جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین اور فضیلت شیخین کا کیا ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین کے بہت تنگ ہین

سوم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی وحافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از قسم کلمات فقرا و تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال محض ایک مغالطہ و دھوکا ہی اسواسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے

چہارم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی محض ایک دھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفائ طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا بے انتقام پانیکے نہین رہ سکتا ہی۔

پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولّا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال انکے دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہو سکتا ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہی اور یہ فرمائش تو اُس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے کیا معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آسکتا ہی۔

ششم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے کہ بجای اُسکی درود پڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو بُرا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجہا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لیکر کے ہمسی کہا کہ ہرگاہ خلافت معاویہ کی ازروی مصالحہ امام حسن کی ہوے تو اب حقیت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہو سکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت کی ہرگز ازروی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسباب کو دیکھنا چاہئی کہ کس حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہرگاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اُسکی پیشین گوئی حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنے پر حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے۔

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوشتری

نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتنش کہ سلمان شد — کہ اول بایدش سلمان شد و انگہ مسلمان شد
ولی ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان — کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد
نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران — کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد
مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم در دنیا — کہ ہر جور و جفائی شد بروز انصار و یاران شد
ز ناچاری بیعت داد دست شاہ بی لشکر — چہ یک ز آنان نبودش یار ور آخر کارشان پشیمان شد
مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش — چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد
مگو سید آب کز آتش بسی زندہ تر بودش — ہمان آبی کز آن سم دلش در سینہ بریان شد
دو سبط مصطفے دادند جان ز آب و بی آبی — ز بی آبی حسین اما حسن از آب بی جان شد
حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما — حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیرباران شد
حسین ار گر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ — حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد
وفائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر — بیان کے میتواند ز ان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبداللہ ولقب بالشہید و السید امہ فاطمۃ الزہرا ولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ و فی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ و قیل الثلاثاء یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی و ستین من الہجرۃ و ہو ابن ست و خمسین سنۃ و خمسۃ اشہر کا سبحی

تیسری اُن بارہ۱۲ امامون کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے ابوعبداللہ لقب شہید اور رشید ہی اور مان اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان سنہ ۴ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ شہید ہوی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیساکہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُنکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقد ما رغبوا   عن ثواب اللہ رب الثقلین

غدر کیا قوم نی اور منھ پھیرا اون لوگون نی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدما علیا وابنہ   حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسدا منہم وقالوا اقتلوا   نقتل الآن جمیعا للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو اب قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ اللہ من الخلق ابی   ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی بعد اُسکے ما میری ہی اور ہم بیٹے ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر۵ فضۃ قد صغت من ذہب   وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے درحالیکہ ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۷ من لہ جدٌّ کجدّی المصطفیٰ
احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہی کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفےٰ کے جو کہ احمد مختار ہی روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۸ فاطمۃ الزہراء امی و ابی
قاصم الکفر ببدرٍ وحنین

فاطمہ زہرا ماں میری ہین اور باپ میری توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۹ ولہ فی یوم اُحُدٍ وقعۃ
شفت الغل بعض العسکرین

اور اُس باپ کو میری بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہی کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دبا دینے لشکرہاے طرفین کے۔

نمبر۱۰ ثم بالاحزاب والفتح معاً
کان فیہا حتف اہل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۱ من لہ عمٌّ کعمی جعفر
ذو الجناحین اصیل النبین

کون شخص ہی کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۲ والدی شمس وامی قمر
وانا الکوکب وابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو نیّر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۳ نحن اصحاب العبا خمستنا
قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر ۱۳ نحن جبرئیل غدا سادسنا
ولنا الکعبة ثم الحرمین

ہم لوگ ایسے ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چھٹان ہم لوگون کا اور ہم لوگون کا ہے کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر ۱۴ امة المختار قروا اعینا
فغدا یسقون من کف الحسین

امت نے رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سے پس کل کے روز پلائے جائینگے وے لوگ ہاتھ سے حسین کے یعنی ہاتھ سے حسین کے سزا دی جائینگے وے لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سے کچھ غرض نہین ہے بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہے کہ لا نتوقف فی لعن یزید و اعوانه و انصاده یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنے مین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطے ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقا سے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سے کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہوجای اور کسکو طاقت ہے کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ حضرت عایشہ نے جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سے پوری طرح ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سواے امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶—

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینة سنة ثلاث وثلاثین من الهجرة وقیل سنة ثمان وثلاثین وقیل ستة وثلاثین

ام ولد اسمها غزالة كذا فی الصفوة وقال فی شواهد النبوة اسم امه
شهربانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل انتهی وفی
حیوة الحیوان قال ابن خلكان كانت امه سلامة بنت یزدجرد
اخر ملوك الفرس وذكر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد كان له
ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن
لعبد الله بن عمر فاولدها سالما والاخری لمحمد بن ابی بكر فاولدها
قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدها علیا زین العابدین
فكلهم بنو خالة وهو علی الاصغر فاما علی الاكبر فانه قتل مع الحسین
وكان علی هذا ایضا مع ابیه وهو ابن ثلاث وعشرین سنة الا انه
كان مریضا نائما علی فراش فلم یقتل وفی حیوة الحیوان استبقی
تصغر سنه لانهم قتلوا كل من انبت كما یفعل بالكفار قاتل الله فاعل ذلك
واخزاه ولعنه وتوفی بالمدینة فی الثامن عشر من المحرم سنة اربع وتسعین
وقیل خمس وتسعین ودفن بالبقیع وهو ابن ثمان وخمسین سنة وضریحه هناك
فی قبة معروفة بقبة العباس روی الحدیث عن ابیه وعمه الحسن وجابر
وابن عباس والمسور بن مخرمة وابی هریرة وصفیة وعایشة وام سلمة امهات المؤمنین

ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے ابو الحسین ہے
اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے
پیدا ہوئی مدینہ مین سنہ ۳۳ ہجری مین اور بعضون نے کہا سنہ ۳۸ ہجری مین اور بعضون نی کہا
سنہ ۳۶ ہجری مین اور ما انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے
اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہے کہ نام انکی ما کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد سے

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان
نے کہ ما اُسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری
نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر
ابن الخطاب کے پس ایک اُنمین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور
دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے
پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین
آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی صغر ہین اسواسطی کہ علی اکبر
قتل ہوی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین
علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ اُنکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر
بیمار تھے جو بچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اسیواسطی قتل نہین ہوئی اور کتاب
حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن اُنکی اسواسطی
کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ
یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور
رسوا کرے اُسکو اور لعنت کری اُسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ
۱۸ محرم سنہ ۹۴ ہجری کے اور بعضون نے کہا ۹۵ھ ہجری مین اور دفن کئے گئے جنت البقیع
مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ اُنکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے
اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور
حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ
اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو
خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمناً و تبرکاً کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہملوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤنسے معمور ہی
دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تا کہ
بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے
دعا مانگنی چاہیئے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
الذی قصرت عن رؤیتہ ابصار الناظرین وعجزت عن نعتہ اوھام الواصفین
ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداعا واخترعھم علی مشیتہ اختراعا ثم سلک بھم
طریق ارادتہ و بعثھم فی سبیل محبتہ لا یملکون تاخیرا عما قدمھم الیہ ولا یستطیعون تقدما الی ما اخرھم عنہ

ترجمہ سب تعریف ہی اُس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین
ہی کہ جو قبل اُسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اُسکے بعد ہو
ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اُسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے
سی اُنکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو
پیدا کرنے کرکے اور اختراع کیا اُن سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے
کرکے پس چلایا اُس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اُس خلق کو اپنی
محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو
اللہ نے مقدم کیا اُنکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اُس چیز کے کہ جسکو
اللہ نے اُنسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے
ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے
حج کعبہ کو آیا اور جس وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اژدہام
خلایق کے حجر اسود تک نہین پھونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سے حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبدالملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ وجلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سی کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقاً فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اُسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبدالرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سی خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته   والبیت تعرفه والحل والحرام

یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل وحرم اُسکو پہچانتے ہین۔

نمبر۲ هذا ابن خیر عباد اللہ کلهم   هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے

نمبر۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله   بجده انبیاء اللہ قد ختموا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نجانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی

نمبر۴ اللہ شرفه قدما وعظمه   جری بذاک له فی لوحه القلم

اللہ نی شرف دیا اسکو قدیم سی اور عظیم کیا اسکو اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اسکے قلم جاری ہوا —

نمبر ۵ فلیس قولك من هذا بضائره
العرب تعرف من انكرت و العجم

پس نہین ہی قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پہونچانیوالا اسکو اہل عرب پہچانتی ہین کہ جس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین —

شپره گر وصل آفتاب نخواهد
رونق بازار آفتاب نکاهد

نمبر ۶ مقدم بعد ذكر الله ذكرهم
فی كل بدء و مختوم بها الكلم

مقدم ہی بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا ہر ابتدای کار مین اور کلام ختم ہوتا ہی انکی ذکر پر

نمبر ۷ من يعرف الله يعرف اوّليه ذا
والدّين من بيت هذا ناله الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اولیّت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور سب لوگ واسطی اسکی امت لوگ ہین

فصل ستّانوی ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ٢٨٦ —

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امّه ام عبد الله فاطمة بنت الحسن بن علی بن ابی طالب يكنی ابا جعفر و لُقّب بالباقر لتبقّره فی العلم و هو توسّعه فيه ولد بالمدينة يوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسين من الهجرة قبل قتل الحسين بثلاث سنين و اولاده جعفر و عبد الله وامهما ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بكر الصديق و ابراهيم و علی و زينب و ام سلمة توفی بالمدينة سنة سبع وعشرة ومائة وقيل ثمان و عشرة وقيل اربع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعين سنة وقيل ثمان وخمسين وقيل سبع وخمسين سنة وقبره بالبقيع عند ابيه فی قبة العباس كذا فی الصفوة

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور ما انکی عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت اُنکی ابوجعفر ہے اور لقب اُنکا باقر ہے بسبب تبقر اُنکی بیچ علم کے اور معنی اُس تبقر کے وسعت اُنکی ہے اس علم مین اور پیدا ہوئے وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳۔ صفر ۵۷ سنہ ہجری تین برس قبل شہادت حسین کربلا کے اور اولاد اُنکی جعفر یعنی امام جعفر صادق او عبداللہ ہین کہ ما اون دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۷ سنہ ہجری مین اور بعض نے کہا ۱۱۶ سنہ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۱۱۴ سنہ ہجری اور اُنکی عمر تھی ۷۳ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۷ برس کی اور قبر اُنکے جنت البقیع مین ہے نزدیک قبر باپ اُنکی قبہ عباس مین اسطرح پر مذکور ہے کتاب صفوۃ مین فقط

اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران مین چھپی ہے بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے کہ جو مشتمل ہے اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا ایک محض فضل الٰہی ہماری حال پر ہے اور اس کتاب سی اس رسالہ تحقیق مین کچھ حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین ۱۱۸ معجزہ مذکور ہے صفحہ ۳۲۳۔

حدیث بروایت ابو علی محمد فقال اسمٰعیل عن جابر فاخذ جابر فقبل بین عینیہ ضمہ

الی صدرہ فقال ھکذا اوصانی رسول اللہ وقال لی یا جابر یولد لعلی بن الحسین زین العابدین ولدٌ یقال لہ محمد فاذا رأیتہ یا جابر فاقرأہ منی السلام واعلم یا جابر ان مقامک بعد رؤیتہ قلیل قال فعاش جابر بعد ان راہ ایاما یسیرۃ ومات رضی اللہ عنہ

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اس امام محمد باقر کو کہ سلام پہونچا تو اوپر چچا اپنی جابر کے پس پکڑا اس امام باقر کو جابر نی اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اس امام کے اور ملا لیا اسکو اپنی سینہ سی پس کہا اس جابر نے کہ اسیطرح پر وصیت کی مجکو رسول اللہ نی اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہلاویگا محمد پس جب دیکھی تو اسکو ای جابر تو پڑہ تو اسکی پاس میری طرف سے السلام علیک اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اس لڑکے کے تھوڑا ہوگا کہا اس راوی نے — زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اس امام باقر کے تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ۔

ف یہ روایت سلام پہونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہے اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہے اور اس کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے۔

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی اباعبد اللہ وقیل ابا اسمعیل ولہ القابٌ اشہرہا الصادق وامہ ام فروۃ بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروۃ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابو بکر مرتین ولد بالمدینۃ سنۃ ثمانین من
الہجرۃ وقیل سنۃ ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرۃ
لیلۃ بقین من ربیع الاول وتوفی بالمدینۃ یوم الاثنین للنصف من رجب
سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبرہ بالبقیع فی قبۃ العباس
وہو القبر الذی فیہ ابوہ الباقر وجدہ زین العابدین
وعم جدہ الحسن بن علی فللہ درہ من قبر ما اکرمہ
واشرفہ واعلی قدرہ عند اللہ کذا فی شواہد النبوۃ
وفی الملل والنحل ولہ خمسۃ اولاد محمد واسمعیل
وعبد اللہ وموسی وعلی **ترجمہ** چھٹی امام جعفرؑ
ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت آپکی
ابو عبد اللہ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور آنکو چند لقب ہین کہ مشہور تر
انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر صدیقؓ کی اور
ماں ام فروہ کی اسما بیٹی عبد الرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطی فرمایا امام صادقؑ نے
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابو بکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفرؑ صادق
مدینہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہی
ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز
دوشنبہ نصف رجب ۱۴۸ سنہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس
کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا
انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور
اعلی ہی قبر اسکی نزدیک اللہ کے اسطرح مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبد اللہ اور موسی علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابوبکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کر کے اس اعتبار سی ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کی یعنی ابوبکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ ماں امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن ابن ابوبکر یعنی ابوبکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کا ساتھ چچازاد بہن اسما بنت عبد الرحمن ابن ابوبکر کے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابوبکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابوبکر پہ ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو مٹا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطی شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھہرادین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتی ہین کہ مجتہد ابوحنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے پاس تماستر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراہیم وقیل غیر ذلک ویلقب بالکاظم لفرط حکمه وتجاوزه عن المعتدین علیه امّه ام ولد اسمها حمیدة البربریة ولد بالابواء بین مکة والمدینة یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنة ثمان

وعشرين ومائة كذا فی شواهد النبوة وفی الصفوه ولد بالمدينة ثمان عشرين وقيل تسع وعشرين ومائة واقدم المهدی بغداد ثم رده الی المدينة فاقام بها الی ايام الرشيد فلما قدم الرشيد المدينة حمله معه وحبسه ببغداد الی ان توفی بها لخمس بقين من رجب سنة ثلاث وثمانين ومائة وفی شواهد النبوة مات فی حبس هارون الرشيد ببغداد يوم الخميس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانين ومائة من الهجرة وقبره ببغداد ويقال ان يحيی بن خالد البرمكی سمه فی رطب بامر هارون الرشيد

ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن اور ابو ابراهیم ہی اور بعضون نے کنیت انکی سوای اسکے بھی کہی ہی اور لقب آپکا کاظم ہی بسبب افراط حلم انکی اور بسبب تجاوز کرنے انکے اُن لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھونٹنی والی غصہ کے ہین اور ما انکی ام ولد ہین کہ نام انکا حمیدہ بربریہ تھا اور پیدا ہوی ابوا مین درمیان مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کے اسطرحسی شواہد النبوۃ مین مذکور ہی اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ پیدا ہوی یہ امام مدینہ مین سنہ ۱۲۸ مین اور بعضون نے کہا سنہ ۱۲۹ ہجری مین اور لی آیا اُسکو مہدی خلیفہ بغداد مین اور پھیر دیا اُسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ ہارون رشید تک پس جبکہ پھونچا رشید مدینہ کو اُٹھا لایا اس امام کو ساتھ اپنی اور قید کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مرگئے یہ امام اُس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ہجری کے اور شواہد النبوۃ مین ہی کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب سنہ ۱۸۶ ہجری کے اور قبر انکی بغداد

مین ہی اور کہتی ہین کہ یحیی ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم
ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباالحسن ککنیۃ ابیہ موسی الکاظم ولُقِّبَ بالرضا امہ ام ولد لہا اسماء منہا اروی ونجمۃ وسمانۃ وام البنین واستقر اسمہا علی تکتم قیل کانت امۃ جاریۃ لحمیدۃ ام موسی الکاظم فرات فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہا ان تہب نجمۃ لابنہا موسی وقال سیولد لہ منہا خیر اہل الارض ولد بالمدینۃ یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الاخر سنۃ ثلاث وخمسین ومائۃ بعد وفاۃ جدہ الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلک ومات ببلاد طوس فی قریۃ سناباد من رستاق فجاذ قبرہ فی قبلی قبر ہارون الرشید فی قبۃ فی دار حمید بن قحطبۃ الطائی وذلک فی شہر رمضان لتسع بقین منہ یوم الجمعۃ سنۃ ثمان ومائتین

ترجمہ آٹھوین امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت اُنکی ابو الحسن ہی مثل کنیت باپ اُنکے موسی کاظم کے اور لقب اُنکا رضا ہی اور مان اُنکی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہی اور بعض اُن نامون مین اروی اور نجمہ اور ام البنین ہی اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ مان اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسی کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو واسطے اپنے بیٹے موسی کاظم کے اور فرمایا اُس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

که پیدا ہوگا اس موسی کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوے یه امام علی رضا بروز جمعه ۱۱ ربیع الثانی سنه ۱۵۳ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سوا اسکی بھی اور مری وه ملک طوس کے ایک گانون سناباد مین بعلاقه رستا نوجان کے ۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید کے ہی ایک قبه مین بخانه حمید ابن قحطبه طائی کے ۔ اور یه بات واقع ہوئی ماه رمضان مین نو تاریخ باقی رہنی روز جمعه سنه ۲۰۸ ہجـ ـ کے فقط ۔

ف یه امام ہشتم علی موسی رضا علیه السلام ایک بڑے درجه کے خدائی آدمی تھے اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وه مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وه اب ملک خراسان متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیه اشرفی یا پیسه امام ضامن کے نام کا جو باندھا جاتا ہی سو وه آپکے ہی نام پر ہی اور آپ کا نام عموما بلقب امام ضامن تامن کے مشہور ہی اور اس روپیه اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا یه ہی که وه سفر اس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وه سفر طی ہوا تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یه بات بھی وقت باندھنی روپیه وغیره کے کہدیتی ہین که امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے سی غرض یه ہی که الله اکبر کیا شان عالی آپکی تھی که جو ہزار برس سے یه رسم جاری ہی اور آپ کا لقب عام شاه خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی که جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر آپ کی بڑی تیاری لاکھون روپیه کی ہی اور تمام زائرین اور غربا کو ہمیشه کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجه معروف کرخی رحمة الله علیه جو ایک بڑے ولی اور پیران سلسله مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہی اور دو شعر مفصلۂ ذیل عموماً واسطی حاجت کی پیرزادون مین پڑہا جاتا ہی اور ہم سب لوگ بھی پڑہتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخی — نگہداری ز آفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود — علی موسی رضا از روے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سی جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہی اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہی

ہوا یان سی ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر وهو موافق للباقر فی الکنیة والاسم ولذا یقال له ابو جعفر الثانی ولقبه التقی والجواد امه ام ولد اسمها خیزران وقیل ریحانة وقیل کانت من اهل مارية القبطية ولد بالمدینة یوم الجمعة لعشرة ایام خلون من رجب سنة خمس وتسعین ومائة وتوفی یوم الثلاثاء لستة ایام خلون من ذی الحجة سنة عشرین ومائتین فی خلافة المعتصم وقیل مسموما ولکنه ما صح وقبره ببغداد خلف قبر جده الکاظم ولکمال علمه وادبه وفضله زوجه المامون فی صغر سنه ابنته ام الفضل وارسلها معه الی المدینة وکان یرسل الی المدینة فی کل سنة الف الف درهم کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ نوین امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابوجعفر ہی اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطی کہی جاتی ہین ابوجعفر ثانی اور لقب انکا تقی اور جواد ہی اور انکی ما ام ولد ہین کہ نام انکا خیزران ہی اور بعضون نی کہا کہ ریحانہ اور بعضون نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب سنہ ۱۹۵ ہجری کے اور مرے وہ بروز منگل چہ دن گذری ذیحجہ کے سنہ ۲۲۰ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہی اور قبر انکی بغداد مین ہی پیچھے قبر انکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ نی بیاہا انکو انکی صغرسن مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تھا وہ خلیفہ اس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین —

ف مزار کاظمین عبارت ہی اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقی ع کی واقع ہے —

فصل ۱۰۲ ذکر امام دہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال لہ ابوالحسن الثالث ولقبہ الہادی لکنہ مشتہر بالمتقی امہ ام ولد اسمہا سماعہ وقیل امہ ام الفضل بنت المامون ولد بالمدینة فی الثالث عشر من رجب سنة

اربع عشرة و مائتین و توفی فی زمان المستنصر فی سر من رای من نواحی بغداد یوم الاثنین من اواخر جمادی الآخرہ سنة اربع وخمسین و مائتین و قبرہ فی دارہ التی فی سر من رای وقیل ان مشهد الهادی بقم ولیس بصحیح وانما الصحیح ان مشهد فاطمة بنت موسی بن جعفر بن محمد ببلدة قم وقد نقل عن الرضا انہ قال من زارها دخل الجنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علے ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہی اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب اُنکا ہادی ہی لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور مان اُنکی ام ولد ہین نام اُنکا سمانہ ہی اور بعضون نے کہا کہ مان اُنکی ام الفضل بیٹی ماموں خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب سنہ ۲۱۴ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی سنہ ۲۵۴ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہی کہ جو سر من رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہی اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہی اور امر صحیح یہ ہی کہ مزار فاطمہ دختر موسی ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہی اور حضرت امام علی موسی رضا سی یہ حدیث منقول ہی کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اُس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہی کہ اسمین دو امام کا مزار ہی ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا —

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸ | الحادی عشر الحسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد ویلقب بالزکی والخاص والسراج وھو ایضا مثل ابیہ مشھور بالعسکری وامہ ام ولد اسمھا سوسن وقیل غیر ذلك ولد بالمدینة سنة احدی او اثنین وثلاثین ومائتین وتوفی بسر من رای فی سنة ستین ومائتین وقبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین اور کنیت انکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص اور سراج ہی اور وہ بھی مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور مان انکی ام ولد ہین کہ نام انکا سوسن ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین سنہ ۲۳۱ یا سنہ ۲۳۲ ہجری مین اور مری سر من رای مین سنہ ۲۶۰ مین اور قبر انکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط

اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی اور راقم نی اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قولہ عز وجل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام اللہ ھو الذی یتألہ الیہ عند الحوائج والشدائد کل مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل من دونہ وقطع الاسباب من جمیع من سواہ یقول بسم اللہ ای استعین علی اموری کلھا اللہ الذی لا یحق العبادة

الا الیہ المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیہ السلام وہو ما قال رجل للصادق یا بن رسول اللہ دلنی علی اللہ ما ہو فقد اکثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یا عبد اللہ ہل رکبت سفینۃ قط قال بلی فقال ہل کسرت بک حیث لا سفینۃ تنجیک ولا ساحۃ تغنیک قال بلی قال فہل تعلق قلبک ہنالک ان شیأ من الاشیاء قادر علی ان یخلصک من ورطتک قال بلی قال الصادق فذلک الشئ ہو اللہ القادر علی الانجاء حین لا منجا وعلی الاغاثۃ حین لا مغیث

ترجمہ قول اس اللہ تعالی کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شئی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبت وتنگی کل مخلوق اسکی طرف رجوع کرتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا اسی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت مگر اسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا کیجای اس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر ابتک کہا اسنی کہ ہان فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ نہ وہان پر کوی کشتی دوسری تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اس شخص نی کہ ہان

پ

تب فرمایا امام نی کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اُسوقت مین ساتھ کسی شی کے جو کہ قادر ہو خلاص دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اُس شخص نی کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے کہ شی وہی اللہ ہی کہ جو قادر ہی نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہی اور قادر ہی فریاد رسی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہین ہے —

فصل ۴۰ ذکر امام دوازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹ —

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند اقوال ہین اسواسطی ہم اُسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہین اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم **ترجمہ** بارہوین امام محمد ابن حسن بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے —

دوم ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان وهو عندهم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انه دخل السرداب الذی فی سر من رای وامه تنظر الیه ولم یخرج الیها وذلك فی سنة خمس وستین ومائتین وقیل فی سنة ست وستین ومائتین وهو الاصح واختفی الی الآن فی زعمهم امه ام ولد اسمها صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلك ولد فی سر من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنة ثمان وخمسین ومائتین **ترجمہ** اور لقب دیا ہی اُس امام دوازدہم کو امامیہ شیعی لوگون نی ساتھ حجت اور

قائم اور مهدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اس سرداب مین کہ جو سر من رائے مین ہی اور وہان انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام وہان تک اور یہ بات سنہ ۲۶۵ ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات سنہ ۲۶۶ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مختفی یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک ان شیعون کے گمان مین ور وہان انکی ام ولد ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون فی کہا کہ نرگس اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی الخ پیدا ہوی یہ امام سر من رای مین تاریخ ۲۳ رمضان سنہ ۲۵۸ ہجری کے سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعة وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل الله ذلك الیوم حتی یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وفی روایة اخری لا تنقضی الساعة حتی یملك العرب من اهل بیتی رجل یواطی اسمه اسمی اخرجه ابو داؤد

ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات انکی ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اس روز کو یہانتک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس روز مین ایک مرد کو ہمسی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میری اور نام اسکی باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میرے روایت کی اسکو ابو داؤد نے

چہارم و قال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المهدی انه
یکون معه ثلثمائة وستون رجلا من رجال الله الکاملین
وهذا الخلیفة یکون من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم
وکنیته کنیة جده حسن بن علی یبایع بین الرکنین والمقام
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف
بتعریف الٰهی رجال الٰهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینون علی ما قلده الله تعالی
ثم قال فان الله یستوزر طائفة خباهم فی مکنون غیبه اطلعهم الله
کشفا وشهودا علی الحقائق وهذا الخلیفة یفهم منطق الحیوان ویسری عدله فی الانس والجان

ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سی فاطمہ کے اور نام اسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اسکی
مثل کنیت دادا اسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اسکو از روی مشاہدہ و کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اسکی اور مدد کرینگی اسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اس بات کی کہ تقلید کی اسکی خدا نی اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالی لوجھا اُٹھوا دیگا اُسے ایک گروہ سے کہ راز پوشیدہ
اُنکا پڑھ غیب مین اُس خدا کی ہے اور اطلاع دیگا اُنکا اُنھا از روی کشف و مشاہدہ
حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہوگا عدل اُسکا انس و جن مین۔

تتمہ وفی ذخائر العقبی عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال للعباس منك المهدی فی اخر الزمان و بہ ینتشر الھدی
و یطفاء نیران الضلالات ان الله عزوجل فتح بنا هذا الامر
و بذریتك یختمه وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم الا ابشرك یا ابا الفضل قال بلی یا رسول الله قال ان الله فتح
بی هذا الامر و بذریتك یختمه اخرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی وعن عثمان
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من ولد العباس وعن عبد الصمد
ابن علی عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
یا عباس قال لبیك یا رسول الله قال ان الله عزوجل
ابتدا الاسلام بی وسیختمه بغلام من ولدك
وهو الذی یتقدم عیسی ابن مریم **ترجمہ**

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا نے عباس
کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سے پھیلی گی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ
گمراہون کی بجھائیجائیگی تحقیق کہ خدای عزوجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور
ساتھ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آیا خوشخبری نہین دیتا
مین تجکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول خدا تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نے شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اُسکو ساتھ تیرے نسل کے ۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہی عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنا مین نی رسول خدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہی عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی و دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہی کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہی جو کہ پہلی آویگا عیسی بن مریم سے

ش وعن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسے ابن مریم عند طلوع الفجر فے بیت المقدس ینزل الی المہدی فیقال تقدم یا نبی اللہ صل بنا فیقول ہذہ الامة امراء بعضہم علے بعض اخرجہ الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری فی سننه

ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اتر ینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اُتر ینگی اوپر یعنی بعد مہدی کے تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑہاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض انکی اوپر بعض دوسرون کے ۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ش

[illegible] وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المومنین بیت المقدس فیصیبہم فیہا جوع شدید حتی یاکلوا اوتار قسیہم من الجوع فبینا ہم

علی ذلك اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان هذا الصوت صوت رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسی ابن مریم علیه السلام قال فتقام فیرجع امام المسلمین المهدی فیقول عیسی علیه السلام تقدم فلك اقیمت الصلوة فیصلی بهم تلك قال ثم یکون عیسی اماما اخر اخرجه الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن

ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اُسنے کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانونکو بیت المقدس مین پس لگی ایک بھوک سخت بہوا اون لوگون کو یہانتک کہ کھا جاوینگے وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے بسبب بھوک کی پس ہونگے وہ لوگ اس حال مین کہ ناگاہ سونینگے وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی مین رات کے تو کہینگے کہ ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی بن مریم علیہ السلام ہونگے کہا راوی نے کہ اٹھ جاوینگے عیسی اور لوٹ آوینگے امام مسلمانون کے مہدی علیہ السلام پس کہینگے عیسی علیہ السلام کہ آگے ہو تو اسواسطے کہ تیرے واسطے نماز قائم ہوئی ہے پس امام مہدی نماز پڑھاوینگے کہا راوی نے کہ بعد اسکے ہونگے عیسی ایک دوسرے امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم ابن حماد نے بیچ کتاب الفتن کے

ہشتم وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی وعلی راسه غمامة فیها ملك ینادی هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه اخرجه ابو نعیم فی مناقب المهدی وعن عون بن منبه قال کنا نتحدث انما یکون فی هذه الامة خلیفة لا یفضل علیه ابو بکر وعمر اخرجه الدوانی فی سننه وعن محمد بن سیرین قال قیل المهدی خیر ام ابو بکر وعمر قال هو خیر منهما وفی روایة وذکر فتنة فقال

اذا کان ذلک فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد قال و فی زمن المهدی ترعی الشاة و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا مہدی در حالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے

اور روایت ہی عون ابن سنیہ سی کہ کہا اُسنی کہ ہم لوگ باخوبی چرچا کرتے تھے کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ شیخین پر فضیلت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس روایت کو امام وقانی نی بیچ کتاب سنت اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھے رہو تم لوگ اپنے گھرونمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابو بکر و عمر سی نکالا ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون اور بچھوونکی تمّ قال الشیخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی قدس سرہ فی ذکر الابدال و اقطابهم و قد وصل الی الرتبة القطبیة محمد بن الحسن العسکری و هو انه اذا اختفی دخل فی دائرة الابدال

وترقی متدرجا طبقة طبقة الی ان صار سید الاقطاب وکان القطب حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة القطبیة تسع عشر سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد کوچك من ابناء عبد الرحمن بن صوف مجلسه وکان توفی فی العجم وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرقة ولا مبنیة لا یعرفها غیرهم وهم یزورونها کل سنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نی بیچ ذکر ابدال و اقطاب آنکے اور تحقیق کہ پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافذاذ یعنی افذاذ ایک درجہ ہے کہ جسمین آدمی تمام عالم مین یکہ وتنہا ہوتا ہے اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہے رتبہ قطبیت مین اونیس برس تک اور بعد اسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھ روح وریحان کے اور اپنی جگہ مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب نی اُسکی نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبد الرحمن بن عوف کی اُسکی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بینے ملک عجم مین اور نماز پڑھی گئی اُنپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص سوای اُن لوگون کی اور وہی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوة مین ـــ

وهم و فی زبدة الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ النقباء ثلثمائة و النجباء سبعون والابدال اربعون والاخیار سبعة والعمد اربعة و الغوث واحد ثم مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیها النقباء ثم النجباء ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیها والا ابتهل فیها الغوث فلا تتم مسئلته حتی یستجاب دعوته

ترجمہ اور زبدة الاعمال مین کہا سراج الحرم ابوبکر التکافی قدس سرہ نی کہ نقیب لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیاح ہین زمین مین اور عمد چار گوشونمین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اُسکے بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا قبول کرین وہی لوگ تو بہتر و گرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دعا اسکی ۔ راے راقم ۔
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوئی سوا امر صحیح و اقرب الی الذہن ایک بھی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بیشبہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سر من رای مین مختفی ہوی اور بلحاظ انواع قدرت خداوندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال و بعید از قیاس نہین ہی اور اسکی تقویت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین بصراحت
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب نے ہوتا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کرکی مختفی یعنی پوشیدہ ہو جانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدایش حضرت امام مہدی کی ہو چکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
و عمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو بیشبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۲۹ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منھ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو نو ۹ نکلینگے تیری پشت سی اور نوان ۹ انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سوا اس حدیث کی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک فصل مین حساب چہاردہ معصوم کا اسطرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چہاردہ معصوم ہین اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پنجاہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سے کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہے چہ ۱۴ دہ امام زادون سے کہ جو کمسنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضیٰ کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبد اللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضاً بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبد اللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضاً
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسی کاظم بعمر	ایضاً

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	سہ سال

صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۷۰ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خداسی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا ہیرہ کر کے مردانہ دنیاسی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ھم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کیطرف سی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم اون لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات اون لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیرو اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہین ور دوازدہ امام اور سیدۂ معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہین اور یہی وجہ ہی کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو تمامتر مانتی ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگونکی حق جانتی ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوی تو اس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہو سکتا ہی کہ وہ سب باتین متصوفین کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچینگی تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور حسب کمال انسانی یہ ہی کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوی تو وہ لوہا سرخ ہو جائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے دیگا مگر خود آگ نہین ہو جائیگا اور خوب ہی قول الرّب ربّ و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہی اگرچہ تنزل کری اور بندہ بندہ ہی اگرچہ ترقی کری اور ان لوگون نی جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہی سو اہل علم ظاہری کے وہم و خیال سی تمامتر باہر ہی مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہی کہ آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ نمی دہند از وی می ستانند

علم ظاہر سربسر قیل است و قال — نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے — فخر رازی راز دار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا در بارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہی

اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ ٭
از برون طعنہ زنی بر بایزید ٭ — وز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ مین یہ ہیبت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہے سو اس مقام مین یہ شعر مولانا روم کا بہت درست ہے

چون پری غالب شود بر آدمے	گم شود از وے صفات مردمے
چون پری را این چنین قانون بود	خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی مین ایسا ہے کہ اس سے حقیت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہے کہ جب اس دین محمدی مین ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہے اور حق یہ ہے کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدی مین نہین ہوتا تو ایک عالم اس دین سے باہر ہو جاتا **شعر**

اولیاء را ہست قدرت از الہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اور معنی ولی کے یہ سمجھ مین آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آئندہ کتب صوفیہ مین جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و غوث وغیرہ کا ہے سو اس بات کو وہی لوگ جانتے ہونگے اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتے ہین تا درنیائی ندانی مگر اسقدر بات سمجھ مین آتی ہے کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہے تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ یہ ذکر بعض اولیاؤنکا کتاب تذکرۃ الاولیاء فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ سے حسب ذیل کیا جاتا ہے—

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند استادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و اورا باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد **دوم** جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے حسین منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تصدیق کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین علیہ الرحمۃ بہار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ کچھوچھہ شریف سے ہوا ہی سو اس کتاب مین کچھ تفصیل انکی بسبب مقاد نہین ہی اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ بات ہماری بیان مین قدرت و تصرف ان لوگونکی ظاہر ہی اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ھ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اسکا شرف ہی اور انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ ۸۰۸ھ ہجری مین ہوا اور دربارہ لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے صرف ایک اختلاف لفظی ہی اسواسطی کہ جس معنی سے کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین اسیکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور زہد و تقوی انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتی ہین ولا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہی۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لادین ہم ویسا اسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

ترجمہ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہی مجھکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب

پہر جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب سے سو کرے کچہ کام نیک و ساجہا نہ رکھے اپنی رب کی بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہی لکونہا غیر متناہیۃ امتناع نفاد المتناہی بغیر المتناہی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور غیر متناہی ہی اور یہ بات ممتنع ہی کہ متناہی پورا اترے ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نے چون حکایت می کند ٭ از جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ٭ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ٭ لیک کس را دید جان دستور نیست
سر پنہان است اندر زیر و بم ٭ فاش گر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش ٭ فرو ماندہ در کنہ ماہیتش ٭
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ٭ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ٭
توان در بلاغت بسحبان رسید ٭ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند ٭ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ٭ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس ٭ ولی خوردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند ٭ بنی آدم و دام و دد کیستند ٭
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند ٭ بگویم گر آید جوابت پسند ٭

که هامون و دریا و کوه و فلک
پری آدمی زاد و دیو و ملک
همه هرچه هستند ازان کمتر اند
که با هستیش نام هستی برند
چو سلطان عزت علم برکشد
جهان سر بجیب عدم درکشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر
اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
نہین اُس سے خالی غرض کوی شی
وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تامل سے گر کیجیے غور کچھ
تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
اُسی گل کی بو سی ہی خوشبو گلاب
بھرے ہی لئے ساتھ دریا حباب
پر اُس جوش مین آکے بہنا نہین
سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرحسی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جستجوی مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرحسی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

وہمواز رحم وکرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزون کا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے ہی بالضرور بذریعہ ایک بود اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اسی عقل سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ و ذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک و بد کی اُسکو دیگئی ہی ہای یہ سب کرشمہ عقل کا ہی اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات جہازرانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہے تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم تر اُس سے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس پھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور دریای نیل و رسوای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم و خمخانہ با مُہر و نشان است　　ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہملوگون کو اسیقدر کافی و وافی ہی کہ ہملوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت و تعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات و الارض و اذا قضی

امرا فانّما یقول له کن فیکون اللہ پیدا
کرنیوالا آسمان وزمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تہا اور انکا کچھ
اسباب مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تہا تو البتہ صرف اُسی الملک ذات سی
یہ سب ظہور ہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی سکے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ واعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد لله الاول بلا اول کان قبله والاٰخر بلا اٰخر یکون بعده
یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد
البناء لازفہ تبدّی اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوای
خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ بہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے پہونچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور شطحہ و حالت کے عالت بیخودی مین زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہوگی یہ امر بھی قابل ذکر اسقدر کے ہی کہ یہ بات ازروی اُسی درجہ فنا فی اللہ کے ہی جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی مین احمد ہون بلا میم کے یعنی احد ہون اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق ۔ ے الا ۔ ہسام یعنے مین نہایت رحیم اور مین نہایت احسان کنندہ اور مین روزی رسان ہون ۔ جمو نعین مادران کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہی کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا ۔ اور شعر امام شافعی کا بہت حق و درست ہی

كفى في فضل مولانا علي وقوع الشك فيه انه الله

یعنی فضیلت مولی علی مین صرف یہ امر کافی ہی کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہی اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہین ہی کہ ہر گاہ ازروی حقیت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہی اور تمام وجود ما سوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہی تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوئے بیت

یہان بات کی اب سمائی نہین — خدا کو علی مین جدا سے نہین
ہم علی کو خدا نہین جانا — پر خدا سے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہین ۔

قیل لی قل فی علی مدحة — ذکرہ یخمد نارا موصدة

اور بعض تحریر سی معلوم ہوا کہ یہ عبارت خطبہ بیان مین موجود ہو

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہی
آتش طبق بہ طبق کو دوزخ کے

قلت لا اقدم فی مدح امرئ
ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے صفحہ ۵۰۸ چھپے ہین اگر اتفاق سے یہ شعر دوم قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ وہان پر غلط چھپا اور [illegible] ہووے تو تقاضا ہی اس بیان سے خوش ہون کہ جب سب کچھ وہی ایک ذات اللہ کی ہے تو انکی معاویہ کو عذاب وعقاب آخرت سی نجات ہوئی اسواسطی کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا [illegible] مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہے کہ جو معاویہ بعد مرنے لئے تمامتر فنا ہو جاوے کیونکہ معاویہ نے اس عالم شہود مین آکر کے بغاوت ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام حسن سے خلافت بجبر چھین کرکے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا کو بخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہے کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر

محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قران شریف قل ہو اللہ احد۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہے۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ عَيْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلَى مَظْهَرِ التَّفْصِيلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہے ذات جمع سے کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجای قولوا کے ہے یعنی کہو تم سب

لوگ اور وارد ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی — ھو عبارة عن الحقیقة
الاحدیة الصرفة ای الذات من حیث ھی بلا اعتبار صفتہ لا یعرفھا الا ھو
لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محض یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہی اسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی
واللہ بدل منہ و ھو اسم الذات مع جمیع الصفات دل بالابدال
علی ان صفاتہ تعالی لیست بزائدة علی ذاتہ بل ھی عین الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولھذا سمیت سورة الاخلاص لان
الاخلاص تمحیص الحقیقة الاحدیة عن شائبة الکثرة کما قال
امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص لہ نفی الصفات
عنہ لشھادة کل صفة انھا غیر الموصوف وشھادة کل موصوف انہ غیر الصفة
اور لفظ اللہ کی بدل ہی اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اس اللہ تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورہ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاہ من عنی من قال صفاتہ تعالی

لا هو ولا غيره اى لا هو باعتبار العقل و لا غيره بحسب الحقيقة اور اسی قول حضرت علی کو مراد لیا اُس شخص نے جو کہ یہ بات کہی کہ صفات اس اللہ تعالی کے نہین۔ هُوَ یعنی وہ ہی اور نہین غیر اُسکا ہی یعنی لا هُوَ ہی باعتبار عقل کے نہین غیر اُسکا ہی بحسب حقیقت کے۔ واحد خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہی هُوَ اللہ مبتدا کی۔

والفرق بين الاحد و الواحد ان الاحد هو الذات وحدها بلا اعتبار كثرة فيها ان الحقيقة المحضة التى هى منبع العين الكافورى بل العين الكافورى نفسه وهو الوجود من حيث هو وجود بلا قيد عموم وخصوص و شرط عروض ولا عروض والواحد هو الذات مع اعتبار كثرة الصفات وهى الحضرة الاسمائية لكون الاسم هو الذات مع الصفة فعبر عن الحقيقة المحضة الغير المعلومة الا له بهو وابدل عنها الذات مع جميع الصفات دلالة على انها عين الذات وحدها فى الحقيقة و اخبر عنها بالاحدية ليدل على ان الكثرة الاعتبارية ليست بشىء فى الحقيقة و ما ابطلت احديته وما اثرت فى وحدته بل الحضرة الواحدية هى بعينها الحضرة الاحدية بحسب الحقيقة كتوهم القطرات فى البحر مثلا

اور فرق درمیان احد و واحد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اس ذات مین ای حقیقت محضیہ سے جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض و لا عروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگئی اُس ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اُسکو ساتھ خود اپنی او

بدل ذات کا ہوا ساتھ جمیع صفات کے واسطے دلالت اسکی اثبات پر کہ وہ صفات
حقیقت عین ذات اسکی ہیں ایک ہی ہیں اور نہ وہ نکلتی ان صفات سے ساتھ احدیت کے
نہ ضرور دلالت کرنے اسکی اس بات پر کہ یہ اعتباری در حقیقت کچھ شی نہیں ہے اور یہ
کثرت اعتبار ہے نہیں باطل کرتی ہے اسکی احدیت کو اور نہیں کچھ اثر کرتی ہے اسکی حقیقت
میں بلکہ وہ شئونات ہیں [illegible] حقیقت ہوتی ان احدیت کو جیسے شئون ہم قطرات کے دریا میں مثلا

ز دریا موج گوناگون برآمد		ز بیچونی برنگ چون برآمد
گہے در کسوت لیلیٰ فرو شد		گہے در صورت مجنون برآمد

[illegible] ۸ رویت باری تعالی

سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا **ترجمہ**
پس جو شخص امید رکھتا ہے ملاقات رب اپنے کی پس چاہیے کہ وہ کرے عمل نیک اور
نہ شریک کرے اور کسی کو عبادت میں اپنے رب کی ۲ **سورہ فصلت آیت ۵۴**
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط **ترجمہ**
خبردار ہو کہ تحقیق اوہی لوگ شک میں ہیں ملاقات سے رب اپنے کی خبردار ہو کہ تحقیق
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے ۳ **سورۃ الانعام آیت ۳۱** قد خسر الذین کذبوا
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ قالوا یاحسرتنا علی ما
فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم الا ساء ما یزرون
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ جھٹلایا ملاقات کو رب اپنے کی یہانتک
کہ جب آگیا روز قیامت یکایک ناگہانی تو کہینگے وہی لوگ ای واحسرتا کہ ہم لوگوں نے
دریغ کیا اس امر میں اور وہی لوگ اٹھاوینگے اپنی بوجھوں کو اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو

کہ برا ہوگا وہ بوجھ اٹھانا ہم سورۃ انعام آیت ۱۵۵ ثم آتینا موسی الکتاب تماما علی الذین احسن و تفصیلا لکل شیء و ھدی و رحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون **ترجمہ** اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہی کاشکی وی لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ **سورہ یونس آخر آیت** ۴۵ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ وما کانوا مھتدین **ترجمہ** تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگون نے جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے وے لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ ملاقات اس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار انکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر بمحوای وعد اللہ حق کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمامتر ایمان اوپر لقائے رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح کی قابلیت دیدار خدا یتعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ اسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا [illegible]

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچیگی ع

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ؛ باز جوید روزگار وصل خویش ؛

فصل ۱۰۹ دوزخ وبہشت باصطلاح صوفیہ

سورۂ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا عبدنا فاتوا بسورۃ
من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس
والحجارۃ اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات
ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار کلما رزقوا منہا من ثمرۃ
رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا ولہم فیہا ازواج
مطہرۃ وہم فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین نسبت اُس چیز کی جو کہ اتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اُسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہین کر سکوگی تو ڈرو اُس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول اُن لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اسکی کہ اُنکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای اُنکو اُن باغون سی ایک روزی تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہملوگ ساتھ اُسکی قبل اسکی اور روزی دیجائیگی اُنکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور اُنکو جوروان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی اُن جنتون یعنی باغونمین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ —

انتخاب تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت

فاتقوا النار التي — والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشرة طباعهم
المصروفة عن الروح القدسي الروحاني والنسيم الذوقي الرحماني المحرومة
عن لذة برد اليقين وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات
الحسية واللذات البدنية الممنوعة بما ضريت به والفته مع بقاء
حنينها اليه وولهها ورسوخ هيأت التعلق بالامور السفلية
ومحبة الاجساد الارضية فيها التي هي سبب استيقاد نيرانها

ترجمہ پس ڈرو تم آگ اُس آگ سی جو اور مراد ساتھہ آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی
ساتھہ تیزی نفوس اُنکے کی اور شرارت طبیعتون اُنکی کے جو پھر گئی ہین روح قدسی روحانی اور
نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار
سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب مرغوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے
کہ جسکی عادت تہی اور الفت کی تہی ساتھہ اُسکی ساتھہ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے
اور نقش کر جانی ہیئت تعلق ساتھہ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب
اشتعال اُسکی آگ کا ہی — ۳ وقودها الناس والحجارة — اي الامور الجاسية
السفلية الصامتة التي تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها في انفسهم
وسجنت نفوسهم بميلهم اليها كما قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم المرء يحشر مع من احب حتى لو احب احدكم حجرا حشر معه
وكيف لا وقد ركزت صورته في نفسه بالمحبة بحيث صار صورة قلبه صورته

ترجمہ جسکی ایندھن اُسکی آدمی اور پتھر ہین اي الامور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای
دون کے جو کہ صامت یعنی بے زبان ہین کہ جنکے ساتھہ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھہ

محبت کے پس جم گئین صورتین ان چیزون کی انکی نفسون مین اور انکی نفوس مقید ہوگیئی
ایطاب بیخبت انکی بطرف ان چیزون کی جیسا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شئی محبوب کے یعنی اگر کسی شخص کو محبت ہو کسی پتھر سے تو حشر اسکا ہوگا ساتھ
اُس پتھر کے اور یہ تب ہوگا کہ گھر گئی ہو صورت اُس شئی محبوب کی اُسکے نفس مین اسطرح کہ
ہوگئی صورت دل کی اصلی عین صورت اُس محبوب کی ــ ۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار بالصانع
وعملوا ما یصلحهم للجنة بمقتضے عملهم بتوحید الافعال
ان لهم مراداتهم ومشتهیاتهم فوق ما تصوروا وتمنوا التنکیر
الجنات والجنات الجاریة من تحتها الانهار ابهی واطیب ما یکون
من مقام والذ واحلی ما یکون من مرام لاهل الدنیا فهی لنفوسهم
من جنتین ان الدنیا واصفی منها بحسب المعاد الجسمانی فانه حق کما ستعلمه ترجمہ اور بشارت دے
تو اے رسول اُن لوگونکو کہ جو ایمان لائے نیک کام کئے ساتھ [illegible] انکی واسطے جنتین ہین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکے نیچے بہتی ہین نہرین یعنے ایمان لائے وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئے نیک بقدر اسکے کہ مستحق ہون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال
کی بتقدیر اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینگے بالاتر اس سی کہ جو تصور
و تمنا کئے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی در حالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر و خوب تر ہین اُس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو
اُس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اُس سے صاف تر ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہی جیسا کہ آئندہ تو جانیگا ــ
۴ ــ کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل فی الدنیا
زیادہ ــ

فانها ما لوفهم وانوا بالرزق متشابها وبقلوبهم هي مقاماتهم كالتوكل مثلا ورضات عالم القدوس التي تنشاء من كل مرتبة منها انهار علوم تنفع السالكين عليه تنفع المعطشين المشتاقين والثمرات هي الحكم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دیئے جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک روزی کے تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہم لوگ قبل اسکی دنیا مین کسواسطی کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب اُنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات اُنکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت اُنکی اس بات مین مصروف ہی کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگونکی مندفع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ و بہشت وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ و بہشت کا ازروی الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت کی حسب تصریح بالا کی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اُسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اُسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ و بہشت کا

جسقدر چیز کہ قرآن مین ہین وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہین کہ مثلاً آگ سی ہملوگ
ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور و محظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت کے
بنظر سمجھانی ہملوگون کے یہ عذاب و ثواب بالفاظ آگ و باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی
طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ہیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی
اور اصل یہ ہی کہ ہرگاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ ہیک و یا۔ اپنی افعال کے
ہین تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنی افعال نیک و بد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اُس عذاب
و ثواب کی الفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہ ہو تو کیا طور امید و بیم ہملوگونکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی
کہ خود قرآن شریف مین بذکر جنت و نار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہی چنانچہ
اس جگہ پر دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اس بات کی نقل ہوتی ہین۔

۱ سورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنة التی وعد المتقون تجری من
تحتها الانهار اکلها دائم وظلها تلك عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار
ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچی سے
اُنکی نہرین اور خوراک و سایہ اُنکا دایمی ہی اور یہ عاقبت ہی اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری
کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی۔ **۲ سورۃ محمد آیت ۱۶**
مثل الجنة التی وُعد المتقون فیها انهار من ماء غیر آسن
وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمر لذة للشاربین
ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اُسمین نہرین آب
غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب
سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرائین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا کی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلۂ ذیل سے بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

ترجمہ مثل اُن لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزورترین گھرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور پارۂ ابر مین نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور ہین سو یہ نسبت اُسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبھون کی ہی اور یہین نظر مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظۂ بیانات دوزخ وبہشت وغیرہ مندرجہ قران کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی

غزل حافظ

امروز شاه انجمن دلبران یکی است　　دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است
من بہر آن یکی دل ودین داده ام بباد　　عیبم مکن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است
سودائیان عالم پندار را بگوے　　سرمایہ کم کنید کہ سود وزیان یکی است
خلقی زبان بدعوی عشقش کشاده اند　　ای من غلام آنکہ دلش با زبان یکی است
حافظ بر آستانۂ دولت نہاده سر　　دولت دران سرست کہ با راستان یکی است

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصے تک کہ جو مبارک کیا ہمنی گرداگرد کو اُسکی تا دکھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزہ عن اللواحق المادیہ والنقائص التشبیہیۃ بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے ساتھ زبان حال تجرد و کمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف و تحویل نہین ہے ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعہ کے اسواسطی کہ عروج و ترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ ویرتکب فیہ فواحشہا وخطایاہا ویحجر عنہ القوی الحیوانیۃ من البہیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سواء نا افراطہا و تفریطہا یحرزہا عن لناس الفضلیۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشترک قوی بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کی اور بہت کری اُس دل سی بھی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بدیان افراط و تفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی هو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشهود تجلیات الذات
وسبحات الوجه تذکر ما ذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی ما فوقه
ترجمه مسجد اقصی تک جو که وه مقام روح کا ہی جو که دورتر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجه الله اور یاد کرنے اس بات کے که جو ہمنی ذکر کیا که تصحیح ہر
مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط

غرض که حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشه سی روایت ہی که یه معراج بخواب ہوا تہا اور معاویه کی روایت ہی که یه
معراج بخیال ہوا تہا غرضکه درمیان حضرت عائشه اور معاویه کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہر چند که معاویه بہائی حضرت ام حبیبه ایک سوتن حضرت عائشه کا تہا پس
کیا خوب ہوتا که جو حضرت عائشه کو بوجه ہونی معاویه کی برادر ام حبیبه ایک سوتن کے اس معاویه کے ساتھ بہی ہی
عداوت ہوتی که جو ساتھ حضرت علی ایک داماد حضرت خدیجه انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یه ہی که
یه معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یه ایک مسئله فروعات کا ہی اور کچھ زیاده تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی که وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین

اس بات پر شاہد و ناطق ہی که اصل مرو حکم الٰہی صرف اسقدر ہی که عبادت الله کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اُسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی که وه لوگ بھی جو که فلسفه پڑہی ہوتی ہین فرمایش قبول کر لینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر

سورة القمر پاره ۲۷ اقتربت الساعة وانشق القمر ترجمه

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند تفسیر بیضاوی روی ان الکفار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم آية فانشق القمر وقيل معناه سينشق القمر يوم القيامة ويؤيد الاول انه قرئ وقد انشق القمر اى اقتربت الساعة وقد حصل من آيات اقترابها انشقاق القمر ترجمہ روایت ہے کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سے واسطے ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہین کہ قریب ہے کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور بتائید قول اول کے یہ بات ہے کہ قرات مین آیا ہے وقد انشق القمر اى اقتربت الساعة یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر اے قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سے قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہے اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہے اسواسطے زیادہ تفتیش اس مسئلہ مین بھی ضرور نہین ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورة الانشراح الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذى انقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك ترجمہ آیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنے کہ توڑا تھا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لك صدرك آیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیرے الم نفسحه حتى وسع مناجاة الحق ودعوة الخلق وكان غائبا حاضرا آیا نہین کھولا ہمنے اس سینہ کو یہانتک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تھی اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الرتفتحہ بما اودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ ضیق الجہول او بما یسر نالک تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک یا کیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ کو ساتھ اوس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت کی باتونسی اور دور کیا ہمنی اس سینہ سی تنگی و ضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمنی آسان کیا تجھکو قبول کرنے کو وحی کے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجھپر شاق تھا وقیل انہ اشارۃ الی ما روی ان جبرئیل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملأہ ایمانا وعلما لعلہ اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضون نے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے طرف اُس روایت کے کہ آئی جبرئیل حضرت رسولخدا کی پاس ایام طفولیت مین انکی یا بروز میثاق معراج یا الست پر بچہ کے اور نکالا انکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بہرا اُسکو ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہی بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط

غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا ہی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہی اور ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہی اور واسطی ثبوت رسالت کے پیشین گوئیہای سابق و اخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہوسکتا ہی کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہی اور اُسمین باتین بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ا [illegible] ایک رہجاتا ہی مگر تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہی کہ [illegible] ی ہی اور سی

طریقہ کے لوگونکی دیکھنے سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور اور عشق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی **بیت**

قرب او را وصال مے گویند		وصل او را محال مے گویند
تو در و گم شو وصال این ست بس		خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کرکے تابعدار ہین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین **اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ** یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطئیات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہوا اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہین ہوسکتی ہی **بیت**

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ⁂ لیک او را عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہوسکتی ہی اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہی اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحسی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہوسکتا ہی الغرض تم

فیض عیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ بھی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بھی کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہی **بیت**

گر خوری جرعہ ز ساغر غم
جام جمشید را ز سفے بہ ہم

فصل ۱۴۱ مسلک شیعہ

الدین و الملک توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تھا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اس اسلام مین مذہب اس قسم سنیونکا ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائیان مین مذہب رومن کاتھولیک کا ہی مگر الحق یعلو ولا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہی کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابو الصلت ہروی تابعی راویان حدیث کا شاہ عبد الحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے کچھ تعصب نہین تہا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تہا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا دین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسٹنٹ نکلا ہی غرض تمام بنیاد مذہب شیعہ با ادعای علم و راست بازی سے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم کر کے بطرف امر حق کے ہو گئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب مطاعن وغیرہ کا لکھا ہی سو کوئی جواب بن نہ سکین ایک شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ اپنی اصل وطن مدینہ سی نکال کر انہین ملکون مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبعی انتقال کیا چنانچہ مزارات شریف انکی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ و تاخت و تاراج سی قوم ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدمہ اتراک رومی سی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ مذہب شیعہ کی زمان تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر تر ہین اور یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بتقویت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی جاری ہوا تہا سو اُسیطرح بلا تجویز وغور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم ظاہری بنسبت امتناع سماع وراگ ورنگ کی پایا تو پہر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی کہ کسی طرح پر گانا سننا حلال بنایا جای مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھنا اور انکو برا بہلا کہنا ہماری نزدیک بڑا تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچہ علاقہ نہین ہی اور بلا تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجھنے کا بہی اسی وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل ورعایت اور اغماض ورلحاظ ہر جانب چندان درست کا کچہ نہین ہی یعنی جو نفی اعتدالیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکہین گئین سو اسیطرح یہ یکبارگی حکم قطعی و قطعیہ نفاق و بدعت ہونیکا لگا دیا اور بطرف احادیث مناقب صحابہ و دیگر حالات زہد و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ اگر کچہ احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب رفاقت ان لوگونکی تہی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و طعن ان اصحاب کی دیکہا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو بسبیل خوشی خاطر وابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو لکہنا کہ ابوبکر و عمر جیسے تہے اور عثمان اگر اچہا آدمی تہا تو ان الابرار لفی نعیم و اگر برا آدمی تہا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ ترسرو نہین تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے
سعد و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک تبہ
محروم از احترام واکرام ہو داخل منافق وکافر کے ہو گئے اور اسیواسطی سلسلہ حدیث کا
مذہب شیعہ مین کچھ درست نہ رہا تا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہی کہ انتہای سلسلہ اکثر احادیث
کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہی اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہی کہ زہد و تقوی
کی لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و
تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہی اور اسیواسطی سلسلہ فقر و تصوف کا
خوب مرغوب معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی
کسب و ریاضت باطنی مین مصروف ہین —

شعبہ ۱ — اقسام سنیان

چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت کی حدیثون پہ ہی اور حدیثون کا حال یہ ہی کہ بہت احادیث
بروایت مروان [illegible] معاویہ وعمرو ابن عاص عبداللہ ابن عمر وحضرت عائشہ وطلحہ وزبیر وغیرہ
ایسی لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد
سیدہ فاطمہ سی علیحدہ و فرق رہکے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطی
عدد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہی اور ہم صرف چند فرقہ ہای نامی
سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہی کہ
حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے
قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہی اور فضیلت حضرت
علی کی انکی خیال مین باعتبار ثم ثم کے اخیر درجہ مین ہی اور چونکہ فضیلت اصحاب
ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہو سکتی ہی اسواسطی طرح طرح سی

اس توہین مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور آیت لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
اور دیگر احادیث وآیات سی چشم پوشی واجب ہوگئی اور جب حضرت علیؑ کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اُسکا اجرای سبّ ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطی یہ سنیان معاویہ بھی برہم ہون اور
بہمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بھی ایک حساب سی داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہو کرکے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بھی خورد برد ہوگیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سی اصل باہتمام اس بات کا بھی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نص احادیث قران کے بھی ثابت ہوجای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی — ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند — یعنی جسطرح جیسی کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگواران
وپیشوایان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرح پر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاکؑ ودوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج ونواصب ودشمنان دوازدہ امام
کے ہین — دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر ورفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی باف
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر وپیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک وکفر انکی منہ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سی ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قران وحدیث وسیر

وتواریخ دیکھتی دیکھتی یہ فرقہ قائل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہوجای یعنی اس فرقہ کا راہ راست پہ آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہی اور اسیواسطی اس فرقہ سے ہمکو کچھ تکرار و بحث نہیں ہی سوم ایک فرقہ سنیون کا ہی کہ جو فرقہ اول سی نکلا ہی اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اد [illegible] اصل اصول سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد علمی و انصاف طبیعی کے قائم و ثابت نہیں ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہیں ہی کہ چند امور مین حضرت علی افضل ہین دوم یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہیں ہے ۔ حسب شعر **نظامی**

گہر چہار اند و گوہر چہار فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی برا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ دوازدہ امام کا بھی درست ہی اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم یک عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہی کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اوسی طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت ساتھ حضرت علی کی نہیں ہی اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ بلافصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات کرنا ضرور نہیں ہی کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور انکی پیچھے نماز پڑھا کئی اور ان تینون خلافتون مین مشورہ دیا کئی اور فصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ کف اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہی کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی اور اس حکمت سی معاویہ ایک چوبر پہر اسفیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتی ہین کہ یہ مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل بہ نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال کرنے کے ہی اور ہم دیکھتی ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت کچھ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تہی جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرحپر کہ عمالان جفاپیشہ بنی امیہ کی تمام ملک مین بہر گئی تہے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بہی ان عمالان جفاپیشہ کو بحال نہین رکھ سکتی ہین پس تحاشتر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفاپیشہ لوگونکا نہین ہو سکا غرضکہ تمام معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدۂ اَلحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی کے سی انکو کچھ علاقہ نہین تہا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑی حکمت الٰہی تہی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پہیلا اور یہ بات بہی قابل لحاظ کی ہی کہ بوقت ان خلفائی ثلثہ کے کوئی بند و بست جانشینی اُنکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای ثلثہ کو ساتہ حضرت علی کے کچھ کچھ ادب بہی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی وجہ علی المحبتہ عبادۃٌ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہِ من زمانٍ لیس فیہ عَلیٌّ یعنی عمر پناہ مانگتی تہے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہوون اور یہ بہی ایک قول عمر کا ہی ھُوَ مَوْلَایَ وَمَوْلیٰ کُلِّ مؤمن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ بہ نسبت معاویہ کے کہ جو حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چہوڑ دینگی اور تم مسئلہ

خطای اجتہادی کو بھی صرف بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جاری کر سکتی ہین کہ غایۃ الباب یہ خلافت یعنی بہ خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہو گی اور تفضیل حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہر چند خطاب امیر المومنین کا ایک ایجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہی تو حضرت علی سمجھی جاتی ہین اور جب کہی کہ فلان شخص مناقب پڑھتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب حضرت امیر کے پڑھتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۶ عدم جواز سب و لعن بر صحابہ

سبّ و لعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو و پشت کی بذکر انواع روایات کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جس سی وہ عالم شیعی سبّ و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات کہسکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس صرف بچے معاویہ حاضر ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملاً بر دشمنان اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عنداللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہی

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہی کہ جس وجہ سی لقب امام کا درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہی ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای تو وہ دوسری بات ہی جیسا کہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کوسری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بہی امام کہتی ہین اور آیت ۳۔ سورۃ الاسرے یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہی کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک و بد ہونے امام کی بہی نہین ہی پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارزبازار ہی سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھ جای تعرض نہین ہی مگر کمال ادب یہ تہا کہ بنسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہی کہ المجتھد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبہو خطا کرتا ہی اور کبہو برسر ثواب ہوتا ہی اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہی کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبدالرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہے اور اسمین جو کچھ رای صاحب شرح المقاصد
کی لکھی ہے کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر
منعقد شود خلافت برای او سویہ امامت اس شرح المقاصد کی عبارت خلافت
سی ہوگی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بے تکلف خلیفہ بنی اور
اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک
دوسری چیز ہے کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کے یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ
امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال ہیگا اور بحث خاص
اس فصل کتاب ہذا تحقیق کی یہ ہے کہ آیا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہے یا نہین اور شیعہ
لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس
خدا پر واجب ہے اور نصب امام کا ایک لطف ہے مگر ہم سمجھتی ہین کہ غایت و غرض نصب امام
کی یہ ہے کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہین ہے
اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اسپر واجب نہین تھا یعنی ذات اس خدا کی کسی طرح سے
اور کسی بات مین مجبور نہین ہے **بیت**

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل
بات یہ ہے کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہے مگر ہرگاہ فریقین سنی
و شیعہ کے اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ
پاک تھی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہے اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ
معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے ف أَنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بِالنَّاسِ بِمِنًى أَرْبَعًا فانکر النَّاسُ علیه فقال ایُّها النَّاسُ انی تَاَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وسلم يقولُ مَن تاهل ببلدةٍ فليصلِّ صلوة المُقيم فيها اخرجه احمد عن عبد الله بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب عن ابيه وغيره عن غيره پس اصلا اشکال نرہا اس صورت مین بااجماع علما چہار رگانہ واجب ہے۔ **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اسمین زراعت کرین اور جو زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو نہدی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہنے مین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جا بجا کشت وکار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑ کے آئے ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تا ہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین تب حضرت عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمیندار تھے جگہ دی اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین ومزرعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات بتلائے اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروا دیا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرموت مین تھی انسے لیکے اسکے بدلے مین ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی جب یہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوئے طعن وملامت کی جگہہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکر کے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر وبی بی عائشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا وہ قصاص اسی عثمان کی معلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل وموہوم کی ہے سنی وشیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے بلوا دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور جہان تک امکان تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کے عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

ف یعنی عثمان بن عفان نے منیٰ مین لوگون کے ساتھ نماز چہار رکعت پڑھی پس لوگ انکار کئے عثمان نے فرمایا اے لوگو جبکہ مین مکہ مین آیا ہون کدخدا ہوا ہون یعنی نکاح کیا اور مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ جس نے شہر مین نکاح کرے اسکو چاہئے کہ وہان مقیم کی نماز پڑھے ۱۲

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور بڑے جد و جہد سے منع فرمایا تب صحابہ نے لاعلاج ہو کے خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت مین پانی پہنچاتے اور اُنسے تنگی دور کرنے آخر تک حیلے اور تدبیرین کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصارِ کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب انصارون نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ كُنَّا اَنْصَارَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہون نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلندپروازی اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حُرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقتِ حال پر آگاہ کر دیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ ازبراے خدا یہہ بات مت کہو اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کر دیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلامون کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوایون کو زیروزبر کر دیتے انہی غلامون نے سب باہتھیار ہو کے حاضر ہوے اور بکمال آہ و زاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آفریقہ تک کسی نے ہمار تروار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرما دین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذائقہ ہم چکھا دیتے ہین کیونکہ اُن شریرون نے باتون سے رستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی لگی ہے کہ کلمہ کی حُرمت کے سبب سے کوئی ہمارا متعرض نہین ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہین گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاؤ تہارے سے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون [۵۲] واللہ لَئِنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی بشارت دی ہے اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کرو گے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ قتل و خون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین مین ثابت ہے کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلۂ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون۔ جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے یہ اولاد صحابہ سنگ

۵۱ [illegible] ۱۲

۵۲ [illegible] ۱۲

[illegible]

ربوسے اسکے ساتھ جنگ کرکے دفع فرماتے تھے یہان تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور قنبر اسکے صدمہ زخم تھا جب بلوائیون کو دروازہ سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعض انصار کے گھرونکو [illegible] الکے اندر پہنچے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالی عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب سے ہے اس [illegible] ہی کتاب مین حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا لِلّٰہِ قَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ اور نہج البلاغت کے شارحون نے فاطبہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہے کہ اُن دنون جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف تشریف لے آتے بلوائیون کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن وستم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوئی منافق ہی جانئے تا کہ حکم اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت مین کوفے مین جو خطبے پڑہے ہین ان خطبون مین قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب مین کس لئے قسم کہاتے ہوتے اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرماتے ہوتے کہ اِنَّمَا مَثَلِیْ مَثَلُ عُثْمَانَ کَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلَاثٍ کُنَّ فِیْ اَجَمَۃٍ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَہُنَّ فِیْہَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ مِنْہُنَّ بِشَیْءٍ لِاِجْتِمَاعِہِنَّ عَلَیْہِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا یَدُلُّ عَلَیْنَا فِیْ اَجَمَتِنَا ہٰذِہٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْیَضُ فَاِنَّ لَوْنَہٗ مَشْہُوْرٌ وَلَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَانِیْ اَکَلْتُہٗ وَصَفَتْ لَکُمَا الْاَجَمَۃُ فَقَالَا دُوْنَکَ فَکُلْہُ فَاَکَلَہٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتْرُکْنِیْ اٰکُلِ الْاَسْوَدَ فَقَالَ دُوْنَکَ فَکُلْہُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اِنِّیْ اٰکِلُکَ فَقَالَ دَعْنِیْ اُنَادِیْ ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰی ثَلَاثًا اَلَا اِنِّیْ اُکِلْتُ یَوْمَ اُکِلَ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَوْتَہٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیْ ہُنْتُ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ اور یہہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہے کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور و مسطور ہے کسیکو انکار کی جگہ نہین - اور عبداللہ بن سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیون کے پاس جا کے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْہُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ انکے قتل کے بعد

کرین اسی روز
سبک ہوگیا [illegible]
کو عثمان [illegible]

بہت سے فتنے وفساد برپا ہو نگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت کے صاحب راز اور کو منافقوں کا علم حاصل تھا یعنے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی اُنکے حق میں اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن اُنکے دفن میں جو تاخیر ہوی وہ ایک فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اوباشوں اور بلوائیوں نے سر سبھائی ڈراتے تھے اسلئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سوگئے تو زبیر بن العوام وحکیم بن حزام ومسور بن مخرمہ وجبیر بن مطعم وابوجہم بن حذیفہ بدری ولیسار بن مکرم وعمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہید کے مانند انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے کی امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملائک بھی آدمیون کے عوض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوتُ عُثْمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی موید ابن ضحاک کی روایت ہے جو سہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتَّى يُصْبِحَ مَثَلُوا بِهِ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَمْكَنَّا لَهُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتَّى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اثْبُتُوا فَإِنَّا جِئْنَاهُ لِنَشْهَدَهُ وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُولُ هُمُ الْمَلَائِكَةُ

اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتیں سننا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلَى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُورٍ تَعَمَّمَ بِهَا وَبِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي إِلَى رُؤْيَاكَ بِالْأَشْوَاقِ وَأَرَاكَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

انتحیی ممن فی الجنة ملکا مدینا و قد عمنا الی الولیمة فاتانا سابادر لذلک رواہ حسین عم ابن الله العقبہ

اور ابو سعید نے [illegible] ماہر محدثین سے ہو اور جسے بعض آگے [illegible] کو معتبر جانتے ہیں کتاب

الفتوح میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ [illegible] لاشی تو اور حضرت امام حسن کا خواب بھی مشہور اور صحیح الروایت

ہے اور ملحی عیون میں [illegible] عن حسن بن علی قال ما کنت لاقاتل بعد رؤیا رایتها

رأیت رسول الله صلی الله علیه وآله [illegible] واضعا یده علی العرش ورأیت

ابا بکر واضعا یده علی منکب رسول الله صلی الله علیه وآله و سلم ورأیت عمر واضعا

یده علی منکب ابی بکر ورأیت عثمان واضعا یده علی منکب عمر ورأیت مادونه

فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان یطلب الله به وروی ابن السمان عن قیس بن عباد

قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللهم انی ابرأ الیک من دم عثمان ولقد طاش

عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاؤنی البیعة فقلت الا استحیی من الله

ان ابایع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم الا استحیی من رجل تستحیی منه

الملائکة وانی استحیی من الله ان ابایع وعثمان قتیل فی الارض لم یدفن بعد فانصرفوا

فلما دفن رجع الناس یسئلون البیعة فقلت اللهم انی مشفق مما اقدم علیه ثم جاءت

عزیمة فبایعت قال فقال امیر المؤمنین فکانما صدع قلبی وروی هو ایضا عن محمد بن الحنفیة

ان علیا قال الجمل لعن الله قتلة عثمان فی السهل والجبل وعنه ایضا ان علیا بلغه ان عائشة

تلعن قتلة عثمان فرفع یدیه حتی بلغ بهما وجهه فقال انا العن قتلة عثمان لعنهم الله فی

السهل والجبل مرتین او ثلثا وروی هو عن عبد الله بن الحسن بن الحسن علیهم السلام قد ذکر

عنده قتل عثمان فبکی حتی بل لحیته وعن جندب قال دخلت علی حذیفة فقال لی ما فعل

الرجل یعنی عثمان فقلت اراهم قاتلیه فمه قال ان قتلوه کان فی الجنة وکانوا فی النار

اس لائے کہ قدم
رکھو تابیں اس پر
پھر یہ اس کے بین
معصوم مصدر سے لایا

سید اہلبیت کرام سے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے باب میں ۔ اور حذیفہ کی حسب حدیث نبوی شیعہ کے پاس معارف الحدیث سے ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے ما حدثنا کہ حذیفہ قصۃ فتنہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے مغموم ہوئے اور ان کے بہشتی ہونے پر اور ان کے قاتلوں کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے گر ہم ذکر کریں کئی دفتر مبسوط چاہئے ۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ اجماع مورخین ہے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد ذیحجہ کی اٹھارویں کو واقع ہوئی اور بلا شبہ انکا دفن بقیع میں شنبہ کی شب میں ہوا اور جب پیغمبر برحق و رسول الصدق کسی کے حق میں بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر استشہاد کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسباب کو مختصر کریں ۔ وَفِیمَا ذَکَرۡ کِفَایَةٌ وَ لِاَهۡلِ بَصِیۡرَةٍ هِدَایَةٌ وَالۡهَادِیۡ هُوَ اللهُ تَعَالٰی ۔

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۱۲۲ الواطت با زوجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳ - نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئی تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خداسی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاو کھڑے ہوکہ یا بیٹھ کر کہ اور آگے سی یا پیچھے سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انّی شئتم کو بمعنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل ازروی تفاسیر جلال الدین و یحییٰ زمخشر کی یہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انّی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھے سے اور اسی انّی ظرف مکانی کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کھیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین

اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا۔

زمین شور سنبل بر نیارد ؛ درو تخم عمل ضائع مگردان

اور اس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بست بابی نے باب دہم مین بذیل بست و ہفت مکروہات جماع کی سترہوان مکروہ عبارت ذیل سے لکھا ہی ہفدہم دخول کردن در پس زنان و مالک کہ نیز کنیزکی از علمای سنیان است بہ این رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روسے کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفای ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست و ششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا از روے ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابوبکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہو کر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از روے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابوبکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تا حیات اپنی پھر کوی بات حضرت ابوبکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابوبکر انکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکہا گیا اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ اسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابو بکر ایک خلیفہ وقت کے پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی تو صرف اسیقدر امر کافی تھا یا نہین کہ حضرت ابو بکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعوی ہبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہوسکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسی ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب دلانے حضرت فاطمہ کا اوپر حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا — اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابو بکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی نامقبول ہو چکی تہی تو کیا ہمت انکی پہر اوسطرف متوجہ ہوسکتی تہی بلکہ یہ التفات نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی و دلخستگی کی انکے ہے

فصل ۱۲۴ عقد ام کلثوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بہتیرا روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور
کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی۔ اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا
ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہین ہی بہرحال خلاصہ عقد
ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تہین
کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب و صہر منقطع یوم القیامۃ الا نسبی
وسببی و صہری کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب
اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ کل نسب سبب و صہر کٹ جائیگا بروز قیامت کے
مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے
اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڈہا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی ازروی شہوت کی
نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیرسن
ہی تو یہ بند و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود
رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ
دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ
اپنی گھر جا کر کے کہے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون
قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پر از غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کے
یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے
کیا تہی یعنی دراصل واسطی نجات اپنی بعہد نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تہے یا
بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تہا اور
یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر یہ نسبت اپنی اس بات کو
پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑہی سی بولایت چچیری بہای

انکی بیاہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک بد کا اور ظاہرا یہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا ہی ہی کہ حضرت عمر رض نی درخواست اپنی شادی کے کی ساتھ حضرت فاطمہؓ کے کی تہی اور اُسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر گئے انکی مقابلہ مین حضرت عمر نے شکست کھائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمام تر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے جو ہمنی زبانی پوچھا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے یا نہین تو مولویصاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے وصال نہین ہوا اور صاحب رسالہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی کے پاس دو بیٹیاں تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقے انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقے حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے اسما بنت عمیس کے کہ جو اسما بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گھر مین لائے تہے سو درخواست شادی کے

حضرت عمر کی در اصل ساتھ اُس اُم کلثوم دختر ابو بکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالۂ الہامیہ نے منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہرگاہ حضرت عمر کا استدعاے شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سنیہ کے تھا تو بیشک یہ استدعا ۱۷ سنہ ہجری مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے ۲۳ سنہ ہجری مین انتقال کیا تھا اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا تھا پس ضرور ہی کہ سنہ ۱۷ ہجری مین بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تھا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور کتب سنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش سال کے تھا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقی حضرت ابو بکر کی تہی ورنہ ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا ۲۳ سنہ ہجری مین ہوا تو اتنی زمانۂ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر حضرت علی سے کیا معنی رکھتا ہی الغرض ای ہماری اسبات پر قرار پکڑتی ہی کہ ہرگز شادی خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تھی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو وفی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرکے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبد تعلیم اطفال وبیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب وامیر وجاہل وعالم ودیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض ومعروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور وتفاخر بھی اہل غرور وتفاخر کا اور نفرت امرا وعلما وغیرہ کی اشخاص فروتر
سی انکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس واج عام جمعہ وجماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کرسکتا ہی جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق وپرہیزگار ہو مگر بغیر
اس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کرسکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو پٹہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسی
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی وعلم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑہاوی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصاً مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے
اور جاننا قرات کا عقلاً بہت ضرور ہی تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرات کی اصل نماز

اذان سنت نماز کی ناجائز ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑہتے تھے اور وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا —

فصل ۱۲۶ عہدہ مجتہد

ہر گاہ قران و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین اپنی اُس رای پر بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد مات الفتوی یعنی مر گیا مجتہد تو مر گیا فتوی اُسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مرجانے فتوی کی نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان چند مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جاے تو اُسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ اگر شخص حنفی ہو کر کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتی ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بھی کوئی وجہ ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکھن کے معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است — در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلہ اوست — از جانب مادر در دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ[۱] عبد القادر جیلانی پسر سید[۲] نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد[۳] اللہ عبد الکریم ابن[۴] یحیی الزاہد ابن محمد[۵] ابن داؤد[۶] ابن موسی[۷] ابن عبد[۸] اللہ ابن موسی[۹] الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن[۱۱] مثنی ابن حسن[۱۲] مجتبی ابن علی[۱۳] مرتضی غرضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محیّ الدین کہ انوار جمالش — زعرش و کرسی از سمہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش — وصالش دان ز معشوق الہی است

۴۷۱ ۹۱ ۵۶۲

اور ہمکو معلوم ہے کہ سادات قصبۂ مجہر ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیفے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھہ تصریح انواع کرامات و خرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ د جہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہے کہ شیعون کو کچھ سو ر اس بزرگ سی ہے مگر افواہا سنا گیا ہے کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مارے گئی ساتھہ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہے مگر یہ بات بہی سنی جاتی ہے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو تو ہم یہی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہوگے اسواسطی کہ سید ہو کے ایسا فقرہ انکی منہہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے مارگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارگئی تو صاف مطلب اُسکا یہ ہوا کہ جیسا دادا نے کیا تھا سو اسکا بدلا پایا۔ اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر بھی ہی کہ روز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہی سو یہ فقرہ بھی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اُس کتاب غنیۃ الطالبین کو ابتک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچھ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ مراتب مذکورہ بالا کے اور بھی کچھ وجوہات سوء کی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی اور شعر مفصلہ ذیل سے بھی شیعون کا سوء رساتھہ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی۔ شعر

دسوین نہ کبھی حضرت شبیر کی سوجھی　　گیارہوین سو بھی تو بڑی پیر کی سوجھی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سُنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا ازروی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناکافی ہی اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بھی تین منزل سی بڑہکر ہین پس یہ سنی لوگ اُن مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئی کہ متواتر یا حسن یا غریب و منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا کربلا جاکر کے موقع ظلم شامیان شاقیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت نبوی کے ہوسکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہوکر کے حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرح سی کربلا وغیرہ بہی ہوکر کے مکہ کو جائین تو اس حال مین وہ عذر بالائی تین منزل زیارت قبور کا بہی طی ہوجاتا ہی اور ہمارا اعتقاد تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوۃ کے اصل حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی کی ہی اور کیا معنی اسکے ہین کہ بعد حج کے سود لینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاوے اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتی ہین سو یہ عذر بہی فضول ہی اسواسطی کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پر وہان تبرا نہین ہوسکتا ہی

فصل ۹۲ ا مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام سی کہ ان حالات کو یاد کرکے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت مسیح و بد سلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر بہتر کرنے وا [illegible] نہین یہ مصائب کربلا کچھ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید اور اُنکی توابع کی [illegible] کیان سوزنی خلاف مصلحت مذہب سُنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سُنی سے شیعون کا سا [illegible] لازم آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی [illegible] حدیث مین مُسنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک [illegible] درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسولخدا کے آخر مقبول فریقین ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھ مخالفت بہی نہین کی ہی پس اُنکی حالات سنی مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست گو سنین اور دیکہی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سُنی مذہب کے آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کربلا کی لکہی ہی اور البتہ یہ کتاب اس قابل ہی کہ عموماً عشرۂ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہ پہ ایک رباعی اُس کتاب کی تیمنا و تبرکا نقل ہوتی ہی

رباعی

مسلم ہی وہی جو ہو فدائی شبیر
جان اپنی کرے نذر برائی شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم
کافر ہی جسے نہین ولاے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ کی ہم کچھ تائید نہین کر سکتی ہین کہ البتہ کچھ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہی اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھ سرزنش بہی ہم نہین کر سکتی ہین۔

حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید
کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چو غنچہ بالب خندان بیا بمجلس شاہ
پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۰ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہے کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہے کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز سچ یہ ہے کہ دن بھر روزہ رکھ کرکے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہے مگر یہ التزام مالایلزم کرنا حضرت عمر رض کا بہت قابل پسند ہے کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا سنیون مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین سب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھی

فصل ۱۳۱ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مؤمن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہے تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہے شعر ہندی

سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ٭ گو رسی آٹھکی بن پوچھی علی علی دوہراوینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہے کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہے اور دونون فریق کے

پاس اصل آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو رات تک اور اس ترجمہ مین بھی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ما قبل یعنی مغیا سی نہو تو ما بعد حرف غائت کا ما قبل سے خارج سمجھا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روزہ سے نہین ہی اسواسطے روزہ سے رات خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بھر کے فاقہ رہنے کا مگر شیعون نے جو کہ شمول کچھ رات کا روزہ مین کر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چھوڑ کر کے وضو مین ہاتھ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتے ہین اور یہ اختلاف بھی فضول و رائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق کے مقبولہ طرفین ہی یعنی جب ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور ہم تو یہ سمجھتے ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بھی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا کہ افطار روزہ مین کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین مسئلہ سوم غسل و مسح پاون کا سو اصل آیت قرانی اسطرح ہی اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دہوؤ تم لوگ منھون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو اور اپنی پانوون کو ٹخنون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح ہی کہ دہوؤ تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطے کہ جب منھ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر سے شروع ہوا تو بی شبہہ سیاق عبارت کا

+ اب تحقیق سے معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ بھی وضو مین مرافق کو دہوتے ہین مگر ایک اختلاف باقی ہی کہ مرافق سے کہنیون تک ہونا چاہیے یا انگلیون سے مرافق تک طریقہ دوم موافق سیاق آیت قرانی کے معلوم ہوتا ہے

یہ چاہتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہی اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم کے لام کو کسرہ بھی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرات سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بھی پڑھا جاتا ہی تو اس حالت مین بھی کلام فی سیاق رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیا دشوار تہی فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وارجلكم الى الكعبين وامسحوا برؤسكم یعنی دہوؤ منہکو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانون کو پچلیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہو سکتا ہی کہ [illegible] دہونا پانون کا ابتدای بانی اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو بجواب اسکی شیعہ لوگ بھی کہہ سکتی ہین کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک شیعی معزز کی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہو کر کے وضو کرتے تھے اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تھے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک مردہ نجس ہی اور چھونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشاء ایجاد مُردہ شو نکا ہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتھ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بھی ایک خدمت باسعادت اپنی سمجھتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی — **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوصا اس حال مین کہ طرز منہہ اور لر لرا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتھ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کیونکر گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا **مسئلہ ششم** علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر ایک متوفی ایک دختر اور ایک برادرزادہ چھوڑ کر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا برادرزادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجہ وراثت عصبہ کا قرآن سی پیدا نہیں ہی مگر شک نہین ہی کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سی نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق حسبہ ابن عباسؓ وغیرہ بنی اعمام کا تہا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نی کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدہا حق عصوبت کا لیکر کے اس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرحسے دبایا چاہتا ہے اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجے کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی مین اس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہی اور ہمین نظر صرف اوپر ذکر چند مسائل مذکورۂ بالا کے اکتفا کیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سوا اکثر مسئلہ شیعہ لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابو حنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے

فصل ۱۳۳ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی ہ

گر لکھی یہ حدیث نبوی سے
بے صل علی نام علی بے ادبی ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیای فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاباً اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ملت مصطفوی ان برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوۂ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا ان ناقد علی آن وارث نبیؐ ان عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود وسخن طریقت بیشتر او گفتہ است وروایت بیشتر از و آمدہ ہست کلمہ چند از آن او بیاوردم کہ ایشان ہمہ یکی اند یعنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے دوازدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ مشائخ بود و اعتماد ہمہ بروی بود و مقتدای مطلق بود و ہم آلہیان را شیخ بود و ہم محمدیان را امام و ہم اہل ذوق را پیشرو بود و ہم اہل عشق را پیشوا ہم عباد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کرین کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوازدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و تپاک کے اقرار ہی اور شاہ عبد الحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی۔ دوم عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت وجماعت را با اہلبیت چیزے در راہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بھی ہین کہ انکو ساتھ اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی۔ سوم درخیال باطل ماندہ ہست آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پر کہ پیغمبر خدا کو قبول کرکے قرآن وعترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی رکھتا ہی اور یہ کیا ایمان ہی [illegible]

پیش [illegible] بیعت کردند و او [illegible] انیدند — راقم حروف - امام شافعی پر کچھ موقوف نہیں [illegible] اہل حدیث نسائی وغیرہ کی بابت محبت اہلبیت کی انواع عقوبت سی بہت لوگونکو جانیں گنوانی پڑی ہیں اور ابھی [illegible] موجود ہیں مگر بقول لارڈ بیکن کے کہ رگ وہی ہے مگر خون وہ نہیں ہے اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہے کہ ہر شخص اپنی آزادی دی سکتا ہے تا اینکہ اگر ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھے تو اس سے کچھ تعرض حکام کو نہیں ہے بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہے کہ جو شخص چاہے سو تردید قول اس دہریہ کی کرے

ہفتم انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمدؐ را میدانی وزرای او را بجای خود باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان او را ہمچنین تا سنی پاک باشی ۔

راقم حروف - عجب وزرا ہیں کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج کر دیا مگر کیا کیجے کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت وزرا کو بمجبوری قبول کرکے جائز رکھا الراقم

خلافت کو نہیں گر مان لیتی تو کیا کرتی   کہ انکا ظلم سہنی کو بنا سارا گھرانا ہے
اسی سبب سے تو ہم بھی مان لیتی ہیں خلافت کو   ہوا اسلام شائع واقف اس سی اک زمانہ ہے

ششم ابوحنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ ۔

راقم حروف - یہ قول ابوحنیفہ کا محض خبط و لغو ہے اسواسطے کہ حضرت عثمان کو بذیل جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے اسواسطے کہ حضرت عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑے تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا بی معنی ہے اسواسطے کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ دختر چار عورتون کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہے اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہین ہے — دوسرے یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ دہقانیون مین دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتی ہین اور آپسمین شادی بیاہ بھی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت و دوازدہ امام مین فریقین ہمداستان ہین تا اینکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر گھڑا شربت کا لیکر عشرۂ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کا نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشھدون ثم انتم ھؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پھر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابو الحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری کی ہی ایک مرثیہ بھی انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر مفصلہ ذیل بھی انکا ہے

یا علی کیست کہ او بندۂ احسان تو نیست   بندۂ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدة المجالس و وقعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر جمی و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کرکے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام است   سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین   بتوہین علے صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن   علی مرتضے آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع
ہوگئی اور فضل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب
سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ [illegible] جاری ہوا از طرف فریق ثانی انکی تحریر پای اور ایک کتاب
بڑی شور و زور سی باسم اسوہ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان
علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث
سی معمور ہی اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ
اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث
موضوعہ و غیر موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو
ابتک قصداً نہین دیکھا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور
ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے
کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین
کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنہ و قصبہ پھلواری کو خوار و خارستان
کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرعہ
بہار آی الٰہی چمن پری ہو جای ۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ مخالف سنیان
معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ یہ
سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ حد کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای
خذ ما صفا ودع ما کدر کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین
اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے
رای کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے
اسواسطی کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین **چہارم** یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقینا اسمین سے معلومات ہماری دس حصہ تک بہی نہین ہونگی اور اسمین سے ایک حصہ بہی ہم لکھ نہین سکی ورنہ ہمنی صرف بقدر ضرورت پر اکتفا کیا اگر در خانہ کس است یک حرف بس است **پنجم** یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ صافیہ کا بہت پاک صاف ہے کہ یہ لوگ یاد الہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین اور تمام جھگڑا و فساد کو متکلمین پر چھوڑ دیا جای **حافظ**

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ٭ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱ حامد تحقیق مبشر بستی ۱۲۹۴ھ	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲ افضال صفدری ۱۲۹۶ھ	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳ ہدایت الطریق در باب الاقتصاد و التحقیق ۱۲۹۵ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب حسینی بھاگلپوری

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا تاریخ لیا گیا ہے اسواسطی کہ یہ حرف تا بجاے ہای ہوز کی ہے اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجۂ فصل ۸۱ مین مندرج ہے

مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۴ کیا خب ہہ باغ ارم ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۸۵ مین مندرج ہے
۵ مرحبا غالب ہو ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۸۵ مین مندرج ہے
۶ منقبت حیدر کرار کی ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷ زہی ذو الفقار علی ولی ۱۲	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص محزون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہے
۸ میز حق و باطل کتاب با خطاب ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص ندرت فصل ۹۰ مین ہے

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات	سال وصول کتاب	ایضا فصل ۹ مین ہی
۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲ ۹۵	سال وصول کتاب	ایضا

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حاصل مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین ۔ اول

ازجناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور ممتاز و عالم و طبیب بہی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہی	فضائل مین ہی اور مصائب مین ہی
جناب وحید زمان نے لکھا	رسالہ یہ حال مذاہب مین ہی
سراپا ہی انصاف طبع وحید	وہ مقبول درگاہ واہب مین ہی
بنزد جہان علم و دین وحید	نہین ریب انکی مراتب مین ہی
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب مین ہی
لکہی مین نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب مشارب مین ہی ۱۲ ۹۵

دوم ازجناب ایضا

واہ وا باب اصول دین مین	مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب
ازپئے تاریخ اغاز کتاب	شور ہی لکھا حد تحقیق خوب ۱۲ ۹۴

سوم ازجناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور نی جھگڑا	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکہی ہی مین نی یہ ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلہ شرع صدر اعلی کا ۱۲ ۹۵

چہارم ازجناب ایضا

ایمان کی دی ہی داد جوازادنی دلا	جن و بشر ملک نی انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا
۱۲۹۴

پنجم ازجناب ایضًا

یہ تحقیق مذہب مین انشا ہوا رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب نہایت با یجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ یہ لب تواریخ زیبا ہوا
۱۲۹۴

ششم ازجناب ایضًا

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی ہر اک پاتا ہی فیض اُنسی وہ دین مین جو کم بین ہی
نہی ہادی نہی عالم نہی منصف نہی جواد عجب وہ ذات بابرکات وہ با انصاف و تمکین ہی
رسالہ یہ حا تحقیق و بستان بلاغت ہی گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈہونڈہا صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

تتمہ یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علیؑ او وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ مینی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلحاظ تمام حالات و کیفیات نیک و بد اُن لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذہبن السیئات کے سب نیک و بد کو مجرا مجرائی کرکے یہ لوگ بہی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوسے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبیؐ کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصًا باعث ادب کا ہی اور بال کی کہال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطا علی صاحب رنیہ

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بیوجہ نہین ہی، بہر حال بار خدایا جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اسکو اپنی خداوندی سے معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہشتم یہ کہ

المنت لله کہ نیازم بہ نسب نیست ؛ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب و نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور نسب کو کچھ دخل نہین ہی **شعر**

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی **مصرعہ** بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است پس قیاس چاہتا ہی کہ صوبجات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک تجسس اسبات کا بہی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اسکا بذریعہ اولاد و احفاد اسکی جاری ہی اور بلند نامی سے ایک شخص کے سربلندی اسکی قرابتداران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال ہمارے آبا و اجداد و قرابتداران کا لکہا جای کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت عام اس کتاب کی درمیان قرابتداران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب رئیس وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سُنا ہی کہ عالم وفقر عمدہ
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
وپیر فقیر نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
دیکھو چھچھ وبہار ومنیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلہ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کراے
برسرای چار کروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدائش
انکی سنہ ۱۲۰۴ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اُسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدائش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا اُنکی جو کہ عامل پرگنات بھوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کرکے مادہ پیدائش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تہا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری سے
مطابق ۱۳ - مارچ سنہ ۱۸۶۴ع کے ہوا کہ برعایت اُسی لفظ چراغ مادہ پیدائش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہاے
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار اُنکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ بامداد علی
اور کل عمر ہماری باپ کی بچہتر برس کی ہوگی اور ہماری باپ سید امداد علی ۱۲

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد ۲۳ تیئیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۷ء سی پنشن لیکے ۱۹ انیئس برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ سنے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین بھی خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سی بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پر دادا سید بقیت اللہ صراحتہً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تہا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پر دادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کر دیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریاے
سون مین کشتی پر سوار ہو کر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین روز وعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہو کر کے آگے کو بڑہے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چارنا چار پچہم کنارہ نیچی
کوئلور کے آلگی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تہا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار کو اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول وبیباق ہو گئی مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے دادا کا ساتھ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک امر التزامی تھا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کھاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جا کر کے اور راستہ پر سے یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے اور اُنکو مہمان بنا کر کے کھانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان اُنکا تھا اور اُنکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد اُنکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو بیٹیونکی طرف سی کچھ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ اُنکی انتقال کا غازی مرد ۱۲۶۲ھ ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی اوپر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دائم رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جاناں یا حضرت شاہ [illegible] یا کسی دوسرے بزرگ سے استفاضہ
باطنی کرکے تارک الدنیا ہوئے اور قریب [illegible] ہجری کی انتقال کیا اور انسے خوارق عادات
وکرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] الدین کہ موضع
سرہدہ ضلع گیا میں سکونت پذیر ہوئے اور [illegible] بادشاہ دہلی کی طرف سے
ملی اور یہ ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکا بھائی [illegible] سید محمد [illegible] خان
وزیر السلطنت تھے اور دہلی کی طرف سے وکیل مطلق ہوکے روم کی بادشاہ کے
پاس گئے تھے اور دہلی میں انتقال کرکے لاش انکی آٹھ روز میں سرہدہ میں آکے دفن
ہوئی اور ایک مسجد عمدہ انکی سرہدہ میں ہے اسکی قریب عیدگاہ کہ دریای پھلگو میں واقع
ہوگئی ہے اور ابتک قائم ہے اور [illegible] خان پسر میر محمد فرخ ابن ملا سعد یعنی
بھتیجے حاجی محمد سعید [illegible] خان کی [illegible] کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین
وغیرہ کے ابتک مقام نوشہرہ قریب [illegible] شکوہ آباد کے ضلع میں پوری اور خاص
مقام ایٹاوا میں [illegible] وہیں اور راقم [illegible] کو بعض ان قرابت داران سے ملاقات ہے
اور مقام ایٹاوا میں سید عظمت علی صاحب ملیدار و مختار کار معزز ایٹاوا نے ہماری
دعوت بڑی تکلف سے کی تھی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہیں اور اس ملا سعد کے
ایک بیٹا محمد فرخ اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن جھیانواں ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
کی بیٹا سید ابو المعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری ماں تھیں کہ اس رو سے ہماری ماں کی نانا سید فضل المصطفے
کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھے اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب
رئیس اعظم پٹنہ محلہ [illegible] کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہیں
اور ہماری ماں کے آبائی جد اعلی سید محمد عرب جنگ سوار تھے کہ جو اس ملک میں آکر

نیوره قریب داناپور کو ایک ہندو راجہ سی لڑا کے ذبح کیا تھا اور انکی قبر اسی نیوره مین
مین ہی اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے [illegible] نیوره و کریم [illegible] و آباد
انہین سید محمد عرب خنگ سوار کے ہین اور بہت اولاد انکی [illegible] واضعات کنہ [illegible] و آوم پور
پیلانہ ان وغیرہ مین ہین اور یہ بات سنی گئی ہے کہ آن سید محمد عرب کی [illegible]
سید حسن خنگ سوار تہی [illegible] قریب اجمیر کی کسی پہاڑی پر بنی ہوئی ہی مگر ہمکو خود
کوئی تحقیق اس بات کی [illegible] نہین ہی [illegible] سادات رضوی سی تہے
بہرحال ہماری مان انکی نسل مین سے بنت سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید
محمد منور ساکن نیوره قریب داناپور کے تہین جو کہ بتاریخ ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق
۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۴۷ع کے انتقال کیا اور عبادت و ریاضت فقر وغیرہ مین لوگ قدم بقدم
اپنے دادا کے تہین اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی حیات جو تہین عابده		بیاد الہی وه کامل [illegible]
جو رحلت کو پوچہا تو دل نی کہا		[illegible]

اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس [illegible] نے [illegible] کے [illegible] کا [illegible]
لیا ہی اور یہ ایک [illegible] لینا [illegible] بجای الف کی درست [illegible]
سید سلامت علی بعہده [illegible] ضلع شاہ آباد کی مقرر تہی اور انتقال انکا سنہ ۱۲۳۲
یعنی سنہ ۱۲۲۴ فصلی مین ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب [illegible] الطلاع وغیرہ کی [illegible]
سید فریدالدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تہی کہ سید
فریدالدین ہماری منجھلی بہائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۶۸ع
روز چہارشنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدایش انکا کسی شاعر نے حسب ذیل نظم کیا ہی

ز تاریخ ہجری ظہور حسن ؛		ز تاریخ فصلی ظہور علی ؛
۱۲۱۰ ـــ ۱۲ھ		۲۱ ـــ ۱۲ھ

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے عربی مین حسب ذیل ہے

اد فرید الدین لاقی ربه | من خیار الناس ال الفاطمه
رمت تاریخا لتلك الواقعه | قال قلبی نیل حسن الخاتمه

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا خیریت سی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہی بعہدہ سب ڈپٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اُسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۱۰۸ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران مینوسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری مانکو تین برادران تھے سید لطف علی و سید راحت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔

بود سید جنتی راحت علی ؛ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنہ ۱۸۷۵ع مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس کے غازی پور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کا منیورہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہمارے
ایک شخص ازبس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت
دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدہ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام ونشان و
عزت وآبرو سی سفر تھی کہ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطابق ۲۳ جولائی
سنہ ۱۸۷۳ع کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب
سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہے۔
بفرزند علی جنت عطا شد۔ ۱۲۹۰ھ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی
وفارسی وانگریزی مین ازبس لائق ہے کہ ذکر اسکا اس کتاب مین اندر فصل ۴۹ کے
ہو چکا ہے اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہے کہ اسنے محرم گذشتہ کی نوین
تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسے ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا
کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کھاتا ہے سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطے ہے
سو اگر وہ کمل اسکو دوگے تو تمکو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین
اسوقت جاگا تو ایک آواز سنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہے آخر
فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر
کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کھلوا کرکے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک
ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھٹھرا رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اس کمل کو
نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطے برف لانے کے مقرر تھی اور اس کمل کو لیکر کے
اس ہندو فقیر کو اوڑھا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اٹھکر کے وہ کمل اوڑھی ہوئے
امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اس چبوترہ سی بطور سجدہ شکریہ کے اپنا سر

[illegible] کسی جنید [illegible] دیا رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخرالدین نے
کہا ہمارا کرتے [illegible] کہ دلوانی خرچ کیا شان ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
[illegible] ایک ہندو فقیر نے سوال کو ہی ، دنہیں کیا اور اب حال عقیدت فخرالدین کا یہ ہے
کہ [illegible] خاص امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سے باہتمام خاص اپنے درست کرا رہا ہے خدا مبارک
کرے آمین ۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعہدہ سب ڈپٹی کلکٹر کے
مقرر ہوا ہے اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہے اور سید عبدالوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑے
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ ع
بعمر اندر ۵۳ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے ۔

یاالٰہی داخل جنت بود عبدالوہاب ۔ ۱۲۷۹ھ اور سید ظہیر الدین پسر سید عبدالوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہے اور امتحان وکالت درجہ اعلی ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طے کرکے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور
سید عبدالکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبدالوہاب بھائی اپنے کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ صفر سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۳ ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کار نامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت علی
تھے ماموں ہمارے کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور محبت اہلبیت ایک خاندانی بات انکی ہے اور انکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ مترجیت سنگھ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا

زنسیان خود م خورسند می باشم کہ در پیری ٭ بیادم مید ہد کمتر ز ایام جوانیہا

اور ایک خالہ ہماری مسماۃ نصیبن زوجہ سید بضاعت علی کی سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پرسی مردہ اٹھائی گئین اور انکو تین پسران تھی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر پٹنہ کے تھے کہ جو سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھے دوم سید محمد یحیی منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھی اور انکی جان کثرت عبادت و ریاضت سے گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکرہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کھاتی تھی اور سرکاری کام سے فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادۂ انتقال نگار راقم حروف سے حسب ذیل ہے۔ داو غم و درد داد ۱۲۷۴ ہجری سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہے کہ انکو بھی کوئی اولاد اسوقت تک نہین ہے اور پیدائش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳ - صفر سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق ۱۲ - دسمبر سنہ ۱۸۱۸ع کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سے نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہے شعر ۱۲۳۴ ہجری

وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ٭ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکھی گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہے کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح ام المومنین کا حمد مین اور ذکر نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تھا اور عبارت نکاح ام المومنین کی اسطرح پر تھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد داد

سو اگر اس ام المومنین سی حضرت عائشہ مراد ہون تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تہا کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سی متعلق ہی نہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت عائشہ سی کوئی اولاد نہین ہوئی اسواسطی ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادیمین دستور نہین ہوئی اور اسیواسطی [illegible] ذیقعدہ مین جو نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو [illegible] کا مہینہ کہتے ہین اور اس مہینہ مین نکاح کی پرہیز کرتے ہین اور قریب [illegible] رقعہ کے بعض دیگر رقعیات اہل تسنن مین بہی کچہہ کچہہ بوی تعصب سنیت کی بطرز بدیہ دیکہی گئی

شعر

زہر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا ∴ کہ شکایت ز فلک شیوہ عام است اینجا

مگر تین رقعیات منجملہ دیگر رقعیات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے مستند ہوئی اول رقعہ نوید سید ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اسکا جناب مولوی سید نور [illegible] صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہین نشان حرف ص کا دیا گیا دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین المتمسک بالثقلین السید واعظ حسین کا ہمکو پسند ہوا اور [illegible] کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہم لوگون کا یہی ہی اور سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہین سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید غضنفر حسین و راجہ سید باقر حسین تعلقداران اکبرپور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین کے ہی اور ایمان وحب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم الله الرحمن الرحیم

زهی حمد آن بادشاه مجید
که نه حجلهٔ آسمان آفرید
صدف را گهر بحر را موج داد
بهر فرد از فضل خود زوج داد
رسولم گل بوستان خلیل
جلیل و جمیل و شکیل و عقیل
بر آن خسرو نه محل صد درود
که در پرده حق راز با او کشود
سرور دلش حضرت فاطمه
خدا کرد عصمت برو خاتمه
وصیلش بتوقیر از جمله بیش
که بنهاد بر پشت او پای خویش
خوشا رفعت و شان آن شهسوار
نبیؐ داد دختر خدا ذو الفقار
علی راز دار خدا و رسل
علی کاشف سرّ هر جزو و کل
حسن رنگ افزای باغ جهان
ازو گشت سرسبز کون و مکان
وحید زمان سرور مشرقین
شهنشاه عالم امام حسین
بنسلش همه مهرتابان شدند
عیان نه امامان ذیشان شدند
پس از حمد و نعت خدا و نبیؐ
دهد مژدهٔ نو ولایت علی
بگلشن نسیم بهاری وزید
گل و لاله در بوستان بر دمید
در ینوقت از فرط عیش و سرور
رسانم نویدے بنزدیک و دور
گل گلشنم سرو بستان من
سرور دلم راحت جان من
چو شد لفظ الطاف ضم با حسین
شده منجلی نام آن نور عین
بسانِ خضر باد عمرش دراز
معین شده عقد آن سرفراز
ز افراط افضال رب غفور
نمودم بنا بزمهاے سرور
بتاریخهاے سعید و نکو
که در ذیل ثبت است تصریح او

ز صاحبان مسرت لبخند ❋ بآن رونه‌ها سخره افزا شوند
بهمراه نوشته رونه از کرم ❋ بشان و شکوه و جاه و حشم
ز اشفاق یاران نوازند ❋ کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعه دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر واهلبیته الذین نزل فیهم آیة التطهیر اما بعد اضعف الکونین المتمسک بالثقلین السید اعظم حسین نقوی اعطاه الله سعادة الدارین بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان ومحبان خجالت نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود و آوان محمود که تمنا دل حزین بشمه ستمها مشغول لیل ونهار و بیک صبا مژده رسان آمدها است بصلاح بزرگان والاتبار وبرادران عالی وقار چنان ترتیب آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول رسم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دو سرا سید حیدر رضا طال الله حیاته و ضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامهٔ نشاط را از قدوم میمنت لزوم نور علی نور ساخته رونق دو بالا بخشند والسلام بالاکرام زیاده ناطقه آرزومند گفتار است و باصره متمنی دیدار

امید کرم هست بخورشید شما را ❋ شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

العاقبة بالعافیة

نقل رقعه سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین وعلی آله وعترته الطاهرین

اما بعد درین ایام میمنت انجام که الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل آمانی و آمال است غلغله آمد فصل بهاری در گنبد دوار پیچیده و زمزمه عیش و طرب از فرش زمین تا عرش برین رسیده ترانه مسرت و انبساط از کام و زبانها در جوش و مرغان چمن هر سو محو الحان و پر خروش

گلها و بہار فوج در فوج   مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمن و بہار شمشاد   از شام و سحر نمیدہد یاد
نظارۂ آب و رنگ گلہا   بے جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیه و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونهال چمن اقبال تازه سرو حدیقه آمال برخوردار کامگار قرة العین سید ابوجعفر صانه الله عن کل شین بمقام تہوپور انعقاد بزم نشاط قرار گرفته و تاریخ پنجم و ششم شهر ربیع الثانی یوم شنبه و یکشنبه زیب تعین پذیرفته چشمداشت از حضرت رؤسای عالیشان و اعزه و الا دودمان احباب خلت نشان چنان است که بتاریخ معینه یا قبل ازان بقدوم بهار لزوم خود بزم نشاط را زیب و بہار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرموده گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند

فقط وہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھ پانون اور آنکھ ناک اور منھ اُسکا خوب حدیث وغیرہ سی خراش تراش کرکے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اسمین بسبب نہونے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی کی ناک کسیکا منھ کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرحسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یغنی عنک شیئا کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ ای باپ میری تو کسواسطی عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی اور نہین بی نیاز کریگا تجھکو کسی شی سی اب ان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ معاویہ وغیرہ کیا کام آوینگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوای محبت حیدری کی چلی آی کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بھی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور کا ہی کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف کا بھی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد الٰہی و محبت اہلبیت کی یہ چھوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سنی بی تعصب ہین یعنی فضائل وولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث ولم یورث یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب آمین اللہ مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف آیت قرآنی وورث سلیمان وداؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی کئی گئی
اور ہرگاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبد اللہ
انکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تھی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہو گا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تہا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمانؑ و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیا نی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تہا اور اُنہی انبیا نے حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الٰہی یکے بعد دیگرے اُسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ انمین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجاوی تاکہ
رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
انکی نسل کی اسطرح پر ہوئی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہو گئی
حسب آیت ان شانئک ھو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہین کرتا ہی اور چند صاحبان معزز کی یہہ بھی ایک فرمایش خاص یہہ تھی کہ ہم کو بھی کتاب بطور یادگار [illegible] اتفاقاً تعمیل اس فرمایش کی بوجہ تحریر ہمارے رسالہ حد تحقیق کے ہو گئی مگر خوشی یہہ ہی کہ البتہ یہہ کتاب واجبی طبع آنکی نمود کی اور زبان حال انکی یہہ بات کہہ سکتی ہی کہ صلاح زنند بانشد بہرحال واسطی تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نی فریق شیعہ کے قدردانی اس کتاب کی ہماری

حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی —

نقل خط جناب راجہ سید غضنفر حسین صاحب تعلقہ دار اکبرپور ملک اودہ

جناب السید السند والجید المستند البحر القمقام والحبر الہمام علامۃ الزمان فہامۃ الدوران صدر الصدور محاکم الدینیہ والشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ والفرعیۃ اللوذعی الالمعی والمولوی الیلمعی منطقہ کرہ تدقیق نقطہ دائرہ تحقیق فاصل بین الحق والباطل فاضل عین الصدق والکامل وحید الدہر فرید العصر ادام اللہ العالمین جلالہ ومد علی اہل العلوم ظلالہ مدتی کہ نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی کہ نفوحات روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را منضر دارد بجنابہ رفیع وصدر منیع کہ مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار است ہدیہ می فرستد وبامید استجابت در منتظر تصور کرامت منظہر خادمانہ می ایستد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف آثار مقاطر اقلام گوہربار و انوار جواہر کلام درر نثار طلیعہ جنود سعود حجۃ الزمانی ذریعہ وفود سعود دولت جاودانی غیوم خاطر و بر ظہر قحط سالی وغمام متقاطرہ مانا بہمت عالی اعنی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیۃ الرسوم اعذبان من الفرات والکوثر واطیبان من المسک والعنبر محتوی بفتوحات فاتحات کریمہ ذلک الکتاب

لاریب فیه هدی للمتقین ومنطوی بفیوضات لانحات منطوق هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بمجد تحقیق مشرب حسنی مرة بعد اولی وکرة بعد اخری مانند معصرات مستنزله باستبشار دورهٔ شمس در اسد وسنبله کسحب ممطرة وصحف مطهرة بایدی سفرة کرام بررة در اوقات سعیده وساعات حمیده نزول اجلال جاودانی وحلول آمال وامانی مرحمت وارزانی فرموده غُرف نور وسرور موفوره ابواب فتوح وحبور نامحصور بر روی ارباب عقل وشعور سیما بدیدهٔ مخلص مهجور کشود ملکه سواد هر حرفش گلوی حور را از غرفات قصور بسایر بیوت ودور اهل جنان و فرادیس معمورة النور کالنور من شواهق الطور بهر نزدیک ودور می نمود یادامن امن اکواب یاقوت وبلور پر از شراب طهور مرکب بمزاج زنجبیل وکافور بر راحات ایادی حور روشن تر از وجنات حور جلوه شهود وظهور می افزود

رباعی

اتانی کتاب من المستطاب کطوبی تطل علی کل باب
فافدی بنفسی لانسانه کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق ولاسے امام مجتبی وصی مطلق همین است که از ان سید جلیل جبرئیل سلیل همان امام نبیل وحبیب وخلیل وصنو جلیل وصهر جمیل قدوهٔ آل ابراهیم الخلیل صلوات الله المقیل النبیل علیهما وعلی آبائهما وابنائهما بر روی کار آمد جزاکم الله فی الدنیا والآخرة خیر الجزاء بمحمد وآله الی محمد ولو خشن الله که آن ساعی شعائر لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی وداعی مشاعر سیجعل لهم الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین حنیف واز الافتراق سخیف که باجماع خفیف اهل سقیفه رو داده بسر کردند واین دولت عظمی ونعمت کبری بسعی مشکور وجهد موفور بدست آورده‌اند همانا از باقیات صالحات

وباقیات صالحات از زمان ظهور موفور السرور آیة الله وقائم آل الله یادگار آن مدرس حقائق التنزیل بدقائق البیان و مؤسس مبانی التاویل بمعانی التبیان خواهد ماند و گم گشتگان تیه ضلالت و غوایت را بادنی غور و فکر بصراط المستقیم و منهاج قویم هدایت خواهد رسانید

مرحبا مرحبا جزاک الله　　آفرین آفرین بقاک الله

درحقیقت ملازمان آن کاشف براقع استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع اسرار وفاق و خلاف در طلب حق آل رسول از دلائل و براهین معقول و منقول کاری نمایان کرده اند بلکه حقا ثم حقا که بر خدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کرده اند که در کنج هر فقره و گوشه هر کلمه حق نهفته را نشان داده مانند ید بیضای موسی بر کف دست آورده اند گویا درچنین تنهائی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانه و مردانه به ذوالفقار زبان و نیزه خامه مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان و سپاه ناحق کوشان شکست آورده اند

این کار از تو آید و مردان چنین کنند　　هان پیروان ضیغم یزدان چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امید دارد الطاف کریمانه و منت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیه این عطیه رضیه و تحفه بهیه و هدیه مرضیه بهره اند وز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم تاخیر ارسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کزلک عفو حک نمایند

منظومه ساقی نامه لراقمه

ساقیا سالکین دلکش کو　　شاهد نازنین مهوش کو
آن خم عهد خم کجاست بیار　　قمقم رشک قم کجاست بیار

از خمار شبینه جان بلبم / وه صبوح نکهت جان بلبم
آمده با مشوه بداد ان پیام / السلام السلام زود خرام
نامهٔ جانفزای یار رسید / گلبه گویم که نو بهار رسید
چهچه بلبلان شنو بخروش / نغمهٔ عندلیبان شنو بخروش
می سراید یکی ترانهٔ خوش / می نوازد یکی فسانه خوش
بلبلی حالتی عجب دارد / بیت غم خوانده در طرب دارد
یازده سن شروع هجرت بود / که نبی زین جهان وفات نمود
بارها گفته بود پیغمبر / که نگردد ز حق جدا حیدر
لیک باطل چنان هجوم نمود / که بپوشید حق ز عین شهود
دیدها جمله با صرو بینا / لیک بنگر همه ز مهر و ضیا
دست حق اندر آستین آمد / دست باطل بر آستین آمد
تیره فضول آنکه افضل بود / حکم نافذ نگر معطل بود
ستم و ظلم و جور شایع گشت / [illegible] و وفا [illegible] ضایع [illegible]
تا بقول یکی نکو گفتار / چو قضا [illegible] متفق [illegible]
آنکه متبوع بود تابع شد / اولیت و [illegible] رابع شد
آنچنان دین با اختلاف رسید / که بعهد [illegible] شوم و پلید
کشته شد شمع دین بکرب و بلا / گشت [illegible] یثرب و بطحا
باز خون مدینه گشت روان / رفت آخر بسوی مکه دوان
کعبه را هم بسوخت آن بیدین / کس ندید آنچه گشت [illegible]
با چنین کفر الیان [illegible] پدید / [illegible] باطل کسی بحق نرسید

لیک چون وعدۂ خداست چنین
کہ نیاید زوال دین مبین
بسر صد سن از قضا و قدر
حجت حق پدید ماند اکثر
باز غیبت چنان بخلق آشفت
کہ رخ حق ز دیدہا بنہفت
سال نہصد گذشت در تکرار
خلق با ہمدگر سر پیکار
سن ہجری کہ حال در کار است
یک ہزار و دو صد نود چار است
تا جناب **وحید** دین آزاد
صد تحقیق را نمایش داد
بعد این مدت مدید و مزید
سعی مشکور او بخیر رسید
۳۰ اختلاف و خلاف را بر داشت
صاف بگرفت و دُرد در انگداشت
خط بطلان کشید بر بطلان
حق گرفت و نمود و داد نشان
داشت در دل چو حب آل رسول
گشت ہمدوش با نوال رسول
شد نزول کمک بعزت و جاہ
از حضور جناب ظل الہ
حجت حق خلیفة الرحمان
قائم و منتظر امام زمان
۳۵ یافت حق را بجیب سینۂ خویش
یک بیک جلوہ اش نمود از پیش
در دلش ماند ہیچ شک و نہ ریب
بنوشت انچہ یافت از سر غیب
حق ہمین است انچہ او بنوشت
نیک دریافت و نکو بنوشت
حق ولی و وصے بحق باشد
در عدد ہم علی بحق باشد
جنبذ اعالم نکو کردار
کہ بحق سے علی کند اقرار
حق بفرمود احمد مختار
نتوانند نہفت حق زنہار
باز تعریفۂ حق نمود ادا
کان یَعلو و کان لا یُعلیٰ
ہمچنان اکثرے ز اہل خرد
حق گرفتند و قول باطل رد

مثل اکثر ائمہ سنّی | شافعی تفتزانی و نسائی
امر حق را پدید می کردند | سبّ قوم یزید می کردند
می بود در تمام ماہ روان | معلن حق محبّ و ایمان
چون بہر صد شہود اشہاد ہست | سیزدہ صد بہ ست آزاد است
تا عیان گشت حق بدولت او | باد دایم بخلق حشمت او
بہر تاریخ سال این تصنیف | عقل چون کرد فکر در توصیف
سعی مشکور با صواب افتاد | حق بکرسی نشستہ زین آزاد

۱۲۹۴ھ   سنہ ۱۲۹۵ ہجری

بدر وحید الدینخان بہادر و آزاد نیوروے

سنہ ۱۲۹۵ ہجری

ملتمسہ بست و پنجم شہر ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۶ ہجری مقام اکبرپور ضلع فیض آباد

المتمسك بذيل الثقلين   الراقم الاثم غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لکھنوی مدرس مدرسہ ایمانیہ

جناب مولوی صاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلے بالفضائل والمتخلے عن الرذائل محی السنة ماحی البدعة دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم —

بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیۃ گذارش مہمات ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم و انصاف از چار سو ہویدا و فساد آزار اہل جہل و اعتساف کو بکو پیداست رسالہ شریفہ حد تحقیق کہ از مغتنمات این زمانہ بلکہ در مراعات سجیہ رضیہ انصاف و ترک طریقہ نا مرضیہ معاندت بخلاف بسان مولف خود وحید و یگانہ است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجدید عہد عتیق موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف و خہی مولف کہ قول لی اللہ المتعال انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بر خود لی و خوش اسلو

بود دال است اخفی نیشود آنشیعی و سنامیند فالحق الذین این رساله [illegible]
و مجموع بلحاظ انجمعی از موافقین تشخیص نمی است کلام حق را نه پسندد بلی اگر [illegible] بان عاوی
نشانی که نبوده همان پایه اولیس [illegible] و گمراهی اند همچو کلمات حق [illegible]
ملتی بالقبول [illegible] مدوا ز غلبت [illegible] عداوت و عداوت آل رسول باستماع مسائل
[illegible] اثل رو باده متلاقی [illegible] و جناب [illegible] اگنا [illegible] اهلبیت
وکال [illegible] هم برنفس [illegible] مخرات [illegible]
خدا شیعه [illegible] چنین غلط [illegible] افترا [illegible] ندانسته [illegible]
نیز بجز [illegible] کلمه حقی که در [illegible] نسبت [illegible] مدود او صاف مرتضوی [illegible]
پایه پندار [illegible] نپذاشته اند چنانچه ابن [illegible] که از کافه لیسی [illegible]
انجر ابیش در بغض علی [illegible] الحاتش [illegible] مشتمل مشهور کافه گرم تر از آتش است
در حق امام رازی چنین زبان [illegible] کرده که ان الفخر کان شیعیا یقدم محبة اهل
البیت کمحبة الشیعة حتی قال فی بعض تصانیفه و کان علی شجاعا جلا و غیره انتهی
خوشا بحال شیعیان که در تقدیم محبت اهلبیت مطعون سنیان باشند و وای بحال
چنین سنیان که در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جراحت اهل ایمان پاشند
الا کین نازم به اخلاص و سنیت خاصه حضرت مواف که در استکمال ولای علی و اولاد علی
ازینه و قید تجاوز [illegible] بیجای عمر و زید آزاد اند و در سنیت به تکمیل ارشاد مرتضوی
[illegible] چنانچه [illegible] ابتی طولانی در توضیح معانی اهلسنت و جماعت و اهل بدعت و تشتت
کنز العمال متقی مسطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام انام مناسب مقام
درینجا مذکور میگردد قال علیه السلام و اما اهل السنة فالمتمسکون بما سنه الله لهم
ورسوله و ان قلوا اما اهل البدعة فالمخالفون لامر الله ولکتابه ورسوله العاملون

بارائهم واهوائهم وان کثروا واما اهل الجماعة فانا ومن اتبعنی وان قلّوا واما اهل الفرقة فالمخالفون لی ومن اتبعنی وان کثروا انتهی

پس باید که سنیان معاویه شاهی بر کثرت خود مغرور نشوند و بر همین جاده ممدوح و سنیت مخبر مقدوح که جناب مولف دران وحید اند ایشان هم بروند خلاصه چنین کتاب لاجواب در مذهب اهلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیده بلکه بچشمی ندیده و وگوشی نشنیده

؎

لایدرک الواصف المطری خصائصه
وان یک سابقا فی کل ما وصفا

پس بشرط امکان دو سه جلد آن بمقداریکه تا این زمان چهاپ زده باشند باین مشتاق نیز حسب نشان خاتمه لطف فرمایند تا تنها خط نبریم بلکه بعض مخلص احباب خصوصاً قاری فضل حق صاحب را نیز که زیاده تر از مخلص فریفته این اعجوبهٔ روزگار و شیفته این باغ نوبهار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد هم کافی است و آینده هر قدر که مطبوع شده باشد بعنایت آن مذاق قند مکرر بخشیده باشند و نشان این بی نشان همین بس که در شهر لکهنؤ محله کٹره ابوتراب خان مکان مسکنه مولوی کمال الدین حسین صاحب رسیده نزد فلان برسد و باین طور هم ممکن که در شهر لکهنؤ محله سرای معالیخان در کوٹهی زرد مملوکه آغائی صاحب مکان مدرسه ایمانیه رسیده نزد ریاض الحسن مدرس درجه عربی برسد که انشاء الله بلا وقت خواهد رسید زیاده اشتیاق سامی ملازمت برمزید — الراقم الاثم عبده السید ریاض الحسن النقوی البخاری الاثنی عشری الصفی پوری موطنا و اللکهنوی مسکنا و النجفی مدفنا انشاء الله العلی العظیم

۲۹ صفر ۱۲۹۶ھ

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیره جناب حکیم مسیح الدوله بهادر مرحوم لکهنوی ساکن کٹره سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم الیقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بهادر دام ظلکم والا زالت افاداتکم

سلام من خزائن لطف دستے ؛ علی من عنده روحی وقلبی

مدحاتی که صفا زلال از ینابیع خاص وخصوص جاری وتحیاتی که مجاری ورود در مشارب صدورش از شوائب تکلف وکدورت تصلف عاری وخالی باشد بالظهر الا سحار بدرگاه دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان ... پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
تا کرد جا بگوشم آوازهٔ جمالت ... خلوت سرای دل شد جولان گه خیالت

هرچند دیده ظاهر بسعادت لقای انور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل و کمال آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که در عرصه غبرا و قبه خضرا زمزمه صدای آن زیور گوش هوش شده مهیج شوق عظیم است

در دیدهٔ جانم چو تو نی مردم دیده ... عالم به تو می بینم و روے تو ندیده

افسانه اشتواق و داستان الم فراق نه بمثابه ایست که اندکی از هزار و قدرے از بسیار بحیز تحریر در آورده ناچار

خامه بشکستیم ولب بستیم از تعداد شوق ... کان نه در تحریر ما گنجد نه در تقریر ما

لله الحمد والمنه که باعث تالیف وترسیل کتاب سراپا هدایت الموسوم به حد تحقیق بشرب سنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الٰهی و رمزیست از رموز خلاق سپیدی وسیاهی که احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط بیشتر حق پوشان عترت سید المرسلین در این زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چندانکه مرقوم کرده شوند از رفعت شانش حجاب

عطف الافخر زمان

می آید و از علوی پایہ اش آسمان خندد کہ شانش دیگر ہست لہذا بنظر اکتساب ثواب نذبر وفق تعریف کتاب اکتفا بہ ترقیم این دو تا بیت می نمایم **ابیات**

نفیسی کتاب حاز کل فضیلۃ — وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مؤلفہ قد ابرد الحق خالصا — بتالیفہ من بعد ماکان کامنا

بہترین ذریعہ رسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات دستیاب نشدہ مسرت عظیم بخشید مرجوا از الطاف لایزال آنکہ بہرچہ زودتر نسیم ظہور نور جمال باکمال تندیمی بر چمن دل وزد و ترقب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسمائہ و توالت نعمائہ آنکہ ضیاء چشم مشتاق را بمعاینہ غرہ غرا و بمشاہدہ جمال جہان آرا کہ بعنوان سعادت و دیباچہ دفاتر مراد است بزودی روزی گرداند انہ قریب مجیب کتاب والا باحسن اوقات بدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب پیش نحیف رسید عظم اللہ اجورکم در رفع اقدس شانکم عنایت فرمودہ بر وقت اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند و حسب خواہش بعض احباب کہ بزیور صفت و سلمان وقار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب والا بفحوای روی تو نادیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید مہدی قلیخان بہادر ابن نواب سید کریم قلیخان بہادر ابن نواب سید منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بھکنا پہاڑی شہر عظیم آباد بتحریر وتۃ رحمت و فضیلت

اهلبیت نبوت افتادگان چاه ضلالت را راه هدایت نموده الطاف گستر اجزاکم الله خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان شب یکرنگ سهراب جنگ پس تبلیغ هدیه سلام مسنون بحرچه
از لی مطالب نگارش دهد. اینکه دیده نباخت سامان باده باران و هم بسبب میسر شدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر پا در گل ماندم چشم عفو دارم انشاء الله تعالی
اگر حیات مستعار وفا نموده فردا تا ساعت یازده صحبت سراسر افادت آن الطاف گستر
مستفیض خواهم شد باقی بتسطیر اوصاف نسخه هدایت خیز و رساله حقیقت آمیز آن حق شناس
تشفیق که فی الحقیقت دین محمدی و مذهب حق را روز بازار تازه بخشید افتادگان چاه
ضلالت را راه هدایت نموده اند اگر هر موی سر هزار زبان شود یکی از هزار و اندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انشاء الله روز جزا صلهای این حق شناسی و استخوان شکنی
از خدا و حضرات آل عبا علیهم السلام خواهند یافت الغرض بتمهید این که این بنده آستان
ائمه هدی مطالعه صحیح کتاب مستطاب کرده رساله همتا که سواد حروفش را طوطیای چشم بصیرت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی که آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرموده اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشته بمطالعه اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چه حظها که از مطالعه اش بر نمیدارم و چه دعاها که بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم الله من رب الغفور و سعیهم المشکور بخدا که اگر تمامی فرق اسلام فی الجمله عقل
سلیم داشته حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمه وار بدیده دل کشند
اما حق شناس کو و عقل سلیم کجا فقط و السلام علی من اتبع الهدی سهراب جنگ عفی عنه روز سه شنبه

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگره

عمدة الاعاظم و الاکابر زبدة العماید و الاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد شرفہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بمشرب سنی رسیدہ ممنون فرمود قصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمایند۔ مشغول بمطالعہ آن بودم دیروز ختم کردم و حظی برداشتم۔ کتابی است کہ اصل حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع تفرقہ صدہا سال را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا توفیق بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل خطاء اجتہادی بدر یزید نپرداختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان حیدری قائل شدہ غیر را بر ولی و وصی رسول ترجیح ندہند۔ آری کف لسان نسبت بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات نا ملائم کہ آل و جان رسول حسن و قبح آنہا را خوب سنجیدہ اند لازم است و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفاء ثلاثہ مثل امیر المومنین کلاہ باید کردن و با آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہر چہ ادا کنم کمتر است و آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر و السلام ۵ مئی سنہ ۱۸۷۹ع یوم دوشنبہ مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری بمقام آگرہ گذری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل

اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب امرتسر و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئی ہیں کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب خطوط نقل نہین کئے گئے۔

خلاصہ رای مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جودس اسقرطی کا حال ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر کے گرفتار کرا دیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب و لعن پڑھنا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شکایتین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین۔

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی	ایسا نہو کہ مکرین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سنیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بے بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید   پیشتر از عمر بسامان رسید

صحیفہ کاملہ

[illegible]ول بلا اول کان قبلہ	والآخر بلا آخر یکون بعدہ

قد تمّ الکتاب

فہرست فصول کتاب تحقیق مشرب سنی

فصل ۱ تا فصل ۹ مقدمات تمہید کتاب صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۴

فصل ۱ ترغیب صدق و راستی۔ صفحہ ۲
ف ۲ وجہ اختلاف در علم معاد۔ ص ۳
ف ۳ تالیف کتاب ہذا بہ بنیاد تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام کے۔ ص ۴
ف ۴ بنیاد کتاب ہذا اوپر قرآن و حدیث اور تاریخ صحیح کے۔ ص ۵
ف ۵ خلافت سی سالہ و خلافت دوازدہ گانہ یعنی امامت۔ ص ۶
ف ۶ خلافت ابوبکر اصل منشا تمام اختلافات ص ۶
ف ۷ حضرت علی ابن عم و داماد حضرت رسول ص ۷
ف ۸ تشبیہ سنیان معاویہ شاہی ساتھ ظروف نقرئی انگریزی کے۔ ۸
ف ۹ ناد علیاً مظہر العجائب۔ ۹

فصل ۱۰ تا فصل ۱۴۔ احادیث مناقب علیؑ و اہلبیت صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۵۶

ف ۱۰ حدیث عطای علم بروز جنگ خیبر ۱۱
ف ۱۱ رباعی امام شافعی و حدیث من کنت مولاہ یعنی جسکے مولی رسول ہیں اوسکے مولی علی ہیں ۱۲
ف ۱۲ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی میرے واسطے ہارون ہے واسطے موسی کے ۱۷
فصل ۱۳ حدیث مواخات یعنی صحابہ لوگ آپس میں بھائی بنائے گئے مگر علی بھائی خود نبیؐ کے ہیں دین و دنیا میں۔ صفحہ ۱۸
۱۴ حدیث طیور بریان اور علی کا احب خلق اللہ ہونا ۱۹
۱۵ حدیث آیت مباہلہ اور علی کا نفس پیغمبر ہونا ۲۱
۱۶ حدیث آیت تطہیر آل عبا کی۔ ۲۴
۱۷ حدیث مومن ہونے محبان علی کے ۲۵
۱۸ حدیث علی منی و انا منہ۔ ۲۵
۱۹ حدیث لا یؤدی عنی الا انا او علی یعنی رسول کے ذمہ کا حق کوئی ادا نہیں کریگا مگر خود رسول یا علی۔ ۲۶
۲۰ حدیث سی جب مانگتے تھے رسول سے تو پاتے وہ چیز۔ ۲۷
۲۱ انا دار الحکمۃ یا انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنی رسول گھر حکمت کے ہیں یا شہر علم کے اور علی دروازہ اوسکے۔ ۲۸
۲۲ مشورہ کرنا رسول کا ساتھ علیؑ کے دیر تک بروز جنگ طائف کے اور فرمانا رسول کا کہ خدا اوس سے مشورہ کرتا تھا ۳۵
۲۳ علی کا مسجد نبوی ہو کر جانا بحالت جنب کے ۳۶

۲۴	علی جو ایک لڑائی مین بھیجے گئے تھے تو رسول کا دعا کرنا کہ پھر دکھلائی ہوے علی کے ہمکو نہیں مارنا -	۳۶
۲۵	نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اوس سے مگر منافق	۳۷
۲۶	علی کو گالی دینی خود رسول کو گالی دینی ہے	۳۷
۲۷	مثال علی ساتھ حضرت مسیح کے -	۳۹
۲۸	شادی حضرت علیؑ با حضرت فاطمہؑ	۴۰
۲۹	سب گھرون کے دروازے بطرف مسجد نبوی کے بند ہوے مگر دروازہ علی کا اور ابوبکر کو اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور عمر کو اجازت بقدر ناکہ سوئی کے بھی نہین ہوئی -	۴۰
۳۰	کسی شخص کو منزلت پیش رسول مثل منزلت علی کے نہین تھی -	۴۱
۳۱	دعاے رسول بنسبت شفاے علیؑ	۴۲
۳۲	رسول کی چپکے سے حضرت فاطمہ کو خبر دینی اپنی موت کے اور اوسپر رونا حضرت فاطمہ کا اور پھر کہنا رسول کا کہ تو اول سب اہلبیت سے ہمسے آکر ملیگی اور اوسپر خوش ہونا حضرت فاطمہؑ کا -	۴۳
ف		صفحہ
۳۳	جو فاطمہ کو رنج دے سو اوسنے خود رسول کو رنج دیا -	۴۵
۳۴	حدیث انی تارک فیکم الثقلین یعنے رسول نے چھوڑا دو بھاری چیز ایک قرآن اور دوسری اولاد -	۴۶
۳۵	اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے حسنینؑ کو -	۴۷
۳۶	حسنؑ صلح کرا دیگا درمیان دو فرقہ مسلمانان کے	۵۰
۳۷	قرآن و اہلبیت -	۵۲
۳۸	جو علی و فاطمہ و حسن و حسین سے لڑا سو خود رسول سے لڑا -	۵۳
۳۹	تفرقہ با خود ہا قریش و بنی ہاشم -	۵۳
۴۰	محبوب تر ہونا زید کا حضرت عمر سے	۵۵
۴۱	اہلبیت مثل سفینہ نوح -	۵۶
۴۲	اقرار عائشہ بنسبت رشک با خدیجہ اور گوشت تقسیم کرنا رسول کا درمیان زنان دوستان خدیجہ کے -	۵۶
۴۳	موضوع ہونا حدیث بشان معاویہ کا	۵۹
۴۴	ہونا علی و حسنین و جعفر و حمزہ و ابوبکر	۶۲

ف		صفحہ
	وعمر ومصعب وبلال وسلمان وعمار وعبد اللہ ابن مسعود وابوذر ومقداد چودہ آدمیون کا نقبا رسول —	
۴۵	حدیث درشان ابوبکر وعمر وعبد اللہ ابن مسعود	۶۴
۴۶	جنت مشتاق علی وعمار وسلمان کی ہے	۶۵
۴۷	حکم محبت با علی وابوذر ومقداد وسلمان	۶۶
۴۸	کہا عمر نے کہ ابوبکر سردار ہمارے ہین اور آزاد کیا بلال ہمارے سردار کو —	۶۶
۴۹	مسلمانان تابع مسلمانان قریش کے اور کافران تابع کافران قریش کے ہین	۶۷
۵۰	حدیث خلافت دوازدہ گانہ یعنی امامت ودرود بذکر دوازدہ امام بعبارت حسانی تجلیانہ وغیرہ کے	۶۹
۵۱	کراہت رسول از سہ قبیلہ بنی ثقیف وبنی حنیفہ وبنی امیہ —	۷۳
۵۲	حدیث امتناع سب لعن یعنی دشنام بر صحابہ	۷۴
۵۳	نہین مس کریگی آگ ایک مسلمان کو جو دیکھا ہو خود نبی کو یا دیکھنے والے کو نبی کے	۷۶
۵۴	اصحابی کالنجوم وحدیث کل نسب وسبب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی	۷۷
ف	وسبی وصہری -	۲
۵۵	حدیث عشرہ مبشرہ حدیث نامزد کرنی حضرت عمر کے حضرت علی وغیرہ چھ آدمیون کو واسطے خلافت کے —	۷۹
۵۶	حدیث عائشہ کہ رسول ابوبکر وغیرہ کو خلیفہ کرتے —	۸۱
۵۷	حدیث عشرہ مبشرہ -	۸۲
۵۸	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر وعثمان وزید ابن ثابت وابن کعب ومعاذ ابن جبل وابوعبیدہ وعلی —	۸۳
۶۰	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر وعثمان وحدیث القرآن مع علی —	۸۵
۶۱	اگر کسی شخص کو رسول دوست اپنا بناتے تو ابوبکر کو دوست اپنا بناتے اور دیوار ابوبکر مین ایک روزن کھلنے کی اجازت ہوئی —	۸۶
۶۲	حدیث دوست بنانے ابوبکر کی	۸۹
۶۳	حدیث عائشہ نسبت طلب ابوبکر وپسر اونکو واسطے لکھے جانے وصیت خلافت کے	۹۰
۶۴	کہنا رسول کا ایک عورت کو کہ اگر تو ہمکو	۹۱

ف		صفحہ
	نہ پاوے تو ابوبکر کے پاس جانا ۔	
۶۵	حدیث عمرو ابن عاص نسبت احب خلق بسوے نبی عائشہ و باپ اونکے	۹۲
۶۶	کہنا حضرت علی کا کہ ابوبکر و عمر بہترین مردم ہین اور نسبت خود انپے کہ ہم بھی تو ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے	۹۳
۶۷	حدیث عبداللہ ابن عمر کہ ابوبکر و عمر و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ نہین سمجھتے تھے ۔	۹۴
۶۸	ما نفعنے مال احد کما نفعنے مال ابی بکر یعنے مثل مال ابوبکر کے ہمکو نہین نفع دیا کسی شخص کے مال نے ۔	۹۷
۶۹	کہنا عمر کا کہ ابوبکر سردار ہمارے اور احب رسول خدا کے ہین ۔	۹۸
۷۰	ابوبکر صاحبنی فی الغار و صاحبنی علی الحوض ۔	۹۸
۷۱	حدیث عائشہ نسبت امامت نماز ابوبکر	۹۹
۷۲	صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابوبکر کے اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر کے	۱۰۰
۷۳	متضمن تین حدیثین نسبت حضرت ابی بکر کے	۱۰۱

ف		صفحہ
	کے اول حدیث عائشہ کی نسبت عتیق اللہ ہونے ابوبکر کے دوم حدیث ابن عمر کہ ابوبکر اول زمین سے نکلینگے سوم ابوبکر جنت مین اول داخل ہونگے ۔	
۷۴	حدیث عمر کی بہ نسبت قصہ یار غار ہونے ابوبکر کے یا دیگر مراتب ۔	۱۰۳
	غزل مؤلف علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی ۔	
۷۵	اٹھارہ حدیثین بشان حضرت عمر کے	۱۰۷
	غزل مؤلف حب علی بیگمان ماحی عصیان است	
۷۶	بارہ حدیثین مشترک درمیان ابوبکر و عمر	۱۳۰
۷۷	تیرہ ۱۳ حدیثین بشان حضرت عثمان رض	۱۴۰
	دو شعر عربی از مؤلف بر زمین لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا الحاطمہ	
۷۸	چار حدیثین مشترک درمیان خلفائے ثلثہ	۱۵۶
	غزل مؤلف بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا +	
۷۹	پندرہ آیات قرآنی نسبت حضرت علی رض	۱۶۶
	غزل اردو از مؤلف — رسول آخرین کا یار و آخر منہہ دکھاتا ہے + —	

ق		ص
	مثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ و دادن نان افطار بسائلان — من چہ گویم از علی بوتراب	
۸۰	آیت محمد رسول اللہ — والذین معہ آیت ثانی اثنین اذ ہما فی الغار آیت استزلہما الشیطان متعلق فرار جنگ احد آیت فسیکفیکہم اللہ پر سر خون آلودہ گرنا حضرت عثمان کا —	۱۸۲
۸۱	خصائص سنی و شیعہ — خط تقریظ مولوی محی الدین صاحب وکیل منصفے سیوان ضلع سارن معہ غزل قصیدہ جناب آغا احمد صاحب اصفہانی از بھاگلپور — تشنہ کام ازلی یافت بکف یار معین * مثنوی ستایم ترا ای غریق ولا — از جناب مولوی فقیر حسین صاحب حسین گنج ضلع سارن خط تقریظ جناب سید الغنی حسین صاحب بھاگلپور خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید ضیاء الدین صاحب عشرت از بھاگلپور —	۱۸۶

ق		ص۲۱۲
۸۲	تیئیس ۲۳ حدیثیں متعلق مرض الموت حضرت رسول کے — حدیث نمبر ۱ — طلب قرطاس و خلل اندازی حضرت عمر خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسن صاحب مولف کتاب مجمع البحرین — غزل عربی از مؤلف کتاب حدیقہ تحقیق اذا مطروا العطایا غزل [illegible] از مؤلف [illegible] جام [illegible] * — غزل فارسی از مؤلف — علی مولا [illegible] تقدیر کردند * —	
۸۳	خلافت ابوبکر — غزل عربی از مؤلف — طالب الدنیا لفی کرب الیم خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب پورنیہ قصیدہ عربی از جناب میرزا کمال الدین صاحب نجر ایرانی حال مقیم بمبئی قمر العلا فوق الکواکب لاحا غزل فارسی از جناب میرزا کمال الدین صاحب	۲۵۸

ف		
	ممدوح الیہ - سن ختم غدیر وحیام مرزا ۴	
	غزل دیگر فارسی از جناب الیصا	
	غـ ـزل فارسی از مولف باصلاح غزل علی مرتضی دارے ازین بہتر چہ میخواہی	
۸۴	خلافت حضرت عمر رض	۲۴۳
۸۵	خلافت حضرت عثمان رض	۲۷۶
۸۶	خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت مولا علی علیہ السلام -	۲۹۲
	غزل مولانا روم - تا صورت پیوند جہان بود علی بود ۞	
	اشعار امام شافعی - لولا المرتضی ابدی	
	اشعار شاہ قاسم انوار - نور ولایت توئی شاہ سلام علیک	
	اشعار فرید الدین عطار - اگر ہزاران سال باشی در طلب ۞	
	غزل شاہ نعمت اللہ ولی - دم بدم از ولاے مرتضی یابدرون ۞	
	اشعار حکیم سنائی - مصلحت بود آنچہ کرد علی	
	قصیدہ حافظ شیراز - نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا ۞	

ف		
ف	قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب بھاگلپوری - مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردۂ	
	خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب	
	چند مادہ ہاے تاریخ ۞ -	
	غزل منقبت سید امداد امام اثر اکبرپوری	
۸۷	بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام	۳۱۲
	غزل حضرت ابوبکر خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل	
	غزل حضرت امیر علیہ السلام - لبیک لبیک انت مولاہ	
	اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام فرضٌ علی الناس ان یتوبوا	
۸۸	انتخاب ضروری از کتاب تاریخ خمیس	۳۲۵
	رجعت آفتاب براے اداے نماز عصر علیؑ	
	قصہ رفتن علی بر سطح خانہ کعبہ از دوش نبیؐ	
	اشعار قیل لی قل فی علی مدحہ	
۸۹	انتخاب تاریخ ابو الفدا اقرار نامہ ثالثی درمیان حضرت امیر و معاویہ -	۳۳۱
۹۰	بحث پنجتن پاک -	۳۴۴
	غزل سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص مجنون	

ف	خے سید نامی و نامور +	فو	۱۰۱	امام نہم تقی علیہ السلام -	۳۹۲
	اشعار و مادہ ہاے تاریخ ار سید		۱۰۲	امام دہم امام نقی علیہ السلام -	۳۹۳
	محمد حسن صاحب ندرت بھاگلپور -		۱۰۳	امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام	۳۹۴
	قصیدہ دوم از جناب سید آغا احمد		۱۰۴	امام دوازدہم امام مہدی علیہ السلام	۳۹۷
	صاحب اصفہانی بھاگلپور -		۱۰۵	چہاردہ معصوم علیہم السلام	۴۰۷
۹۱	اسباب و سامان مصائب اہلبیت	۳۴۵	۱۰۶	ولایت اولیاء اللہ -	۴۰۸
	غزل مؤلف -		۱۰۷	وحدت وجود -	۴۱۱
	جس کسیکو غم امام ہمنین		۱۰۸	رویت باریتعالے -	۴۲۰
	تضمین بر اشعار میر حسن وغیرہ وارہ		۱۰۹	دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ -	۴۲۲
	خلافت و امامت -		۱۱۰	معراج باصطلاح صوفیہ -	۴۲۷
۹۲	امامت	۳۵۷	۱۱۱	شق قمر -	۴۲۹
۹۳	امام اول حضرت علی علیہ السلام	۳۶۱	۱۱۲	شق صدر -	۴۳۰
۹۴	امام دوم حسن علیہ السلام -	۳۷۰	۱۱۳	مسلک صوفیہ -	۴۳۱
۹۵	امام سوم حسین کربلا علیہ السلام	۳۷۶	۱۱۴	مسلک شیعہ	۴۳۴
۹۶	امام چہارم زین العابدین علیہ السلام	۳۷۹	۱۱۵	اقسام سنیان -	۴۳۶
	و انتخاب قصیدہ فرزدق -		۱۱۶	عدم جواز سب و لعن بر صحابہ	۴۴۰
۹۷	امام پنجم باقر علیہ السلام -	۳۸۴	۱۱۷	استعمال لقب امام -	۴۴۱
۹۸	امام ششم جعفر صادق علیہ السلام	۳۸۶	۱۱۸	نصب امام	〃
۹۹	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام	۳۸۸	۱۱۹	عصمت ائمہ اثنا عشر -	۴۴۲
۱۰۰	امام ہشتم علی رضا علیہ السلام +	۳۹۰	۱۲۰	تقیہ	۴۴۳

۱۲۱ متعہ ۔ ۴۴۴
۱۲۲ واطت یا وجہ ۔ ۴۴۹
۱۲۳ باغ فدک ۔ ۴۵۰
۱۲۴ عقد ام کلثوم ۔ ۴۵۱
۱۲۵ شرایط امامت نماز و وجوب قرئت ۴۵۴
۱۲۶ عہدۂ مجتہد ۔ ۴۵۶
۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ۔ 〃
۱۲۸ زیارت کربلا وغیرہ ۔ ۴۵۸
۱۲۹ مرثیہ خوانی و تعزیہ داری ۔ ۴۵۹
۱۳۰ نماز تراویح ۔ ۴۶۱
۱۳۱ کلمۂ توحید ۔ 〃
۱۳۲ مسائل متفرقہ کہ جنمین سنی و شیعہ مختلف ہین ۔ 〃
۱۳۳ صلواۃ و سلام بر علی علیہ السلام ۴۶۴
۱۳۴ چند امورات متعلقہ خاتمہ ۔ 〃
اول انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیا
دوم سبب تالیف کتاب حد تحقیق ۔
سوم گریز سنیان از کتاب حد تحقیق و قدر دانی شیعیان ۔
چہارم اس کتاب مین صرف قدر ضرورت پر
ف اکتفا کیا گیا ۔
پنجم تعریف مذہب صوفیہ ۔
ششم مادہ ہاے تاریخ کتاب حد تحقیق
ہفتم معذرت تالیف کتاب ہذا بایجاز ۔
ہشتم بیان نسب و وطن مؤلف ۔
نہم ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقعجات شادیات اور نقل چند رقعجات نوید شیعیان ۔
دہم تنبیہ سنیان معاویہ شاہی و شیعیان و صوفیان بابت سنگین دل وغیرہ
یازدہم مولف کتاب ہذا سنی بلا تعصب و شیعے بے تقیہ و بے تبرا ہے
دوازدہم موضوع ہونا حدیث الانبیاء لم یورث ما یورث کا اور گریز انا سنیان کا ملاحظہ کتاب ہذا سے اور چند خطوط تقریظیہ از جانب شیعیان ۔
خلاصہ راے مؤلف در خاتمہ ۔

چند غزلہاے طبعزاد جناب مولوے سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے هستم ز گلزار محمدؐ
برآید کار من کار محمدؐ
محمدؐ را شفاعت خواه دیدم
علیؑ را یاور یار محمدؐ
رجوع فرع باشد تا به اصلش
منم مشتاق دیدار محمدؐ
خوشا وقتے که دیدم دست خود را
بدست فیض آثار محمدؐ
شفاعت وعده کرد او از سر لطف
تسلی شد ز اقرار محمدؐ
چه اندیشه ز هر حاجت که دارم
علیؑ باشد چو مختار محمدؐ
علیؑ دارد کرم بر حال آزاد
چه خوش قربی بسرکار محمدؐ

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم
جام جم را بجام خود دارم
خواب دوشین ز بس مرا بنواخت
بخت و دولت بنام خود دارم
صدر مجلس شدم بخواب امشب
نغمهٔ خوش پیام خود دارم
نیست امرے که در تصرف نیست
وحشیان را بدام خود دارم
گر بیاید ببام من امشب
صبح دولت بشام خود دارم
رفته رفته رسیده ام اینجا
عرش اعلی مقام خود دارم
زود باشم ز قید حرص آزاد
هر چه خواهم بدام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او کہ رسیدم ز خود بعید شدم
خودی چہ ترک نمودم بسے بعید شدم

بسوے ہرکہ برفتم ز بس ملا ئ شدم
بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم

کدام جاست در اینجا کہ جلوہ گاہ او نیست
ملاحظہ کہ نمودم دران وحید شدم

مثال بالطف بکرد او کہ نمود مرا طلبید
ز فیض بحر سخائش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق جہان شدم آزاد
کہ من معاف ازان وعدہ و وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلی تحریر نو کن
محبت با عدو تسخیر نو کن

تو خود نیکی و نیکی کن مجسم
نکوئی با بدان تعزیر نو کن

من و او ہم گناہ ہم جملہ یک ہست
بپیشش رو ہمین تقریر نو کن

چو مسکین و حزین باشد ترا دل
ز صحبت نیک دان تفسیر نو کن

ترحم بر غریبان نقش دل ساز
براے حفظ خود تدبیر نو کن

بخواب دوش دیدم زلف او را
مقید کرد یا تعبیر نو کن

ولے آوارہ دارم نامقید
چو پیشت آمدم زنجیر نو کن

بدرگاہت رسیدم طالب خیر
گداے پیر را توقیر نو کن

چو عفوش بہتر آمد از گناہات
چہ پروا باشدت تقصیر نو کن

دلت بوسیدہ گشتہ از گناہان
ازین دل بیرون آ تعمیر نو کن

خوشا وقتے کہ گوئی توبہ آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر نو کن

نمبر ۵

امداد فضل تو چو بود پناه ما
ما را چه خوف هست ز کار تباه ما

هر چند واجب است سزای گناه من
اما که عفو تو بزداید گناه ما

آن بیت اقدسی که دران انبیا بدند
تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما

آنچه که وعده بود بذات تو شد وفا
دانم توئی مسیح که از رب اله ما

ای ذات احمدی که لقبند ترا حب
موعود رهنما ز رسولے براه ما

جانم فدای نام تو ای شاه کربلا
ظلمی که بر تو رفت گواه است آه ما

هیهات گر بخفت نروم تا تمام عمر
آزاد در دول پرسان تالشاه ما

نمبر ۶

پیرست و یاد رفتگان هم
هر لحظه بفکر این و آن هم

بوسه ندهی دهی تو دشنام
بی انس مشو و بد زبان هم

مغرور مشو بکار دنیا +
ماند نه مکین نه این مکان هم

هر شی که نظر کنم بعالم
مقصود توئی ز دل و جان هم

بی شبهه مرا تو دوست داری
مستادم ز چشم ایزان هم

ای جان اگر تو خوف داری
بیخوف روی و شادمان هم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و هنر و خاندان هم

تمت

اشتہار کتب مطبوعہ مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنو

عمدۃ الطالب ۔ در نسب سادات بزبان عربی ۔ عہ/
مطالب السئول فی مناقب آل الرسول از محمد بن طلحہ شافعی ۔ عہ/
کتاب صادح و باغم تصنیف ابو یعلی محمد بن الہباریہ در مناظرہ طیور
بطرز کلیلہ دمنہ و نصائح بطرز لطیف بزبان عربی نظم ۔ ۴ر
مقامات بدیع الزمان ہمدانی عربی ۔ ۸ر
رطب العرب دیوان عربی جناب مفتی سید محمد عباس صاحب ۔ عہ/
موہبہ کوثری شرح قصیدہ سید اسمٰعیل حمیری علیہ الرحمہ ۔ عہ/
من لا یحضرہ الطبیب تصنیف محمد بن زکریائے رازی در طب ۔ ۸ر
تخریج الآیات موسوم بنجوم الفرقان در استخراج آیات قرآنی ۔ عہ/
حق الیقین از اخوند ملا محمد باقر مجلسی در اصول خمسہ ۔ عہ/
سفینۃ النجات در اثبات امامت و دیگر مباحث اصول ۔ ۱۲ر
صحیفۃ الرضا علیہ السلام ۔ ۱۲ر
مشکوۃ الانوار از اخوند مجلسی ۔ ۳ر
صراط النجات از اخوند مجلسی مشتمل بر چہار دہ رسالہ از مناہی و محرمات
تنزیہہ اثنا عشریہ جلد اول بجواب تحفہ شاہ عبد العزیز
دہلوی در ذکر حدوث مذاہب ۔ سے/
تحقیق مشرب سنی ۔ عہ/
ضربت حیدریہ بجواب شوکت عمریہ در مبحث متعہ رد صیلۃ اللئیم
ابواب الجنان جلد دوم در صلوۃ از ملا رفیع واعظ ۔ عہ/
تذکرہ علمائے امامیہ مسمی بہ نجوم السماء بزبان فارسی ۔ سے/
رسالہ رجعت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ۔ ۳ر
مجموعہ ہفت رسالہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی مشتمل بر رسالہ نکاح
و رسالہ متعہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی باری تعالیٰ
و رسالہ جبر و تفویض و رسالہ بدا و رسالہ شکیات و
رسالہ رضاع از اخوند ملا محمد تقی مجلسی ۔ ۳ر
تحفہ جوادیہ در ادعیہ و اعمال ضروریہ اردو ۔ عہ/
اردو ترجمہ جلاء العیون جلد اول از حال حضرت
خاتم الانبیا تا حال امام حسن علیہ السلام ۔ عہ/
ایضاً ۔ جلد دوم از حال امام حسین تا حال قائم آل محمد ۔ عہ/
تجوید النعمہ جلد اول خوشخط و اصح قریب ۲ جز و کلاں ہے
نخل ماتم از حاج مرزا جعفر علی فصیح مرحوم ۔ ۲ر
مرثیہ و سلامہائے فصیح جلد اول و دوم و سوم ۔ ۱۲ر
مرثیہ ہای جناب سید خورشید علی صاحب نفیس ۔ عہ/
مرآۃ التحقیق در اصول خمسہ بدلائل و براہین ۔ عہ/
تائید الاسلام رد تبشیر از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب
قبلہ بزبان اردو ۔ ۴ر
تنقید الکلام فی احوال شان الاسلام اردو ترجمہ
کتاب اسپرٹ مولوی سید امیر علی صاحب ۔ یہ کتاب
لاجواب سیرت و حالات سوانح عمری جناب رسول
مقبول میں بطرز جدید ہے اور ان تمام یہود و نصاریٰ
کے اعتراضات کا جواب شافی اور یقین کی کتب معتمدہ
سے جو مسلم الثبوت ہیں نہایت متانت سے دیا ہے ۔ عہ/
اخلاق احمدی ۔ اس کتاب میں مفصل طور پر مضامین
تہذیب اخلاق کو حسب مزاج زمانہ حال ملک و قوم کے
اردو زبان میں لکھا ہے ۔ عہ/
زبدۃ النجوم قواعد تنجیم میں ۔ ۲ر

اعلان

چونکہ مصنف کتاب ہذا دام اقبالہ نے حق
تالیف اس کتاب کا راقم کو عطا فرمایا ہے
لہذا واسطے حفاظت حق تالیف کے رجسٹری باضابطہ در
کرا دی گئی تا دیگر صاحبان مطابع قصد اسکے طبع کا نفرمائین ورنہ حسب
قانون اونسے مواخذہ بذریعہ عدالت کے ہوگا ۔

اطلاعاً گذارش کیا

راقم
میرزا محمد علی مالک مطبع جعفری ساکن
نخاس جدید لکھنؤ

علاوہ کتب مطبوعہ مطبع ہذا کے ہر فن کے کتب مطبوعہ ایران
و مصر و دہلی و لاہور راقم کے پاس موجود ہین جو صاحب شائق
ہون مطلع فرمائین فہرست کل کتب روانہ ہو گی ۔

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED